شانِ قرآن

مؤلف

سلطان احمد پیر کوٹی مولوی فاضل

النّــــاشِر

نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ پنجاب

پیش لفظ

قرآن کریم کے عاشقِ صادق اور سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دل آویز اور پُرشکوہ تحریریں خواہ وہ عربی میں ہیں یا فارسی اور اُردو میں، نظم کی صورت میں ہیں یا نثر میں جو حضور پُرنورؑ نے قرآن کریم کی مدح وثنا، حسن و جمال، شوکت وکمال اور اُس کو زندہ خدا کا زندہ کلام کے طور پر پیش کرنے کے سِلسلہ میں وقتاً فوقتاً اپنی کتابوں، پمفلٹوں اور اس زمانہ کے اخبارات میں تحریر فرمائیں یکجا طور پر احباب کے سامنے پیش کی جارہی ہیں۔ عربی اور فارسی کلام کا بامحاورہ ترجمہ حاشیہ میں اِس صورت میں دے دیا گیا ہے کہ قاری کو کسی عبارت کا ترجمہ دیکھنے کے لئے صفحہ اُلٹنے کی ضرورت نہ پڑے۔ ہر عبارت کا حوالہ نیچے دے دیا گیا ہے۔ تا اصل کتاب میں حوالہ تلاش کرنے میں دقّت نہ ہو۔ نیز قارئین کی سہولت کے لئے عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے فارسی کلام کا اُردو ترجمہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے اُس ترجمہ سے لیا گیا ہے جو علیٰحدہ کتابی شکل میں پہلے ہی شائع ہو چکا ہے۔ کتاب کے آخر میں اِس موضوع پر صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات بھی درج کردی گئی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسا رُوح پرور اور ایمان افروز ریکارڈ جمع ہو گیا ہے جو ایک طرف اِس موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی کلید کا کام دیگا اور دوسری طرف مخالفین کی پیدا کی ہوئی غلط فہمیوں کے دُور کرنے کا موجب ہوگا۔

اِس بابرکت کام میں میرے بعض بزرگوں نے ہاتھ بٹایا ہے۔ محترم مولانا محمدؐ

یعقوب صاحب فاضل نے نہایت محنت اور غور سے مسودہ پر شروع سے آخر تک نظر ثانی فرمائی اور بعض جگہوں پر اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم چودھری محمدؐ شریف صاحب فاضل سابق مبلّغ بلادِ عربیّہ نے عربی عبارات پر اعراب لگانے میں قابلِ قدر مدد فرمائی۔ کتاب کی ترتیب وترصیع میں مکرم مسعود احمدؐ خان صاحب دہلوی اور مکرم شیخ خورشید احمدؐ صاحب نائب مدیران روزنامہ الفضل کے قیمتی مشورے نہایت مفید ثابت ہوئے۔ مَیں اپنے اِن سب بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ **فجزا هم الله فی الدّارین خیرًا.**

جہاں تک امکان تھا اِس مجموعہ کی ترتیب، ترصیع اور تصحیح میں احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم انسان خطاء ونسیان سے پاک نہیں اس لئے ممکن ہے اس میں بعض نقائص رہ گئے ہوں۔ لہٰذا احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اگر کوئی امر قابلِ اصلاح دیکھیں تو اس سے مطلع فرماویں۔ تا اگلے ایڈیشن میں علیٰ حدّ الامکان اسے ملحوظ رکھا جاسکے۔

(مؤلّف)

فہرست مضامین شانِ قرآن

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	1
۲	بہشت کی طرف لے جانے والا راہبر۔	5
۳	ہر نور قرآن میں ہے۔	8
۴	فی فضائل القرآن	9
۵	قرآن کریم میں خدا تعالیٰ جلوہ گر ہے۔	12
۶	قرآن کریم کا حسن و جمال	14
۷	شان القرآن	18
۸	قرآن کریم تمام حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتا ہے۔	23
۹	ہر حقیقت قرآن کریم میں موجود ہے۔	23
۱۰	علم و دین کا سورج	26
۱۱	شرک کو دُور کرنے والی کتاب	27
۱۲	قران کریم نہ ہوتا تو توحید کا نام بھی باقی نہ رہتا۔	28
۱۳	حقائق کا منبع اور سچائی کا سورج	28
۱۴	بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے اس نُور سے روگردانی کی۔	31
۱۵	خداوند تعالےٰ کے اسرار کا خزانہ	32

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۶	پھلوں سے لدا ہوا پاکیزہ درخت	34
۱۷	معجزات سے پُر کتاب	35
۱۸	قرآن کریم کے اسرار	37
۱۹	دین کے راستہ کا راہنما	37
۲۰	فیضان کا ایک چشمہ	39
۲۱	قرآن کریم سے ایک قدم دُور رہنا بھی ہلاکت ہے۔	40
۲۲	اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند	42
۲۳	مشکل قرآن کا حل	45
۲۴	قرآن کریم بے نظیر ہے۔	45
۲۵	قرآن کریم کے بغیر حق نہیں مل سکتا۔	46
۲۶	مَے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا	47
۲۷	جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں	48
۲۸	خوانِ ہدیٰ یہی ہے	49
۲۹	بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے	51
۳۰	قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر بعض بزرگ دلائل	53
۳۱	قرآن کریم باعتبار زیادتِ بیان اور مکملاتِ دین دوسری کتابوں سے افضل ہے۔	56

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۲	قرآن کریم کو تمام وجوہ محرکہ وحی پیش آئے تھے	56
۳۳	قرآن کریم اصول صحیحہ اور عقائد عقلیہ کے معلوم کرنے کا آسان اور قطعی ذریعہ ہے۔	57
۳۴	قرآن کریم نے اعلیٰ درجہ کے یقین کی بنیاد ڈالی ہے۔	57
۳۵	قرآن کریم نے عقلی وجوہ اور الہامی شہادت دونو کا التزام رکھا ہے۔	58
۳۶	قرآن کریم احکامِ قدرتی کا آئینہ اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے۔	58
۳۷	قرآن کریم کے بعد اَور کسی الہامی کتاب کے نزول کی ضرورت نہیں	61
۳۸	قرآن کریم نے زمانہ کی ضرورت کو پُورا کیا ہے	62
۳۹	قرآن کریم کے تمام عناصر کلام منجانب اللہ ہیں	63
۴۰	قرآن کریم نے اپنے کمالِ تام کے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے۔	64
۴۱	قرآن کریم کلام اللہ اور بے مثل ہے	65
۴۲	قرآن کریم کے بے مثل ہونے پر بعض دلائل	
	۱۔قیاس	69
	۲۔استقراء	70
	۳۔تجربہ صحیحہ	70

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
71	کلام الٰہی کے بے مثل ہونے کی ضرورت	۴۳
72	قرآن کریم کا بے مثل ہونا ہستی باری تعالیٰ کی ایک کامل دلیل ہے۔	۴۴
72	قرآن کریم ہرگز کسی انسانی کلام کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔	۴۵
75	قرآن کریم کا بے مثل ہونا ہر ایک پر حجّت ہے۔	۴۶
77	قرآن کریم کی بے نظیری ایک وجہ	۴۷
77	دو معجزے	۴۸
78	قرآن کریم کی پیروی سے اِس جہان میں آثارِ نجات کا ظہور	۴۹
79	قرآن کریم ہی مراتب علمیہ کے کمال تک پہنچاتا ہے۔	۵۰
80	قرآن کریم کے بے مثل ہونے کا دعویٰ بے موقعہ نہیں۔	۵۱
81	قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت	۵۲
81	قرآن کریم نے کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پر احاطہ کیا ہے۔	۵۳
82	قرآن کریم کے ایجاز کلام کا کمال	۵۴
83	قرآنی فصاحت فضول طریقوں سے بکلی پاک ہے۔	۵۵
83	قرآنی فصاحت دُنیا کے لئے ایک بے بہا جوہر ہے۔	۵۶
84	دنیا کے کسی متکلم نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔	۵۷
86	قرآنی بلاغت پاک اور مقدس ہے۔	۵۸
86	قرآن کریم کی روحانی تاثیرات	۵۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
93	انعاماتِ عظیمہ جو متّبعینِ قرآن کریم کو ملتے ہیں	٦٠
103	قرآنی ثمرات بدیہی الظہور رہیں	٦١
104	بے نظیر قرآنی علوم اور معارف ایک اُمّی کو عطا ہوئے	٦٢
105	قرآنی برکات اور آیات اب بھی موجود ہیں	٦٣
105	زمانہ نزول قرآن کریم کا متقاضی تھا	٦٤
106	قرآن کریم نے اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرمایا ہے	٦٥
107	سورۃ فاتحہ کے لطائف وخصائص	٦٦
111	مقاصد قرآنیہ	٦٧
114	قرآن کریم نے مسلمانوں کو دوسرے معجزات سے بکلّی بے نیاز کر دیا ہے۔	٦٨
114	اعجاز قرآنی	٦٩
124	قرآن کریم کے کمالاتِ عالیہ	٧٠
124	لاانتہاء کمالات پر مشتمل کتاب	٧١
125	سب علوم خدمتِ دین کے لئے بطور خارق عادت قرآن کریم میں بھرے ہوئے ہیں۔	٧٢
126	قرآنی وحی ہر وحی سے اقویٰ اور اعلیٰ ہے۔	٧٣
126	تمام برکات دینیہ کا مجموعہ	٧٤

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۵	قرآنی تعلیمیں سراسر حکمت اور معرفت سے بھری ہوئی ہیں۔	127
۷۶	قرآن کریم تمام صداقتوں پر حاوی ہے۔	127
۷۷	قرآن کریم کی بعض خوبیاں	129
۷۸	تمام مخلوق کی طاقت سے برتر کلام	132
۷۹	قرآن کریم ہر قول اور ہر حدیث پر مقدّم ہے۔	133
۸۰	قرآنی تفسیر مروّجہ اور مصطلحہ الفاظ کے مطابق ہونی چاہیئے۔	143
۸۱	راستبازوں کو قرآن کریم کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔	143
۸۲	قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا یقینی اور قطعی کلام ہے	144
۸۳	قرآنی حقائق و معارف ضرورت کے مطابق کھُلتے ہیں۔	145
۸۴	قرآن کریم غیر محدود حقائق معارف اور علوم پر مشتمل ہے۔	146
۸۵	قرآن کریم کے ایک حکم کو بھی ٹالنا قابلِ مؤاخذہ ہے۔	150
۸۶	قرآن کریم کے دو بڑے حکم	151
۸۷	صحتِ کاملہ اور محفوظیت کے لحاظ سے قرآن کریم بے نظیر ہے۔	151
۸۸	روحانی بھلائی اور ترقی کے لئے کامل راہ نما	152
۸۹	قرآنی معارف وحقائق پاکیزہ لوگوں پر کھُلتے ہیں	153
۹۰	میرا مذہب	157
۹۱	خدا تعالےٰ کے متعلق تعلیم	164

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
167	قرآن کریم میں خدا تعالےٰ اپنے افعالِ قدرتیہ کو اقوالِ شرعیہ کے حل کے لئے پیش کرتا ہے۔	۹۲
167	قرآن کریم بلاغت کے استعاراتِ لطیفہ سے بھرا ہوا ہے۔	۹۳
168	تارکِ قرآن کا انجام	۹۴
169	حسنِ قرآن	۹۵
176	قرآن کریم مختص القوم نہیں۔	۹۶
177	حضرت مسیح موعودؑ کے بعض رؤیا کشوف اور الہامات	۹۷
182	قرآن کریم خدا تعالیٰ کی خالقیّت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا	۹۸
183	مومن بالقرآن خلافِ قرآن عقائد پر راضی نہیں ہوتا	۹۹
184	متقی انسان کے لئے قرآن کریم کو پکڑنا لازم ہے۔	۱۰۰
184	مُردوں کو زندہ کرنے میں قرآن کریم بے نظیر ہے۔	۱۰۱
185	قرآن کریم صفات کے کمال اور معارف میں منفرد ہے۔	۱۰۲
186	قرآن کریم تغیّر و تبدّل اور تقدیم و تاخیر سے پاک ہے۔	۱۰۳
186	قرآن کریم بنی آدم کے تمام قویٰ پر محیط ہے۔	۱۰۴
187	قرآن کریم کی رُو سے اللہ تعالیٰ میں ہر ایک کمال پایا جاتا ہے۔	۱۰۵
188	قرآن کریم رحمان کی عبادت کی تلقین کرتا ہے	۱۰۶
189	امن قرآن کریم کی پیروی میں ہے	۱۰۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۰۸	قرآن کریم مستقبل کی خبروں سے بھرا پڑا ہے۔	191
۱۰۹	قرآن کریم اپنے منجانب اللہ ہونے کو قوی دلائل سے ثابت کرتا ہے۔	193
۱۱۰	قرآن کریم نے موجودہ زمانہ کا اعمال نامہ دکھلا دیا ہے	193
۱۱۱	عیسائیوں کے عیوب اور قرآن کریم	194
۱۱۲	قرآن کریم نے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا	194
۱۱۳	قرآن کریم کے نزول کی علّتِ غائی	195
۱۱۴	قرآن کریم کا سچّا فلسفہ	195
۱۱۵	صرف قرآن کریم کامل زبان میں نازل ہؤا ہے۔	196
۱۱۶	قرآن کریم کے عورتوں پر احسانات	197
۱۱۷	القرآن یفسّر بعضہٗ بعضًا	197
۱۱۸	قرآن کریم کی محبت انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتی ہے۔	198
۱۱۹	قرآن کریم صرف سماع کی حد تک محدود نہیں۔	198
۱۲۰	وصالِ الٰہی بجز قرآن کریم کے ممکن نہیں۔	199
۱۲۱	قرآن کریم کا خدا ہی سچّا خدا ہے۔	199
۱۲۲	ایمان کی ترقی قرآنی علم کی ترقی سے وابستہ ہے۔	200
۱۲۳	قرآن کریم نے ہر بیماری کا کامل علاج مہیّا کیا ہے۔	200
۱۲۴	قرآنی تعلیم قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے	201

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۵	قرآن کریم اور تورات میں تطابق	202
۱۲۶	قرآنی وحی تمام وحیوں سے بڑھ کر ہے	203
۱۲۷	قرآنی تعلیم کی اقسام	203
۱۲۸	قرآن کریم ہر شبہ سے پاک ہے۔	204
۱۲۹	شانِ قرآن	204
۱۳۰	قرآنی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے صدق سے محبّت ضروری ہے۔	205
۱۳۱	دلائلِ قرآنیہ کی تکذیب قرآن کریم کی تکذیب ہے۔	207
۱۳۲	اِستخلافِ قرآن کفر ہے۔	207
۱۳۳	قرآن کریم کے ہر فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے۔	208
۱۳۴	قرآن کریم کی پوشیدہ باریکیاں	208
۱۳۵	قرآن کریم کی شان نہ جاننے والا سچائی سے بہت دُور ہے۔	208
۱۳۶	قرآن کریم میں ہر قسم کی شفا موجود ہے۔	209
۱۳۷	قرآن کریم ذوالوجوہ ہے	209
۱۳۸	قرآن کریم کے سامنے تمام دنیوی فلسفے اور علوم ہیچ ہیں	210
۱۳۹	قرآن کریم خدا تعالیٰ کی رُوحانی کتاب ہے	211
۱۴۰	قرآن کریم کے صحیح معنے مامور من اللہ ہی کرسکتا ہے۔	211
۱۴۱	قرآن کریم کا ناقدر شناس	212

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۴۲	میرے دعویٰ کا فہم قرآن شریف کی کلید ہے	212
۱۴۳	قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے۔	212
۱۴۴	حفاظتِ قرآن کریم	213
۱۴۵	قرآن کریم کے بغیر کامیابی محال ہے۔	213
۱۴۶	قرآن کریم کا خلاصہ	214
۱۴۷	قرآن کریم خاص وحی اور نور ہے	214
۱۴۸	تلاوت قرآن کریم کے طریق	214
۱۴۹	قرآن کریم کے تین حصّے	217
۱۵۰	عقلمند کے لئے قرآن کافی ہے	218
۱۵۱	سورۃ اخلاص کی فضیلت	218
۱۵۲	قرآنی وحی کی شان	219
۱۵۳	آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن شریف ہے۔	222
۱۵۴	قرآن کریم کا پہلی کتب اور انبیاء پر احسان	227
۱۵۵	تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے	228
۱۵۶	قرآن کریم کی تعلیم شرک سے کیوں محفوظ رہی	231
۱۵۷	قرآن کریم پر یقین رکھنے والے پر صدہا معارف کھولے جاتے ہیں	231
۱۵۸	قرآن کریم میں ظاہری ترتیب کا التزام ہے	232

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
232	قرآن کریم یقینی اور قطعی کلام الٰہی ہے۔	۱۵۹
233	قرآن کریم کی عظمت	۱۶۰
233	قرآن کریم اقوامِ دنیا کو متحد کرنے آیا ہے۔	۱۶۱
234	قرآن کریم پاک اور رُوحانی حکمت سے بھرپُور ہے۔	۱۶۲
234	قرآنی پیشگوئیوں کی شان	۱۶۳
235	قرآن کریم مستقل قانون ہے۔	۱۶۴
235	قرآنی تعلیم نقطہ وسط پر قائم ہے	۱۶۵
235	کلام کا معجزہ	۱۶۶
236	تبشیری نشانوں کا ذکر	۱۶۷
237	قرآن کریم نصائح سے لبریز ہے۔	۱۶۸
237	اوامر و نواہی	۱۶۹
237	قرآن کریم کا زمانہ کامل تعلیم کا مقتضی تھا	۱۷۰
238	قرآن کریم معجزانہ پیشگوئیوں کو بھی معجزانہ عبارات میں بیان کرتا ہے۔	۱۷۱
239	انسانی کلام کا قرآن کریم سے توارد	۱۷۲
239	قرآن کریم کی ایک کرامت	۱۷۳
240	اسلام کا مفہوم قرآنی آیات کے لئے بطور مرکز کے ہے۔	۱۷۴
240	کوئی مذہبی تعلیم قرآن کریم کے ہم پہلو نہیں۔	۱۷۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
242	قرآن شریف انسان کو اعلیٰ کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متّصف کرنا چاہتا ہے۔	۱۷۶
242	سچّی تہذیب دُنیا کو قرآن نے ہی سکھائی ہے۔	۱۷۷
243	انسانی ترقی۔	۱۷۸
243	قرآنی تعلیم کا خلاصہ	۱۷۹
244	صرف قرآن کریم نے اپنے معجزہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔	۱۸۰
244	قرآن کریم نے صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا ہے۔	۱۸۱
245	قرآن کریم بے فائدہ عفو کو جائز قرار نہیں دیتا	۱۸۲
245	سچّا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے	۱۸۳
246	قرآن کریم خدا نما ہے	۱۸۴
247	کیا قرآن کریم نے کسی پہلی کتاب سے کوئی قصّہ نقل کیا ہے؟	۱۸۵
248	قرآن کریم عین اعتدال کا مذہب ہے۔	۱۸۶
248	قرآن کریم کی سچّائی ایک علامت	۱۸۷
249	قرآن کریم کی ہر بات حق و حکمت پر مبنی ہے۔	۱۸۸
249	قرآن کریم نے تکمیل دین کا حق ادا کر دیا۔	۱۸۹
250	قرآن کریم نے طبِّ روحانی کے قواعد کلیہ کو طبّ جسمانی کے قواعد کلیہ سے تطبیق دی ہے	۱۹۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
250	قرآن کریم نے انسان کو حق پر قائم رکھنے کے لئے ہر طریق استعمال کیا ہے۔	۱۹۱
251	قرآن کریم میں بیان کردہ قصّوں کی غرض	۱۹۲
251	الٰہی شریعت کا تخم قرآن کریم کے زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گیا۔	۱۹۳
252	شراب کو قطعاً حرام کرنے کا فخر صرف قرآن کریم کو ہے	۱۹۴
253	قرآن کریم کا نزول عین ضرورت کے مطابق ہوا۔	۱۹۵
253	امتیازی نشان	۱۹۶
253	قرآن کریم پڑھنے والے کو صفات باری تعالیٰ کی نسبت حقّ الیقین تک پہنچاتا ہے۔	۱۹۷
254	انسانی حاجات کے مطابق تعلیم	۱۹۸
254	قرآن کریم کی ایک خاص خاصیّت	۱۹۹
255	قرآن کریم نے ہر قوم کے نبی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔	۲۰۰
255	قرآن کریم ہی اُمّ الکتاب ہے۔	۲۰۱
257	قرآن کریم انسانی فہم کے کُل دوائر پر محیط اور نُور تام ہے۔	۲۰۲
258	امرِ مقصود کس طرح حاصل ہوتا ہے۔	۲۰۳
259	صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض روایات	۲۰۴

مقدّمہ

بانیٔ سِلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں مبعوث ہو کر تجدید و احیائے دین کے سلسِلہ میں جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی ارفع و اعلیٰ شان اور اس کے انتہائی بلند مقام کو دنیا پر ظاہر کیا۔ اس کے حسنِ بے مثال کو آشکار کر کے ایک دنیا کو اس کا گرویدہ بنایا، اسکے بیشمار حقائق و دقائق اور علوم و معارف پر سے پردہ اٹھا کر اس کے نُورِ ہدایت کو سب کے لئے عام کر دیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے دلائل و براہین اور حجِ قاطعہ کی رُو سے ثابت فرمایا کہ روئے زمین پر قرآن ہی وہ عالمگیر شریعت ہے جو صحیح معنوں میں ایک زندہ شریعت کہلانے کی مستحق ہے، جس کی تعلیم ہمیشہ کیلئے ہے، جو ہر زمانے اور اسکی ضرورتوں پر پُوری اُترنے والی ہے، جو نہ صرف خود زندہ ہے بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے کی آسمانی قوّت سے لب ریز ہے آپ نے پوری تحدّی کیساتھ اعلان فرمایا کہ قرآن شریف آبِ حیات کا وہ سر چشمہ ہے کہ جو بھی اس سے سیر ہو کر پیئے گا وہ قرب الٰہی کے منازل طے کر کے ہمیشہ ہمیش کی زندگی سے بہرہ یاب ہوگا۔ بجُز اسکی پیروی اور کامل اتباع کے قربِ الٰہی کی سب راہیں بند ہیں۔ اِسکی اتّباع ہی وہ شاہراہ ہے جس پر گامزن ہو کر انسان خدا تعالیٰ کو پا سکتا اور اس کے قرب کو حاصل کر سکتا ہے۔

قرآنِ مجید کی عظمت کو دلوں میں قائم کرنیکا یہ عظیم الشان کارنامہ حضرت بانیٔ سلسِلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس زمانے میں سرانجام دیا کہ جب اغیار تو اغیار اپنی شُومیٔ قِسمت سے خود مسلمان بھی قرآن کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ وہ زبان سے اسکے ظاہری تقدس کے تو

قائل تھےلیکن اسکے باطنی کمالات اوراسکی حیات بخش تاثیرات سے بالکل بے بہرہ تھے۔ انہوں نے اسے طاقچوں اور جزدانوں کی زینت تو بنا رکھا تھا لیکن یہ نہیں جانتے تھے اور نہ اس پر انہیں قلبی ایمان حاصل تھا کہ دُنیا کو گمراہی وضلالت سے نکالکر اسے خدا کے آستانۂ الوہیت پر اگرکوئی کتاب لاکرڈال سکتی ہےتو وہ ربِّ جلیل کا یہی بے مثل و مانند کلام ہے جو خداوندتعالیٰ کی آخری اور عالمگیر شریعت یعنی قرآن مجید کے نام سے موسوم ہے۔مسلمان اس وقت اُس دَور میں سے ہی گزر رہے تھے کہ جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سَو سال قبل دیکر اُمّت کو پہلے سے خبر دار کر دیا تھا۔آخری زمانے کے متعلق حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

صحیح علم مفقود ہو جائیگا اور قرآن مجید کی اصل تعلیم لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائیگی۔ایمان دُنیا سے اُٹھ جائیگا اور دہریت اپنا زور دکھائیگی۔لوگوں کے اعمال خراب ہو جائینگے اور مسلمان اپنی بداعمالیوں میں یہود کے قدم بقدم چلیں گے۔

(ملاحظہ ہو کتب احادیث ابواب الفتن)

ایسے نازک وقت میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق کہ آخری زمانے میں ابنائے فارس میں سے ایک شخص برپا ہوگا جو ثریّا سے ایمان کو واپس لاکر اسے دوبارہ قائم کریگا اور قرآن کی اصل تعلیم کو دُنیا میں پھیلائیگا، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور قرآن مجید کی عظمت کو اِس شدّ ومد اور تحدّی کیساتھ دُنیا میں پیش فرمایا کہ قرآن مجید کے ایک زندہ کتاب ہونے کا احساس یکدم اُجاگر ہونے لگا اور اسکی لازوال تعلیم کی طرف عود کرنے کی ایک نئی رَو چل پڑی۔آپ کی جملہ تصانیف قرآن مجید کی بلند شان اور اسکے اعلیٰ وارفع مقام کے اذکارِ مقدس سے پُر ہیں۔

آپ نے عقیدت ووابستگی اور عشق ومحبت کے بے پناہ جذبے سے سرشار ہوکر نظم ونثر میں اس کثرت سے قرآن مجید کی خوبیوں اور اسکے اَن گنت اوصاف کا ذکر کیا ہے کہ انکے مطالعہ سے انسان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کے آپ کی زندگی عشقِ خدا، عشقِ رسولؐ اور عشقِ قرآن کا ایک کامل نمونہ تھی۔ بالخصوص اِن تینوں موضوعات پر آپ نے اپنی کتب میں جہاں کہیں بھی قلم اُٹھایا ہے تو نہ صرف فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے ہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک لفظ ہی نہیں ایک ایک حرف اور ایک ایک شعشہ سے عشق ومحبت کا دریا اُمڑا چلا آرہا ہے۔ یہ تمام تحریرات ایک ایسے جذبے اور جوش سے مملوء ہیں کہ کوئی دوسرا انسان ان کو بار بار پڑھنے اور ان سے پُوری طرح مستفید ہونے کے باوجود ان جیسی عبارتیں از خود تحریر کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اسے بھی عشقِ الٰہی، عشقِ رسولؐ اور عشقِ قرآن کا وہی جذبہ و جوش ودیعت نہ ہو۔ یہ سب عبارتیں جذب وتاثیر کا ایک شاہکار ہیں جنکو بار بار پڑھنے کے باوجود دل یہی چاہتا ہے کہ انہیں پھر پڑھا جائے اور عشق ومحبت کا جو جذبہ ان میں رچا ہوُا ہے وہی ہمارے رگ و ریشہ میں بھی سرایت کر جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان تحریرات کا بار بار مطالعہ تزکیۂ نفس کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

اِن تحریرات کی ہمہ گیر افادیت کے کے پیشِ نظر کتاب ہٰذا میں اِن تحریرات کے اُن چیدہ چیدہ اقتباسات کو یکجا کر دیا گیا ہے جن میں آپ نے قرآن مجید کی ارفع و اعلیٰ شان، اسکے بلند مقام، اسکے حسن و احسان، اسکے باطنی کمالات اور اس کی حیات بخش تاثیرات پر روشنی ڈالی ہے اور اِس طرح قرآن مجید کا اصل چہرہ دُنیا کو دکھایا ہے۔ اِن تحریرات کو یکجائی صورت میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنے اور پرائے سب ان کے مطالعہ سے قرآن

مجید کے کمالات اوراسکے فضائل سے آگاہ ہوں اوراسے مشعلِ راہ بنا کراپنی زندگیوں میں وہ انقلاب برپا کریں جو دُنیا میں ایک کامیاب زندگی گزارنے اوراپنی آخرت کوسنوارنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کو سمجھنے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم نہ صرف خود فلاحِ دارین حاصل کرسکیں بلکہ ہمارے ذریعہ باقی دُنیا بھی قرآن مجید کے بیش بہا خزائن سے مالا مال ہواوراس طرح یہ دُنیا حقیقی طور پر صُلح وآشتی اورامن وامان کا گہوارہ بن جائے۔آمین۔

(سلطان احمدؐ پیرکوٹی واقف زندگی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

شانِ قرآن

بہشت کی طرف لے جانے والا راہبر

وَمَا الْقُرْاٰنُ اِلَّا مِثْلَ دُرَرٍ ۱ فَرَائِدَزَانَهَاحُسْنُ الْبَيَانِ

وَمَا مَسَّتْ اَكُفُّ الْكَاشِحِيْنَا ۲ مَعَارِفُهُ الَّتِيْ مِثْلَ الْحِصَانِ

بِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِلْمٍ وَ مِنْ عَقْلٍ ۳ وَ اَسْرَارٍ وَ اَبْكَارِالْمَعَانِيْ

يُسَكِّتُ كُلَّ مَنْ يَعْدُوْ بِضِغْنٍ ۴ يُبَكِّتُ كُلَّ دَجَّالٍ وَجَانِيْ

رَئَيْنَادُرَّ مُزْنَتِهٖ كَثِيْراً ۵ فَدَيْنَارَبَّنَا ذَاالْاِمْتِنَانِ

وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْقُرْاٰنُ فَيْضاً ۶ خَفِيْرٌ جَالِبٌ نَحْوَالْجِنَانِ

لَهٗ نُوْرَانِ نُوْرٌ مِنْ عُلُوْمٍ ۷ وَنُوْرٌمِنْ بَيَانٍ كَالْجُمَانِ

كَلَامٌ فَائِقٌمَارَاقَ طَرْفِيْ ۸ جَمَالٌ بَعْدَهٗ وَالنَّيِّرَانِ

اٰيَاةُ الشَّمْسِ عِنْدَ سَنَاهُ دَخْنٌ ۹ وَمَالِلَّعْلِ وَالسِّبْتِ الْيَمَانِيْ

وَاَيْنَ يَكُوْنُ لِلْقُرْاٰنِ مِثْلٌ ۱۰ وَلَيْسَ لَهٗ بِهٰذَا الْفَضْلِ ثَانِيْ

وَرِثْنَا الصُّحُفَ فَاقَتْ كُلَّ كُتُبٍ ۱۱ وَسَبَقَتْ كُلَّ اَسْفَارٍ بِشَأْنِ

وَجَاءَ تْ بَعْدَ مَا خَرَّتْ خِيَامٌ ۱۲ وَخُرِّبَتِ الْبُيُوْتُ مَعَ الْمَبَانِيْ

مَحَتْ كُلَّ الطَّرَائِقِ غَيْرَبِرٍّ ۱۳ وَجَذَّتْ رَأْسَ بِدْعَاتِ الزَّمَانِ

كَـأَنَّ سُيُـوْ فَهَــا كَــانَـتْ كَنَـارٍ	۱۴	بِهَـا حُـرِقَـتْ مَـخَـارِيْقُ الْاَدَانِي
اِذَا اسْتَـدْعَـىٰ كِتَــابُ اللّٰـهِ مِثْلاً	۱۵	فَـعَـيَّ الْـقَـوْمُ وَاسْتَتَـرُوْا كَفَانِي
وَسُـلِبَـتْ جُـرْأَةُالْاِسْـنَـافِ مِنْهُـمْ	۱۶	مِـنَ الْهَـوْلِ الَّـذِىْ حَـلَّ الْجَنَانِ
فَـمِـنْ عَـجَـبٍ اَكَبُّوْا مِثْلَ مَيْتٍ	۱۷	وَقَـدْ مَـرَنُـوْا عَـلىٰ لُطْفِ الْبَيَـانِ
وَاَنْــزَلَــهُ، مُهَيْـمِـنُـنَـا حُـدَيَّـا	۱۸	فَـفَـرُّوْا كُـلُّهُـمْ كَـالْمُسْتَهَانِ

(نورالحق صفحہ ۶۵۔۶۶)

۱۔اور قرآن درحقیقت عمدہ اور لاثانی موتیوں کی طرح ہے۔اور حُسنِ بیان کی وجہ سے اَور بھی اس کی خوبصورتی نِکل آئی ہے۔

۲۔اور دشمنوں کی ہتھیلیاں ان معارف کو چھوئی بھی نہیں جو قرآن کریم میں مثل پردہ نشین اور پارسا عورت کے چھُپے ہوئے ہیں۔

۳۔اس میں ہر وہ علم اور عقل موجود ہے جس کا تُو طالب ہے۔اور قِسم قِسم کے بھید اور نئی صداقتیں اس میں بھری ہوئی ہیں۔

۴۔وہ ہر ایک ایسے دشمن کا مُنہ بند کرتا ہے جو مخالفانہ طور پر دَوڑ پڑتا ہے اور ہر ایسے شخص پر اتمامِ حجّت کرتا ہے جو کذاب اور گنہ گار ہے۔

۵۔ہم نے اس کے مینہہ کا پانی بہت ہی دیکھا ہے۔سو ہم اس خدا پر قربان ہیں جو احسان کرنے والا ہے۔

۶۔اور تو کیا جانتا ہے کہ قرآن کریم فیض کے لحاظ سے کیا چیز ہے۔وہ ایک راہبر ہے جو بہشت کی طرف لے جاتا ہے۔

۷۔اس میں دو نُور ہیں، ایک تو علوم کا نُور ہے اور دوسرے فصاحت و بلاغت کا نُور ہے جو

چاندی کے دانوں کی طرح چمکتا ہے۔

۸۔ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ہر کلام پر فوقیت لے گیا ہے۔ اِس کے بعد مجھے کوئی جمال اچھا معلوم نہ ہوُا۔ اور نہ ہی آفتاب وقمر مجھے اچھے دکھائی دیئے۔

۹۔ آفتاب کی روشنی اس کی چمک کے آگے ایک دھوُاں سا ہے۔ اور لعل سے یمن کے ساخت کے چمڑے کو نسبت ہی کیا ہے۔

۱۰۔ اور کوئی دوسری چیز قرآن کریم کی مثال کیونکر ہو۔ کیونکہ وہ اپنے اِن فضائل میں بے مثل ہے۔

۱۱۔ ہم ایسی کتاب کے وارث بنائے گئے ہیں جو تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے اور اپنے کمالات میں پہلی تمام کتابوں پر سبقت لے گئی ہے۔

۱۲۔ اور وہ اُس وقت آئی جبکہ سب پہلے خیمے مُنہ کے بل ِگر چکے تھے۔ اور تمام گھر مع بنیادوں کے خراب ہو چکے تھے۔

۱۳۔ اس نے سوائے نیکی کے ہر راہ کو معدوم کر دیا۔ اور زمانہ کی تمام بدعات کے سر کاٹ دیئے۔

۱۴۔ گویا اس کی تلواریں ایک آگ کی طرح تھیں۔ اُن سے تمام گھر کمینہ لوگوں کے جل گئے۔

۱۵۔ جب کتاب اللہ نے اپنی مثل کا مطالبہ کیا تو لوگ مقابلہ سے عاجز رہ گئے۔ اور فنا شدہ چیز کی طرح چُھپ گئے۔

۱۶۔ اور اُن سے پیش قدمی کی روح سلب ہوگئی۔ اور یہ اس ہیبت کی وجہ سے تھا جو ان کے دل میں بیٹھ گئی۔

۱۷۔ سو یہ تعجب کی بات ہے کہ وہ سب مُردہ کی طرح مُنہ کے بَل جا پڑے۔ حالانکہ وہ فصیح کلمات کی مشق اور عادت رکھتے تھے۔

۱۸۔اور خدا تعالیٰ نے اسے بے مثل اور طالب معارض کے طور پر نازل کیا۔پس کفار اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو سکے اور وہ سرگرداں ہو کر بھاگ گئے۔

❁❁❁❁❁

ہر نُور قُرآن میں ہے

وَکُلُّ النُّوْرِفِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ ۱ یَمِیْلُ الْھَالِکُوْنَ اِلَی الدُّخَانِ
بِہٖ نِلْنَا تُرَاثَ الْکَامِلِیْنَا ۲ بِہٖ سِرْنَا اِلٰی اَقْصَی الْمَعَانِیْ
فَقُمْ وَاطْلُبْ مَعَارِفَہٗ بِجُھْدٍ ۳ وَخَفْ شَرَّالْعَوَاقِبِ وَالْھَوَانِ

(نورالحق حصہ اوّل صفحہ ۶۷)

۱۔ اور تمام اور ہر قسم کے نور قرآن میں ہی ہیں۔مگر مرنے والے دھوئیں کی طرف دوڑتے ہیں۔

۲۔ہم نے اس کے ذریعہ کاملوں کی وراثت پائی ہے۔اور اس کے ذریعہ حقائق کے آخر تک سیر کی ہے۔

۳۔پس اُٹھ اور کوشش کے ساتھ اُن معارف کی تلاش کر۔اور انجام بد اور ذلّت سے ڈر۔

❁❁❁❁❁

فی فضائل القرآن

١ لَمَّا أرَى الْفُرْقَانُ مِيْسَمَه، تَرَدّٰى مَنْ طَغٰى
مَنْ كَانَ نَابِغَ وَقْتِه جَاءَ الْمَوَاطِنَ اَلْثَغَا

٢ وَاِذَا أَرٰى وَجْهًا بِاَنْوَارِالْجَمَالِ مُصَبَّغَا
فَدَرَى الْمُعَارِضُ أَنَّه‘ اَلْغَى الْفَصَا حَةَ اَوْلَغَا

٣ مَنْ كَانَ ذَا عَيْنِ النُّهىٰ فَالِىٰ مَحَاسِنِهٖ صَغٰى
اِلَّا الَّذِىْ مِنْ جَهْلِهٖ اَبْغَى الضَّلَا لَةَ أَوْ بَغٰى

٤ عَيْنُ الْمَعَارِفِ كُلِّهَا اٰتَاهُ حِبٌّ مُبْتَغٰى
لَا يُنْبَئَنَّ بِبَحْرِهٖ الزُّخَّارِ كَلْبًا مُوْلِغَا

٥ اِقْبَلْ عُيُوْنَ عُلُوْمِهٖ اَوْ اَعْرِضَنْ مُسْتَوْلِغَا
وَاتْبَعْ هُدَاهُ اَوِاعْصِهٖ اِنْ كُنْتَ مِلْغًا مُتَّغَا

٦ مَا غَادَرَ الْقُرْاٰنُ فِىْ الْمَيْدَانِ شَابًّا بُزْرَغَا
قَتَلَ الْعِدَا رُعْبًا وَاِنْ بَارَ الْعَدُوُّ مُسَبَّغَا

٧ قَدْ اَنْكَرُوْا جَهْلًا وَمَا بَلَغُوْهُ عِلْمًا مَّبْلَغَا
حَتّٰى انْثَنَوْا كَالْخَائِبِيْنَ وَاَضْرَمُوْا نَارَالْوَغَا

٨ نُوْرٌعَلٰى نُوْرٍ هُدٰى يَوْمًافَيَوْمًا فِى الشَّغَا
مَنْ كَانَ مُنْكِرَ نُوْرِهٖ قَدْ جِئْتُه‘ مُتَفَرِّغَا

۹ فِيْهَا الْعُلُوْمُ جَمِيْعُهَا — وَحَلِيْبُهَا لِمَنِ ارْتَغَا
فِيْهَا الْمَعَارِفُ كُلُّهَا — وَقَلِيْبُهَا بَلْ اَبْلَغَا

۱۰ اَعْطَى الْوَرٰى بِدِلَائِهٖ — مَاءً مَعِيْنًا سَيِّغَا
اَرْوَى الْخَلَائِقَ كُلَّهُمْ — اِلَّا لَئِيْمًا اَبْدَغَا

۱۱ مَنْ جَاءَهٗ مُتَبَخْتِرًا — وَاَرٰى مُدًى اَوْ مِبْزَغَا
فَتَرَاهُ مَغْلُوْبًا عَلٰى — تُرْبِ الْهَوَانِ مُمَرَّغَا

۱۲ سَيْفٌ يُكَسِّرُ ضِرْسَ مَنْ — بَارَ وَجَاءَ مُشَغْشِغَا
اَسَدٌ يُمَزِّقُ صَوْلَهٗ اِنْ — رَاغَ جَمَلٌ اَوْرَغَا

۱۳ وَيْلٌ لِكُفَّارٍ لَدِيْخٍ — لَا يُفَارِقُ مَلْدَغَا
وَيْلٌ لِّمَنْ بَزَغَتْ لَهٗ — شَمْسٌ فَعَادَ مَبْزَغَا

۱۴ مَنْ فَرَّ مِنْ فَيْضَانِهٖ — الْاَعْلٰى وَمِمَّا اَفْرَغَا
مَا كَانَ قَلْبًا تَائِبًا — بَلْ كَانَ لَحْمًا اَسْلَغَا

(نور الحق حصہ اوّل صفحہ ۱۲۴۔۱۲۵)

ترجمہ:۔

۱۔ جب قرآن کریم نے اپنی شکل دکھائی تو ہر ایک حد سے گزرنے والا نیچے گر گیا۔ اور جو اپنے وقت کا خوش بیان اور فصیح تھا وہ کُند زبان ہو کر میدان میں آیا۔

۲۔ اور جب قرآن کریم نے ایسا چہرہ دکھایا جو انوارِ جمال سے رنگین تھا تو معارض نے سمجھ لیا کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں فصاحت سے دُور ہے اور لغو بَک رہا ہے۔

۳۔ جو شخص عقلمند تھا وہ تو قرآن کریم کے محاسن کی طرف مائل ہو گیا۔ مگر جو جہالت کی وجہ سے

باقی رہا وہ گمراہی کا مددگار بنا اور اس نے ظلم اختیار کیا۔

۴۔تمام معارف کا چشمہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو دیا۔ اور اسکے موجیں مارتے ہوئے سمندر سے اس کُتّے کو خبر نہیں دی جاتی جس کو تھوڑا سا پانی پلایا جاتا ہے۔

۵۔اس کے علموں کے چشمے قبول کر یا بے حیا اور بے باک کی طرح کنارہ کر۔ اور اس کی ہدایت کا فرمانبردار ہو جا یا اگر تُو احمق فحش گو اور دین کو تباہ کرنے والا ہے تو نافرمان بن جا۔

۶۔قرآن کریم نے میدان میں کسی بھرپُور جوان کو نہ چھوڑا۔ اُس نے دشمنوں کو اپنے رُعب سے قتل کیا اگرچہ دشمن زرہ پہن کر آیا۔

۷۔مخالفوں نے جہالت کی وجہ سے انکار کیا اور انکا علم اس کے مقامِ بلند تک نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ وہ مقابلہ سے نا اُمید ہو گئے اور انہوں نے جنگ کی آگ کو بھڑکایا۔

۸۔اس کی ہدایتیں نورٌ علیٰ نور ہیں اور وہ نور دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور جو شخص اس کے نور کا منکر ہے مَیں اس کے لئے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

۹۔اس میں تمام علوم ہیں اور اس میں اس شخص کیلئے علوم کا دُودھ ہے جو اُوپر کا حصّہ کھا رہا ہے۔ اس میں تمام معارف ہیں اور ان کا کنؤاں زیادہ گہرا ہے۔

۱۰۔اس نے اپنے ڈولوں کے ساتھ مخلوق کو خوشگوار پانی پلایا۔ اور تمام خلقت کو سیراب کیا سوائے اسکے کہ جو کمینہ اور بدی سے آلودہ تھا۔

۱۱۔جو شخص اس کے آگے تکبّر سے خراماں آیا۔ اور اپنی چُھریاں اور نشتر دکھائے۔ پس تو دیکھے گا کہ وہ مغلوب ہو گیا۔ اور ذلّت کی خاک پر لیٹا۔

۱۲۔وہ ایک تلوار ہے جو ہر مقابل پر آنے والے کے دانت توڑتی ہے۔ وہ ایک شیر ہے۔ اس کا حملہ اس اونٹ کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے جس نے اس کی طرف مُنہ کیا یا آواز بلند کی۔

۱۳۔اس کا فر مارگزیدہ پر ہلاکت ہے جو اس جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں وہ کاٹا گیا۔اور ہلاکت ہے اُس شخص پر جس پر سورج چمکا لیکن وہ مطلعِ شمس سے دشمنی کرنے لگا۔

۱۴۔جو شخص اس کے فیضان سے اور فیضان شدہ باتوں سے بھاگا۔وہ رجوع کرنے والا دل نہیں تھا۔بلکہ وہ ایک ایسا گوشت تھا جو گداز نہ ہوا۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ جلوہ گر ہے

۱. وَقَدْ نَوَّرَ الْفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِهٖ
وَلٰكِنَّكُمْ عُمْىٌ فَكَيْفَ اُبَصِّرُ

۲. اَلَا اِنَّهٗ قَدْ جَاءَ عِنْدَمَفَاسِدٍ
اِذَا مَا انْتَهٰى اللَّيْلَاءُ فَالصُّبْحُ يَحْشُرُ

۳. تَرٰى صُوْرَةَ الرَّحْمَانِ مِنْ خِدْرِسُوَرِهٖ
فَهَلْ مِنْ بَصِيْرٍ بِالتَّدَبُّرِ يَنْظُرُ

۴. تَرَاءَ ى لَنَا الْحَقَّ الْمُبِيْنَ بِقَوْلِهٖ
وَاٰيَاتُهٗ دُرَرٌ وَ مِسْكٌ اِذْ فَرُ

۵. قُلِ الْاٰنَ هَلْ فِىْ كُتُبِكُمْ مِثْلَ نُوْرِهٖ
وَفَكِّرْ وَلَا تَعْجَلْ وَنَحْنُ نُذَكِّرُ

۶ . وَاِنْ کُنْتَ تَزْعُمُ اَنَّ فِیْهَا دَلَائِلًا
فَجَهْلُکَ جَهْلٌ بَیِّنٌ لَیْسَ یُسْتَرُ
(کرامات الصادقین صفحہ ۳۳۔۳۴)

ترجمہ:۔

۱۔اور قرآن کریم نے اپنے نور سے مخلوق کو روشن کر دیا ہے۔لیکن تم تو نابینا ہو میں تمہیں کیسے دکھا سکتا ہوں۔

۲۔آگاہ رہو کہ وہ مفاسد کے وقت آیا ہے۔جب رات ختم ہو جاتی ہے تو صبح نمودار ہو جاتی ہے۔

۳۔خدا تعالیٰ کی صورت اس کی سورتوں کے پردہ میں دکھائی دیتی ہے۔پس کیا کوئی دیکھنے والا ہے جو تدبّر کے ساتھ دیکھ لے۔

۴۔اسکی باتوں سے ہم کو حق دکھائی دے رہا ہے اور اسکی آیات موتی اور خالص مشک ہیں۔

۵۔کیا تمہاری کتابوں میں اب ایسا نور ہے۔اور تُو سوچ سمجھ لے اور جلدی نہ کر ہم تجھ کو نصیحت کرتے ہیں۔

۶۔اگر تُو خیال کرتا ہے کہ اِن کتابوں میں بھی دلائل ہیں تو تیری جہالت واضح ہے جس کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

قرآن کریم کا حسن و جمال

۱. وَ جَـــاءَ بِـــقُـــرْاٰنٍ مَـجِيْـدٍ مُـكَـمَّـــلٍ
مُـــنِيْـــرٍ فَـــنَـــوَّرَ عَـــالَـــمًـــا وَ يُـــنَـــوِّرُ

۲. كِتَـــابٌ كَـــرِيْـمٌ حَـــازَ كُـــلَّ فَـضِيْـلَةٍ
وَ يُسْـــقِـــيْ كُـــؤُوْسَ مَـعَـــارِفَ وَ يُـوَفَّـــرُ

۳. وَفِيْـــهِ رَأَيْـــنَـــا بَيِّـنَـــاتٍ مِّـــنَ الْهُـــدٰى
وَفِيْـــهِ وَجَـــدْنَـــا مَـــا يَـقِـــيْ وَيُبَـــصِّـــرُ

۴. كَـعَيْـــنٍ كَـحِيْـلٍ زُيِّـنَـتْ صَفَـحَـاتُـهٗ
بِـــنَـــاظِـــرَةٍ مِـــنْ عَيْـــنِ خُـلْـدٍ يَّـنْـظُـــرُ

۵. طَـــرِيٌّ طَلَاوَتُـــهٗ وَلَـمْ تُـعْفَ نُـقْـطَةٌ
بِـمَـــاصَـــانَـــهُ اللّٰـــهُ الْقَـدِيْـرُ الْـمُـؤَقِّـرُ

۶. فَيَـــا عَـجَبًـــا مِـــنْ حُسْنِـــهٖ وَجَـمَـالِـــهٖ
اَرٰى اَنَّـــــــهٗ دُرٌّ وَ مِسْكٌ وَعَـــــنْبَـــــــرُ

۷. وَاِنَّ سُـــــرُوْرِيْ فِـــيْ اِدَارَةِ كَـــأْسِـــــهٖ
فَهَـــلْ فِـــى الـــنَّـــدَامَـــى حَـــا ضِـرٌ مَـنْ يُّـكَـرِّرُ

۸. وَرَيَّـــاهُ قَـــدْ فَـــاقَ الْـحَـدَائِقَ كُـلَّهَـــا
نَسِيْـــمُ الـــصَّبَـــا مِـــنْ شَـــاْ نِـــهٖ تَتَـحَيَّـــرُ

۹ . اِذَا مَــــا تَلَا مِــنْ اٰيَةٍ طَـــالِــبُ الْهُــدٰى
يَـــرٰى نُــوْرَه‘ يَـجْــرِىْ كَـعَيْــنٍ وَيُــمْطِــرُ
۱۰ . وَفِيْـــهِ مِــنَ الــلّٰــهِ اللَّطِيْفِ عَـجَـائِـبُ
اُشَــــاهِــدُهَـــا فِــىْ كُـلِّ وَقْـتٍ وَاَنْـظُـرُ
۱۱ . اَيَـعْـجَــبُ مِــنْ هٰذَا سَـفِيْـــهٌ مُشَــرَّدٌ
وَاَلْهَــــــاهُ مَــــنْ نُـــوْرٍ ظَلَامٌ مُـــكَـــدَّرُ
۱۲ . اِلٰـى قَـوْلِــهٖ يَـرْنُـوْ الْـحَكِيْـمُ تَـلَـذُّذاً
وَيُـعْــرِضُ عَـنْــهُ الْـجَــاهِـلُ الْـمُتَكَبِّـرُ
۱۳ . كِتَــابٌ جَـلِيْـلٌ قَـدْ تَـعَـا لٰى شَـاْ نُـه‘
يُـدَافِـــىْ رُءُوْسَ الْـمُـنْـكَـرِيْـنَ وَ يَـكْسِـرُ
۱۴ . هُــوَ السَّيْفُ فِـىْ اَيْـدِىْ رِجَـالٍ مَـوَاطِـنٍ
فَـلَــنْ يَّـعْـصِـمَ دِرْعٌ مِّـنْـهُ فَـوْجًـا وَّ مِـغْـفَـرُ
۱۵ . كَلَامٌ يَـفُــلُّ الْـمُــرْ هَـفَـــاتِ بِـحَـدِّهٖ
يُبَشِّــــرُنَـــــافِـــىْ كُــلِّ اَمْـــرٍ وَ يُـــنْــذِرُ
۱۶ . يُــدَيَّةُ قَــوْمٍ مُـــنْــكِـــرٍ مَـــغْــلُـوْلَةٌ
وَهُــدَّتْ هَـــرَاْوَاهُــمْ وَ سُــرُّوْا وَ كُسِّــرُوْا
(کرامات الصادقین صفحہ ۴۱۔۴۲)
۱۷ . كِتَــابٌ كَـــرِيْــمٌ اُحْـكِـمَــتْ اٰيَـاتُـــه‘
وَحَيَــاتُـــه‘ يُـحْــيِ الْـقُـلُـوْبَ وَ يُـزْهِـرُ

۱۸ . یَدُعُّ الشَّقِیَّ وَلَا یَمَسُّ نِکَاتَہ‘
وَیُرْوِی التَّقِیَّ فَیَنْمُوْا وَیُثْمِرُ
۱۹ . وَ مَتَّعَنِیْ مِنْ فَیْضِہٖ لُطْفُ خَالِقِیْ
فَاِنِّیْ رَضِیْعُ کِتَابِہٖ وَ مُخَفِّرُ
۲۰ . کَرِیْمٌ فَیُؤْتِیْ مَنْ یَّشَاءُ عُلُوْمَہ‘
قَدِیْرٌ فَکَیْفَ تُکَذِّبَنْ وَتُھَکِرُ
(کرامات الصادقین صفحہ ۴۵)

ترجمہ:۔
۱۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید لے آئے ہیں جو اکمل ہے۔نور بخش ہے۔اس نے دُنیا کو منوّر کیا ہے اور کرتا بھی ہے۔
۲۔وہ بزرگ کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔وہ معارف کا جام پلاتی ہے اور بس نہیں کرتی۔
۳۔اس میں ہم نے ہدایت کے کھُلے نشان دیکھے ہیں۔اور ہم نے اس میں وہ باتیں پائی ہیں جو ہلاکت سے محفوظ رکھتی ہیں اور بصیرت بخشتی ہیں۔
۴۔وہ سرمگیں آنکھ کی طرح ہے۔اس کے صفحات خوبصورت ہیں اور اسکی آنکھ میں بہشتی حُوروں کی آنکھوں والی کشش ہے۔
۵۔اس کی خوبصورتی تر و تازہ ہے اور ایک لفظ بھی اس کا کم نہیں ہوا اِس لئے کہ خدائے قدیر وعظیم نے اس کی حفاظت کی ہے۔
۶۔اس کا حُسن و جمال عجیب تر ہے۔مَیں اس کو مشک،موتی اور عنبر ہی جانتا ہوں۔

۷۔ میری خوشی تو اس کے جام کے دور میں ہے۔ کیا کوئی ساتھیوں میں سے ہے جو اسے بار بار لائے۔

۸۔ اس کی خوشبو گُل باغات پر غلبہ پا چکی ہے۔ بادِ صبا اس کی شان سے متحیّر ہے۔

۹۔ جب کوئی طالبِ ہدایت کوئی آیت پڑھتا ہے۔ تو اس کا نور بہتا ہوا اور برستا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

۱۰۔ اس میں خدائے لطیف کے عجائبات ہیں اور مَیں ان عجائبات کا ہر وقت مشاہدہ کرتا ہوں۔

۱۱۔ کیا کوئی بے وقوف اور سرکش اِس بات کا انکار کرتا ہے؟ تو اس کو سخت تاریکی نے نُور سے پھیر لیا ہے۔

۱۲۔ عقلمند انسان اس کی بات کو لذّت کی وجہ سے تکتا رہتا ہے اور جاہل و متکبّر اس سے مُنہ پھیر لیتا ہے۔

۱۳۔ وہ ایک بزرگ کتاب ہے جس کی شان بہت بلند ہے۔ وہ منکروں کے سروں کو برباد کرتی اور توڑتی ہے۔

۱۴۔ وہ بہادروں کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے۔ جس سے نہ کوئی زرہ بچاتی ہے اور نہ کوئی خود اس سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۵۔ وہ ایسا کلام ہے جو اپنی تیز دھار سے تیز تلواروں کو کُند کر دیتا ہے۔ اور ہم کو ہر بات میں بشارت دیتا ہے اور انذار بھی کرتا ہے۔

۱۶۔ منکروں کے ہاتھوں کو اس سے ہتھکڑی لگی ہوئی ہے اور اُن کی لاٹھیاں توڑی گئیں اور اُن کے پیٹ پر تیر چلے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔

۱۷۔وہ کتاب کریم ہے جس کی آیات محکمات ہیں۔اس کی زندگی دلوں کو زندہ کرتی اور روشن کرتی ہے۔

۱۸۔وہ بد بخت کو دھکّے دیتی ہے۔اور وہ اس کے نکات کو چُھو نہیں سکتا۔اور وہ متقی انسان کو ہدایت سے سیراب کرتی ہے جس سے وہ پھلتا اور پُھولتا ہے۔

۱۹۔خدا تعالیٰ کے لطف نے مجھے قرآن کریم کے فیض سے متمتّع کیا ہے۔اور مَیں اس کا شِیر خوار ہوں اور اس کی حفاظت میں ہوں۔

۲۰۔وہ کریم ہے جس کو چاہتا ہے اپنے علوم دیتا ہے۔اور وہ قدیر ہے پھر تُو کیوں اس کی تکذیب کرتا ہے اور اس پر تعجّب کرتا ہے۔

شان القرآن

۱. اَمِنْ غَیْرِ مَنْبَعِ هَدْیِهٖ نَطْلُبُ الْهدٰی
وَکُلٌّ مِنَ الْفُرْقَانِ یُعْطٰی وَیُوْهَبُ

۲. وَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ بَحْرُ مَعَارِفٍ
وَنَجِدَنَّ فِیْهِ عُیُوْنَ مَا نَسْتَعْذِبُ

۳. وَكَمْ مِنْ نِكَاتٍ مِثْلَ غِیْدٍ تَمَتَّعَتْ
بِهَا مُهْجَتِیْ مِنْ هَدْیِ رَبِّیْ فَجَرِّبُوْا

۴. اِذَا مَــا نَـظَــرْتُ اِلٰـی ضِیَــا ءِ جَـمَــالِــهٖ
فَـــاِ ذَا الْـجَـمَـــا لُ عَـلـیٰ سَنَـا الْبَـرْقِ یَغْلِـبُ

۵. رَئَیْـــتُ بِـــنُــوْرٍ نُــوْرَهٗ فَتَبَیَّـــنَـــتْ
عَــلَــیَّ حَـقَـــا ئِـقُــــهٗ فَـفِیْهَــا اُقَـلِّــبُ

۶. یَـصُــدُّ عَـنِ الـطَّغْویٰ وَیَهْدِیْ اِلَـی التُّقٰـی
خَــفِیْـــرٌ اِلـــیٰ طُـــرُقِ السَّلَا مَةِ یَـجْـلِـــبُ

۷. یَـجُـــرُّ اِلَـــی الْـعُـلْیَـــا وَجَـا ءَ مِنَ الْعُلٰـی
کَـمَـــا هُـوَ اَمْــرٌ ظَـــا هِــرٌ لَیْـــسَ یُـحْجَـبُ

۸. وسِـــــرٌّ لَـــطِیْفٌ فِـــیْ هُـــدَاهُ وَنُــکْتَةٌ
کَـــنَـــجْـــمٍ بَــعِیْــدٍ نُــوْرُهَـــا تَتَــغَیَّـــبُ

۹. وَمَـــنْ یَّـــأْتِــهٖ یُـقْبِـلُ وَمَـنْ یُّهْـدَ قَـلْبُـــهٗ
اِلٰـــی مَـــاً مَـــنِ الْـــفُـــرْقَـــانِ لَا یَتَــذَبْـذَبُ

۱۰. یَـضِـــئُ الْـقُـلُـوْبَ وَ یَــدْ فَـعَنَّ ظَلَا مَهَــا
وَ یَشْــفِـــی الـــصُّـــدُوْرَسَـــوَادَهٗ وَیُهَــذِّبُ

۱۱. فَـقُـلْــتُ لَــهٗ لَـمَّـــا شَـرِبْـتُ زُلَا لَــهٗ
فِــدیً لَکَ رُوْحِـــیْ اَنْــتَ عَیْـنِـــیْ وَمَشْــرَبُ

۱۲. اَلَا رُبَّ خَـصْـــمٍ خَـــاضَ فِیْـــهِ عَــدَاوَةً
فَـــاَلْهَـــاهُ عَـــنْ خَـوْضٍ سَـنَـــاهُ الْـمُـؤَنِّـبُ

۱۳. وَاِنْ یَّفْتَحَنْ عَیْنَاکَ وَهَّابُ الْهُدٰی
فَکَاَیَّنُ تَرٰی مِنْ سِرِّهٖ لَکَ مُعْجِبُ
۱۴. وَاَنّٰی کَعَقْلِ النَّاسِ نُوْرٌ کَنُوْرِهٖ
وَاِنَّ النُّهٰی بِبَیَانِهٖ یَتَهَذَّبُ
۱۵. وَوَاللّٰهِ یَجْرِیْ تَحْتَهٗ نَهْرُ الْهُدٰی
وَمَنْ اَکْثَرَ الْاِمْعَانَ فِیْهِ فَیَشْرَبُ
۱۶. وَمَنْ یُمْعِنَ الْاَنْظَارَ فِیْ اَلْفَاظِهٖ
فَاِلٰی سَنَاهِ التَّامِ یُصْبَ وَیُسْحَبُ
۱۷. وَمَنْ یَّطْلُبِ الْخَیْرَاتِ فِیْهِ یَنَلْنَهٗ
وَ یَرَی الْیَقِیْنَ التَّامَ وَالشَّکُّ یَهْرُبُ
۱۸. وَمَنْ یَطْلُبَنْ سُبُلَ الْهُدٰی فِیْ غَیْرِهٖ
یَکُنْ سَعْیُهٗ لَعْنًا عَلَیْهِ فَیُعْطَبُ
۱۹. وَمَنْ یَّعْصِ فُرْقَانًا کَرِیْمًا فَاِنَّهٗ
یُطِعِ السَّعِیْرَ وَفِی الْجَحِیْمِ یُقَلَّبُ
(کرامات الصادقین صفحہ ۵۶۔۵۷)

ترجمہ:۔
۱۔کیا ہم قرآن کریم کے چشمہ کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت طلب کریں دراں حالیکہ سب علم قرآن کریم سے دیا اور بخشا جاتا ہے۔
۲۔بیشک خدا تعالیٰ کی کتاب معرفت کا دریا ہے اور ہم اس میں شیریں چشمے پاتے ہیں۔

۳۔اس میں کس قدر روشن اسرار ہیں جن سے میں نے اپنی روح کو اپنے رب کی ہدایت سے متمتّع کیا ہے اور لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

۴۔جب مَیں نے قرآن کریم کے جمال کو دیکھا تو ناگاہ اس کا حُسن برق کی روشنی پر غالب تھا۔

۵۔میں نے نُور کے ذریعہ قرآن کریم کے نُور کو دیکھا اور مجھ پر حقائق ظاہر ہوئے ہیں۔اور مَیں انہی میں پڑا ابھرتا ہوں۔

۶۔قرآن کریم نافرمانی سے روکتا اور تقوی کی ہدایت دیتا ہے۔ وہ پناہ دینے والا ہے اور سلامتی کی راہوں کی طرف کھینچتا ہے۔

۷۔وہ بلندی کی طرف سے آیا ہے اور بلندی کی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے مخفی نہیں۔

۸۔اس کی ہدایت میں ایسا باریک بھید اور نکتہ ہے کہ دُور کے ستاروں کی طرح اس کا نور چُھپ جاتا ہے۔

۹۔جو شخص اس کے پاس آتا ہے وہ اُسے قبول کرتا ہے۔اور جس کا دل اسکی طرف ہدایت کو پاتا ہے وہ مذبذب نہیں ہوتا۔

۱۰۔وہ دلوں کو روشن کرتا ہے اور ان کی تاریکیوں کو ہٹاتا ہے۔اور اس کا سواد دلوں کو شفا دیتا اور مہذّب کرتا ہے۔

۱۱۔جب مَیں نے اس کا صاف پانی پیا تو مَیں نے اس سے کہا، میری جان تجھ پر قربان ہو تو میرا چشمہ اور مشرب ہے۔

۱۲۔بہت سے دشمن ہیں جنہوں نے عداوت سے اس میں خوض کیا انہیں اس کی روشنی نے

خوض سے دوسری طرف مشغول کر دیا۔

۱۳۔ اگر ہدایت دہندہ خدا تیری آنکھیں کھول دے تو تُو اس کے بہت سے بھید ایسے دیکھے گا جو بہت عجیب ہوں گے۔

۱۴۔ لوگوں کی عقل میں اس جیسا نُور کہاں ہے۔ دانشمند لوگ تو اس کے بیان سے مہذّب ہوتے ہیں۔

۱۵۔ خدا کی قسم اس کے نیچے نور کی نہریں بہتی ہیں اور جو اس میں زیادہ غور کرے وہ اس سے پی سکتا ہے۔

۱۶۔ اور جو شخص اس کے الفاظ میں غور کرے گا وہ اس کے کامل نُور تک پہنچ جائے گا اور اسے اپنی طرف کھینچ لے گا۔

۱۷۔ اور جو شخص اس سے نیکی طلب کرتا ہے وہ اُسے پا لیتا ہے۔ اور وہ اس سے پُورا یقین پاتا ہے اور شک اس سے بھاگ جاتا ہے۔

۱۸۔ اور جو ہدایت کی راہیں اس کے سوا طلب کرے گا اس کی کوشش اس کے لئے لعنت ہوگی اور وہ دُکھ اُٹھائے گا۔

۱۹۔ اور جو قرآن کریم کی نافرمانی کرے گا وہ یقیناً جہنم میں جائے گا۔ وہ اس میں پلٹے کھائے گا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

قرآن کریم تمام حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتا ہے

وَاَتٰی بِصُحُفِ اللّٰہِ لَا شَکَّ اَنَّھَا

کِتَابٌ کَرِیْمٌ یَرْفُدُ الْمُسْتَرْ فِدَا

(کراماتالصادقین صفحہ۴۹)

ترجمہ:۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا کلام لائے ہیں۔بے شک وہ کتاب کریم ہے جو حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتی ہے۔

ہر حقیقت قرآن کریم میں موجود ہے

۱. وَوَاللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ

وَاٰیَاتُہٗ مَقْطُوْعَۃٌ لَا یُغَیَّرُ

۲. مَعِیْنٌ مَعِیْنُ الْخُلْدِ نُوْرُ مُعِیْنِنَا

ھُدَاہُ نَمِیْرُ الْمَاءِ لَا یَتَکَدَّرُ

۳. اَرٰی اٰیَہٗ کَالْغِیْدِ جَاءَ تْ مِنَ السَّمَاء

وَفِیْھَا شِفَاءٌ لِّلَّذِیْ یَتَدَبَّرُ

۴. وَيُصْبِيْ قُلُوْبَ النَّاسِ بِالنُّوْرِ وَ الْهُدٰى
وَيُرْوِى الْعُطَاشٰى بِا لْمَعِيْنِ وَ يَظْئَرُ

۵. وَ قَدْ كَانَ صُحُفٌ قَبْلَهٗ مِثْلَ خَادِجٍ
فَجَاءَ لِتَكْمِيْلِ الْوَرٰى لِيُغَزَّرُ

۶. بِلَيْلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰى سُدُوْلَهٗ
تَجَلّٰى وَاَدْرٰى كُلَّ مَنْ كَانَ يُبْصِرُ

۷. اَيَا اَيُّهَا الْمُغْوِىْ اَتُنْكِرُ شَانَهٗ
ومَا فِىْ يَدَيْنَا غَيْرُهٗ يَا مُزَوِّرُ

(اعجاز احمدی صفحہ ۵۵۔۵۶)

۸. وَاِنَّ هِدَايَةَ الْفُرْقَانِ دِيْنِىْ
فَادْعُوْكُمْ اِلٰى نَهْجِ السَّدَادِ

(تحفہ بغداد صفحہ ۱۱)

ترجمہ:۔

۱۔اور خدا کی قسم قرآن کریم میں ہر ایک حقیقت ہے اور اس کی آیات ایسی قطعی ہیں کہ ان میں ردّ و بدل اور تغیّر و تبدّل نہیں ہوسکتا۔

۲۔وہ صاف پانی ہے جو بہشت کا پانی اور ہمارے خدا کا نور ہے۔اس کی ہدایت آبِ زلال ہے۔مکدّر پانی نہیں۔

۳۔اس کی آیات حسین ہیں جو آسمان سے اُتریں اور ان میں فکر کرنے والوں کے لئے شفاء ہے۔

۴۔اور وہ لوگوں کے دلوں کو اپنے نُور اور ہدایت کی ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کرر ہا ہے اوردائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے۔

۵۔اس سے پہلے جو کتابیں تھیں وہ اس اونٹنی کی طرح تھیں جس نے قبل از وقت بچّہ جنا ہو۔ پس قرآن کریم لوگوں کو کامل کرنے کے لئے آیا ہے۔تا کہ ایک ہی دفعہ تمام دودھ دوہ لیا جائے۔

٦۔وہ ایک ایسی رات میں آیا جو سمندر کی طرح اپنی چادر پھیلائے ہوئے تھی۔سو اس نے روشنی کردی اور ہر دیکھنے کے قابل شخص کو رستہ دکھا دیا۔

۷۔اے گمراہ کرنے والے کیا تو قرآن کریم کی شان سے انکار کرتا ہے۔حالانکہ بجز قرآن کریم ہمارے ہاتھ میں ہے ہی کیا؟

۸۔قرآن کریم کی ہدایت ہی میرا مذہب ہے اورتم کو بھی میں راستی کے راستوں کی طرف بُلاتا ہوں۔

علم و دین کا سورج

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں ۱ تا بر ندت از گماں سُوئے یقیں
ہست فرقاں از خدا حبل المتیں ۲ تا کشندت سُوئے ربّ العالمیں
ہست فرقاں روزِ روشن از خدا ۳ تا دہندت روشنیٔ دیدہ ہا
حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال ۴ تارسی در حضرتِ قدس و جلال
دارُوئے شک است الہامِ خدا ۵ کاں نماید قدرتِ تامِ خدا
ہر کہ روئے خود ز فرقاں در کشید ۶ جانِ او رُوئے یقیں ہر گز ندید

(براہینِ احمدیہ حصّہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۴)

ترجمہ:۔

۱۔قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے۔تا کہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے۔
۲۔قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسّی ہے تا کہ تجھے رب العالمین کیطرف کھینچ کر لے جائے۔
۳۔قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تا کہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے۔
۴۔خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ تُو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے۔
۵۔خدا تعالیٰ کا الہام شک کی دوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔
۶۔جس نے قرآن سے رُوگردانی اختیار کی اس نے یقین کا مُنہ ہرگز نہیں دیکھا۔

شِرک کو دُور کرنے والی کتاب

وحیٔ فرقاں است جذبِ ایزدی ۱ تابر ندت از خودی در بے خودی
ہست قرآں دافعِ شرکِ نہاں ۲ تا مرادراہم ازویابی نشاں
تارہی از کبر و خود بینی و ناز ۳ تاشوی ممنون فضلِ کارساز
دُور شو از کبر تا رحم آید ش ۴ بندگی کن بندگی مے باید ش
زندگی در مُر دن و عجز و بکاست ۵ ہر کہ اُفتاداست او آخر نجاست

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۶۳ حاشیہ)

ترجمہ:۔

۱۔قرآن کریم کی وحی خدا تعالیٰ کی ایک کشش ہے۔تا کہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے۔

۲۔قرآن کریم اندرونی شرک کو دُور کرتا ہے تا کہ تُو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پائے۔

۳۔تا کہ تُو تکبّر،خود بینی اور فخر سے نجات پائے اور اس کارساز کے فضل کا ہی ممنون ہو۔

۴۔کبر سے دُور ہو کہ اُسے تجھ پر رحم آئے۔بندگی کر کیوں کہ اسے تو بندگی درکار ہے۔

۵۔زندگی تو مرنے،عاجزی اور رونے میں ہے۔جو (اس کے آگے) گرے گا وہی نجات پائے گا۔

قرآن کریم نہ ہوتا تو توحید کا نام بھی باقی نہ رہتا

بہ قرآں چرا بر سرِ کیں دوی — نہ دیدی ز قرآں مگر نیکوئی
اگر نامدے در جہاں ایں کلام — نہ ماندے بُد نیاز توحید تام
جہاں بود اُفتادہ تاریک و تار — از و شد منوّر رُخِ ہر دیار
بہ توحید را ہے از و شد عیاں — تراہم خبر شد کہ ہست آں یگاں

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۰۷ حاشیہ)

ترجمہ:۔

۱۔قرآن پر دشمنی سے کیوں حملہ کرتا ہے۔جب تو نے تو قرآن میں سوائے نیکی کے کچھ نہیں دیکھا۔

۲۔اگر جہاں میں یہ کلام نہ آتا تو دنیا میں توحید کا نام بھی باقی نہ رہتا۔

۳۔دُنیا تاریک و تار پڑی ہوئی تھی۔اس کی وجہ سے ہر ملک روشن ہو گیا۔

۴۔اس کی وجہ سے توحید کا راستہ ظاہر ہو گیا۔اور تجھے بھی پتہ لگ گیا کہ خدا ہے۔

حقائق کا منبع اور سچّائی کا سُورج

از نُورِ پاک قرآں صبحِ صفاد میدہ ۱ بر غنچہ ہائے دلہابادِ صباء زیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد ۲ ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا	۳	ویں یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ
از مشرقِ معانی صد ہا دقائق آورد	۴	قدِّ ہلالِ نازک زاں ناز کی خمیدہ
کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد	۵	شہدیست آسمانی ازوحیء حق چکیدہ
آں نیّرِ صداقت چوں رُو بعالم آورد	۶	ہر بُوم شب پرستے در کنجِ خود خزیدہ
رُوئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدنیا	۷	اِلّا کسے کہ باشد بارویش آرمیدہ
آں کس کہ عالمش شد شد مخزنِ معارف	۸	داں بے خبرز عالمِ کیں عالمے ندیدہ
بارانِ فضلِ رحماں آمد بمقدمِ او	۹	بدقسمت آنکہ از وَے سوئے دگر دویدہ
مَیلِ بدی نباشد اِلاَّ رگے ز شیطاں	۱۰	آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ
اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی	۱۱	تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوبِ من تُوئی بس	۱۲	زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بمارسیدہ

(براہین احمدیہ حصّہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۷۴)

ترجمہ:۔

۱۔قرآن کریم کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی اور دلوں کے غنچوں پر بادِ صبا چلنے لگی۔

۲۔ایسی روشنی اور چمک تو دو پہر کے سورج میں بھی نہیں۔ اور ایسی کشش اور حُسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں۔

۳۔ یوسفؑ تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گرا تھا، مگر اِس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا ہے۔

۴۔حقائق کے منبع سے یہ سینکڑوں باریکیاں اپنے ساتھ لایا ہے۔ نازک ہلال کی کمر اُن حقائق کی باریکیوں کو دیکھ کر جُھک گئی ہے۔

۵۔اس کے علوم کی حقیقت کی تجھے خبر بھی ہے کہ کس شان کی ہے۔وہ تو ایک آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا ہے۔

۶۔ یہ سچّائی کا سورج جب اِس دُنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پُجاری اُلّو اپنے اپنے کونوں میں جا گھُسے۔

۷۔دُنیا میں کسی کو یقین کا مُنہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا مگر اُسی شخص کو جو اس کے مُنہ سے محبّت رکھتا ہے۔

۸۔ جو اس کا عالم ہو گیا وہ خود معرفت کا خزانہ بن گیا۔اور جس نے اس عالم کو نہیں دیکھا اُسے دُنیا کی کچھ خبر ہی نہیں۔

۹۔رحمان کے فضل کی بارش ایسے شخص کی پیشوائی کو آتی ہے۔بدقسمت ہے وہ جو اسے چھوڑ کر دوسری طرف بھاگا۔

۱۰۔ بدی کی رغبت ایک شیطانی رگ ہے۔ میں تُو اُسے بشر سمجھتا ہوں جو ہر شر سے نجات پائے۔

۱۱۔اے حسن کی کان میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے۔تُو تو اس خدا کا نُور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی ہے۔

۱۲۔ مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا معشوق کافی ہے۔کیونکہ اس خدائے فریادرس کی طرف سے تیرا نُور رہنم کو پہنچا ہے۔

بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے اِس نُور سے رُوگردانی کی

آں دیدہ کہ نورے نگرفت است زفرقاں ۱ حقّا کہ ہمہ عمر زکوری نہ رہیدہ
آں دل کہ جُزاز وے گُلِ گلزار از خدا جُست ۲ سوگند تواں خورد کہ بویش نشمیدہ
اخور ندہم نسبتِ آں نُور کہ بینم ۳ صد خور کہ بہ پیراہنِ او حلقہ کشیدہ
بے دولت و بد بخت کسانیکہ ازاں نور ۴ سر تافتہ از نخوت و پیوند بریدہ

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۲۸۹)

ترجمہ:۔

۱۔ وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور اخذ نہیں کیا۔ خدا کی قسم وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گی۔

۲۔ وہ دل جس نے اُسے چھوڑ کر خدا کے گلزار کا پھُول ڈھونڈا۔ ہم قسم کھا سکتے ہیں کہ اس شخص نے اس کی خوشبو بھی نہیں سُونگھی۔

۳۔ مَیں سورج سے اس نُور کو تشبیہہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کے گرد سینکڑوں آفتاب حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔

۴۔ وہ لوگ بدقسمت اور بدنصیب ہیں جنہوں نے اس نور سے تکبّر کی وجہ سے رو گردانی کی اور تعلق توڑ لیا۔

خداوندتعالیٰ کے اسرار کا خزانہ

نور فرقاں نہ تافت است چناں ۱ کو بماند نہاں ز دیدہ وراں
آں چراغِ ہدیٰ است دنیارا ۲ رہبرو راہنما است دُنیارا
رحمتے از خداست دُنیارا ۳ نعمتے از سماست دُنیارا
مخزنِ رازہائے ربّانی ۴ از خدا آلۂ خُدادانی
بر تر از پایۂ بشر بکمال ۵ دستگیرِ قیاس و استدلال
کارسازِ اتم بعلم و عمل ۶ حجتش اعظم و اثر اکمل
ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد ۷ بے توقّف خدایش آمدیاد
وانکہ از کبر و کیں ندیدآں نُور ۸ کور ماند و ز نُورِ حق مہجُور
وَہ چہ دارد ازاں یگاں اسرار ۹ دل و جانم فدائے آں اسرار
پُر ز نُورِ جلالِ حضرتِ پاک ۱۰ خورِ تاباں ز اوجِ حق بر خاک
وَہ چہ دارد خزائنِ اسرار ۱۱ دل و جانم فدائے آں انوار
ہست آئینہ بہرِ رُوئے خدا ۱۲ عالمے راکشید سُوئے خدا
بے زباناں از و فصیح شدند ۱۳ زشت رویاں از و صبیح شدند
میوہ از روضۂ فنا خوردند ۱۴ و از خود و آرزوئے خود مُردند
دستِ غیبِ کشید دامنِ دل ۱۵ پا بر آورد جذبِ یار ز ِگلْ
بود آں جذبۂ کلامِ خُدا ۱۶ کہ دلِ شاں ربود از دُنیا

سینۂ شاں ز غیر حق پر داختہ ۱۷ واز مئے عشق آں یگاں پُر ساختہ

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۰۸)

ترجمہ:۔

۱۔قرآن کا نور ایسا نہیں چمکا کہ دیکھنے والوں کی نظر سے مخفی رہ سکے

۲۔وہ تو تمام دُنیا کے لئے ہدایت کا چراغ ہے اور جہاں بھر کے لئے رہبر و راہ نما۔

۳۔وہ خدا کی طرف سے دُنیا کے لئے ایک رحمت ہے اور آسمان سے اہلِ جہان کے لئے ایک نعمت۔

۴۔وہ خداوند کے اسرار کا خزانہ ہے اور خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ۔

۵۔ وہ اپنے کمالات میں انسان کی لیاقت سے بالاتر ہے۔ بغیر قیاس اور استدلال کی دستگیری کرتا ہے۔

۶۔وہ علم و عمل میں ہمارے لئے کامل کارساز ہے۔اس کی دلیل پختہ اور اس کا اثر نہایت دیر پا ہے۔

۷۔جو اسکی عظمت کو دیکھ لیتا ہے اُسے فوراً خدا یاد آ جاتا ہے۔

۸۔اور جو تکبّر اور دشمنی سے اس روشنی کو نہیں دیکھتا وہ اندھا اور خدا کے نُور سے دُور رہتا ہے۔

۹۔واہ واہ اس خدا کی طرف سے اس کے پاس کیسے کیسے اسرار ہیں۔میرے جان و دل اُن اسرار پر قربان ہوں۔

۱۰۔ وہ اس پاک ذات کے جلالِ انوار سے پُر ہے۔ چمکدار سورج بھی اس کے سامنے خاک ہے۔

۱۱۔وہ کیا کیا خزانے اسرارِ الٰہی کے رکھتا ہے میرے جان و دل ان انوار پر قربان ہوں۔

۱۲۔قرآن خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے۔اوراُس نے ایک جہان کوخدا کی طرف کھینچا ہے۔

۱۳۔گونگے اس کی وجہ سے فصیح بن گئے۔اور بدشکل آدمی اس کے سبب سے خوبصورت ہو گئے۔

۱۴۔انہوں نے باغِ فنا کا پھل کھایا۔اوراپنی نفسانیت اورخواہشات کی طرف سے مر گئے۔

۱۵۔ایک غیبی ہاتھ نے ان کے دل کا دامن کھینچا۔اور یار کی کشش نے دلدل سے اُن کا پیَر نکال لیا۔

۱۶۔یہ کلامِ الٰہی کی کشش ہی تو تھی جس نے اُن کے دلوں کودُنیا کی طرف سے ہٹا دیا۔

۱۷۔اُن کے سینہ کوغیراللہ سے خالی کردیا۔اوراُس یگانہ کی محبّت کی شراب سے بھر دیا۔

۞۞۞۞۞

پھَلوں سے لدا ہوا پاکیزہ درخت

۱۔ ہست فرقانِ مبارک از خدا طیّب شجر

نو نہال و نیک بود و سایہ دارد پُر زِبَر

۲۔ میوہ گر خواہی بیازیرِ درختِ میوہ دار

گر خرد مندی مجنباں بیدرا بہرِ ثمر

۳۔ در نیا ید با ورت در وصفِ فرقانِ مجید

حُسنِ آں شاہد بپُرس از شاہداں یا خود نگر

۴۔ وانکہ او نامد پئے تحقیق و درکیں مبتلاست
آدمی ہر گز نباشد ہست او بد تر زِخر
(براہین احمدیہ حصّہ چہارم حاشیہ درحاشیہ صفحہ ۵۱۳)

ترجمہ:۔

۱۔قرآنِ پاک خدا کی طرف سے ایک پاکیزہ درخت ہے جو نونہال اور نیک اصل والا اور سایہ دار اور پھلوں سے لدا ہوُا ہے۔

۲۔اگر تُو میوہ چاہتا ہے تو میوہ دار درخت کے نیچے آ۔ اگر تُو عقلمند ہے تو بید کے درخت کو پھلوں کے لئے نہ ہلا۔

۳۔اگر تجھے قرآن مجید کی خوبیوں پر یقین نہیں ہے تو اُس معشوق کا حسن دیکھنے والوں سے پُوچھ یا خود تحقیق کر۔

۴۔لیکن جو شخص تحقیق کے لئے نہیں آیا اور دشمنی میں لگا ہوُا ہے، وہ ہرگز آدمی نہیں بلکہ گدھے سے بھی بدتر ہے۔

۞۞۞۞۞

معجزات سے پُر کتاب

آں کتابے ہم چو خودداش خدا ۱ کزرخش روشن شد ایں ظلمت سرا
ہست فرقاں طیّب و طاہر شجر ۲ از نشاں ہاے دہد ہر دم ثمر
صد نشانِ راستی دردے پدید ۳ نے چو دینِ تو بنالیش بر شنید

پُر زِ اعجاز است آں عالی مقام ۴ نُورِ یزدانی درو ز حشد تمام
از خدائی ہا نمودہ کار را ۵ بر دریدہ پردۂ کفّار را
آفتاب است و کند چوں آفتاب ۶ گر نہ کوری بیابنگر شتاب
(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۳۵ حاشیہ درحاشیہ)

ترجمہ:۔

ا۔خدانے اسے (رسول کریمؐ) سورج کی طرح کی ایسی کتاب عطا کی کہ اس کے رُوئے روشن سے یہ اندھیرا جہان چمک اُٹھا۔

۲۔فرقان ایک پاک اور طیّب درخت ہے۔اور ہر زمانہ میں نشانات کے پھل دیتا ہے۔

۳۔سچائی کے سینکڑوں نشان اس میں ظاہر ہیں۔تیرے دین کی طرح اس کی بنیاد شنید پر نہیں ہے۔

۴۔وہ بزرگ کتاب معجزات سے بھری ہوئی ہے۔اس میں خدائی نُور پُور اپُورا چمکتا ہے۔

۵۔اس نے خدائی طاقتوں کے ساتھ کام کیا اور کفار کے پردے پھاڑ کر دکھائے ہیں۔

۶۔وہ خود آفتاب ہے اور دوسروں کو بھی آفتاب کی طرح بنا دیتا ہے۔اگر تو اندھا نہیں ہے تو جلدی آ اور دیکھ۔

چوں شیر شرزۂ قرآں نماید رُو بغرّ یدن ۱ وگر آنجا نماند روبۂ ناچیز راغو نما
(شحنۂ حق صفحہ ۶)

ترجمہ:۔

ا۔جب قرآن کریم کا مہیب شیر غرّ انے لگے تو پھر ذلیل لومڑی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

قرآن کریم کے اسرار

۱۔غیر را ہرگز نمے باشد گزر در کُوئے حق

ہر کہ آید ز آسماں اُو رازِ آں یار آورد

۲۔خود بخود فہمیدن قرآں گمانِ باطل است

ہر کہ از خود آورد او نجس و مُردار آورد

(برکات الدّعا صفحہ ا مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

ترجمہ:۔

۱۔خدا تعالیٰ کے کوچہ میں غیر کو ہرگز دخل نہیں ہوتا۔ جو آسمان سے آتا ہے وہی اُس یار کے اسرار ہمراہ لاتا ہے۔

۲۔آپ ہی آپ قرآن کریم کو سمجھ لینا ایک غلط خیال ہے۔ جو شخص اپنے پاس سے اس کا مطلب پیش کرتا ہے وہ گندگی اور مُردار ہی پیش کرتا ہے۔

دین کے راستہ کا راہنما

قول و فعلِ حق زلالِ یک غدیر ۱ ہم بقرآں بیں جمالِ آں قدیر

چونکہ خواہند خلق ایں چشمہ را ۲ مر دم اندر حسرتِ ایں مدّعا

در ہمہ حاجاتِ دیں حاجت روا ۳ ہست قرآں در رہِ دیں راہنما

آب نوش از چشمۂ فرقانی اند ۴ آں گروہِ حق کہ از خود فانی اند

فارغ افتادہ زِ نام و عزّ وجاہ ۵ دل زکف وز فرق افتادہ کلاہ
دُور تر از خود بہ یار آمیختہ ۶ آبر واز بہرِ رُوئے ریختہ
از بروں چوں اجنبی دل پُر زیار ۷ کس نداندرازِ شاں جُز کردگار
دیدنِ شاں مے دہدیاد از خُدا ۸ صدق ورزاں در جنابِ کبریا
آں ہمہ را بود فرقاں رہبرے ۹ ہر یکے زاں درشدہ ہم چوں دُرے
آں ہمہ زاں دلبرے جاں یافتند ۱۰ جاں چہ باشد رُوئے جاناں یافتند
چشمِ شاں شد پاک از شرک وفساد ۱۱ شد دلِ شاں منزلِ ربّ العباد
سیّدِ شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است ۱۲ رہبرِ ہر زمرۂ صدق و صفا است
(ضیاء الحق صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

ترجمہ:۔
۱۔تُو قرآن کریم سے بھی اُس قادر خدا کا حُسن دیکھ۔خدا کا قول اور اس کا فِعل ایک ہی تالاب کے مصفّا پانی ہیں۔
۲۔مَیں تو اِس بات کے غم سے مر گیا کہ خلقت اِس چشمہ کو کیوں طلب نہیں کرتی۔
۳۔قرآن کریم دین کے راستہ کا راہنما ہے۔اور مذہب کی سب ضروریات کو پُورا کرنے والا ہے۔
۴۔وہ اہلِ حق جو فانی ہیں وہ فرقانی چشمے سے پانی پینے والے ہیں۔
۵۔وہ نام ونمود اور جاہ وعزّت کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ان کے ہاتھ سے دل اور سر کی ٹوپی ِگر گئی ہے۔
۶۔خودی سے دُور اور یار سے واصل ہو گئے ہیں۔اور اس کی خاطر اپنی عزّت وآبرو سے

دست بردار ہیں۔
۷۔ظاہراً اجنبی دکھائی دیتے ہیں مگر دل یار کی محبّت سے بھرا ہوُا ہے۔خدا کے سوا ان کا بھید کوئی نہیں جانتا۔
۸۔ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔خدا کے لئے انہوں نے صدق وصفا اختیار کیا ہے۔
۹۔ان سب لوگوں کا راہنما قرآن کریم ہی تھا۔اوراسی دروازہ کی برکت سے ان میں سے ہرایک موتی کی طرح ہوگیا۔
۱۰۔اُن سب نے اسی معشوق سے زندگی حاصل کی۔زندگی کیا خوداس معشوق کو پالیا۔
۱۱۔ان کی نظر شرک اورفساد سے پاک ہوگئی۔اوران کا دل رب العالمین کا گھر بن گیا۔
۱۲۔ان لوگوں کا سردار جس کا نام مصطفیٰؐ ہے۔تمام اہلِ صدق وصفا کا وہی لیڈر رہے۔

فیضان کا ایک چشمہ

وحیٔ حق پُر از اشاراتِ خداست — گر نہ فہمد جاہلے کج دل رواست
چشمۂ فیض است وحیٔ ایزدی — لیکن آں فہمد کہ باشد مہتدی
وحیٔ قرآں رازہا دارد بسے — نسبتے باید کہ تا فہمد کسے

(ضیاء الحق صفحہ ۴۴ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

ترجمہ:۔
ا۔خدا تعالیٰ کی وحی اشاروں سے بھری ہوئی ہے۔اگر کوئی جاہل مفسد اُسے نہ سمجھے تو یہ عین ممکن ہے۔

۲۔ خدا تعالیٰ کی وحی فیضان کا ایک چشمہ ہے۔ لیکن اُسے وہی سمجھ سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو۔

۳۔ قرآنی وحی میں بکثرت اسرار ہیں۔ مناسبت ہونی چاہیئے تا کوئی اُسے سمجھ سکے۔

قرآن کریم سے ایک قدم دُور رہنا بھی ہلاکت ہے

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست	۱	بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب	۲	نزدِ ما کفر است و خسران و تباب
لیک دوناں را بمغزش راہ نیست	۳	ہر دِلے از سرِّ آں آگاہ نیست
تانبا شد طالبِ پاک اندروں	۴	تا مجو شد عشقِ یارِ بے چگوں
رازِ قرآں را کجا فہمد کسے	۵	بہرِ نُورے نُور مے باید بسے
ایں نہ من قرآں ہمیں فرمودہ است	۶	اندرو شرطِ تطہّر بُود است
گر بقرآں ہر کسے را راہ بُود	۷	پس چرا شرطِ تطہّر را فزود
نُور را داند کسے کہ نُور شد	۸	وز حجابِ سرکشی ہا دُور شد
الغرض فرقاں مدارِ دینِ ماست	۹	او انیسِ خاطرِ غمگینِ ماست
نُورِ فرقاں مے کشد سُوئے خدا	۱۰	مے تواں دیدن از و رُوئے خدا

(سراج منیر آخری صفحہ)

ترجمہ:۔

۱۔وہ سچّی کتاب جس کا نام قرآن ہے، ہماری شرابِ معرفت اُسی کے جام سے ہے۔

۲۔اس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دُور رہنا ہمارے نزدیک کفر و زیاں اور ہلاکت ہے۔

۳۔لیکن ذلیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں۔ ہر ایک دل اس کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے۔

۴۔جب تک طالبِ حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اُس یارِ بےمثال کا عشق اس کے دل میں جوش نہیں مارتا۔

۵۔تب تک کوئی قرآنی اسرار کو کیونکر سمجھ سکتا ہے۔نُور کو سمجھنے کے لئے بہت سا نُورِ باطن ہونا چاہیئے۔

۶۔یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے بھی فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کیلئے پاک ہونے کی شرط ہے۔

۷۔اگر ہر شخص قرآن کو سمجھ سکتا تو اس نے تطہّر کی شرط کیوں زائد لگائی؟

۸۔نُور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو خود نور ہو گیا ہو۔اور سرکشی کے حجابوں سے دُور ہو گیا ہو۔

۹۔الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے۔ وہ ہمارے غمگین دل کو بہلانے والا دوست ہے۔

۱۰۔فرقان کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے۔اس سے ہم خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند

۱۔ جانم کباب شد زغمِ ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امیدِ جاں نماند
۲۔ صد بار رقص ہا کنم از خُرّمی اگر
بینم کہ حُسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند
۳۔ یارب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدّر است
یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند
۴۔ دیدم کہ زاہداں رہِ فرقاں گزاشتند
ناچار در دلم اثر مہرِ شاں نماند
۵۔ اے خواجہ پنج روز بود لطفِ زندگی
کس از پئے مدام دریں خاکداں نماند
۶۔ امروز گر دل از پئے قرآں نسوردت
عزرے دگر ترا بجنابِ یگاں نماند
۷۔ بگزار وِردِ مثنوی وشغلِ غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدرِ آں نماند
۸۔ در خادماں نشینئ وصد نازمے کنی
آنرا کہ سیّد است کس از خادماں نماند

۹۔خلق از برائے شوکتِ دُنیا چہا کند
در دا کہ مہرِ کعبہ چو مہرِ بُتاں نماند
۱۰۔اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
(اشتہار اہلِ اسلام کی فریاد)

ترجمہ:۔

ا۔اِس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہوگئی۔اور مَیں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔

۲۔میں خوشی کے مارے سینکڑوں بار رقص کروں اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دل کش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔

۳۔اے رب کیا میری تقدیر میں ہی فرقان کے لئے غم کھانا لکھا ہے۔ یا اِس زمانہ میں میرے سوا اور کوئی واقفِ حقیقت ہی نہیں؟

۴۔مَیں نے دیکھا کہ زاہدوں نے قرآن کا رستہ چھوڑ دیا ہے۔ناچار میرے دل میں بھی ان کی محبّت کا نشان باقی نہیں رہا۔

۵۔اے صاحب زندگی کا لطف پانچ دن کے لئے ہے۔کوئی بھی اس دُنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہا۔

۶۔مگر آج کے دن تیرا دل قرآن کے لئے نہیں جلتا تو پھر خدائے واحد کی درگاہ میں تیرا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔

۷۔مثنوی، وظیفہ اور شعر وغزل کے مشغلہ کو چھوڑ۔ یہ چیزیں کیا حقیقت رکھتی ہیں اگر قرآن

ہی کی قدر نہ رہی۔

۸۔تُو نوکروں میں بیٹھ کر سینکڑوں ناز نخرے کرتا ہے۔مگر وہ اصلی سردار ہے اس کا کوئی نوکر نہیں رہا۔

۹۔لوگ دُنیا کی شان وشوکت کے لئے کیا کیا کرتے ہیں۔مگر افسوس کہ کعبہ کی محبّت بُتوں کی محبّت کے برابر بھی نہیں رہی۔

۱۰۔اے بے خبر فرقان کی خدمت کے لئے کمر باندھ لے۔اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں شخص مر گیا۔

زعشّاق فرقاں وپیغمبریم ۱ بدیں آمدیم وبدیں بگزریم

(ازالہ اوہام حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ:۔

ا۔ہم قرآن اور آنحضرتؐ کے عاشقوں میں سے ہیں۔اسی پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت پر گزر جائیں گے۔

☆

☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

مُشکلِ قُرآن کا حل

مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دُنیا حل شود

ذوق آں میداند آں مستے کہ نوشد آں شراب

(برکات الدعا صفحہ ۲۵ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

ترجمہ:۔

قرآن کریم کو سمجھنے کا مسئلہ اہلِ دُنیا سے حل نہیں ہوسکتا۔اس شراب کا مزہ وہی شخص جانتا ہے جو اس (ترکِ خودی کا) شراب کو پیتا ہے۔

قرآن کریم بےنظیرُ ہے

جمال وحُسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے

قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا

بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں

نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

اگر لولوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نُورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

قرآن کریم کے بغیر حق نہیں مل سکتا

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جس کو اس نور کی خبر ہی نہیں — اس پر اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دل بر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اس کی ہستی سے دے ہے پختہ خبر
کُوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اسکے اوصاف کیا کروں مَیں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا — اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے

سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے　　دل سے غیر خدا ہٹاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک　　ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ہدیٰ وہی ایک　　ہم نے دیکھا ہے دل رُبا وہی ایک

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نِکلا

نُورِ فرقاں ہے جو سب نُوروں سے اجلا نِکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نِکلا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نِکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نِکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نِکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نِکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نِکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نِکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دُنیا میں
جن کا اِس نُور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نِکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نِکلا
(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خُدا کے فیضاں

تُو نے سکھایا فرقاں جو ہے مدارِ ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دُور ہووے شیطاں
یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
(محمود کی آمین۔ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

مُسلمانوں پہ تب اِدبار آیا — کہ جب تعلیمِ قرآں کو بُھلایا
(بشیر احمدؓ۔ شریف احمدؓ۔ مبارکہ بیگم کی آمین۔ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

خوانِ ہُدیٰ یہی ہے

شُکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھِلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دل بر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہُدیٰ یہی ہے
اس نے خدا مِلا یا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے

اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بُلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حُسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گِرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اے میرے یارِ جانی خود کر تُو مہربانی
ورنہ بلائے دُنیا اِک اژدہا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۵۵ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

ہے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

ہے شُکر ربِّ عزّ وجل خارج از بیان
جس کی کلام سے ہمیں اس کا مِلا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل وسِینہ ہوگیا
وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سِینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
وہ رہ جو ذاتِ عزّ وجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک ومطہّر بناتی ہے
وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شُبہ تھے سب کو مٹا دیا
افسردگی جو سِینوں میں تھی سب دُور ہوگئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نُور ہوگئی

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر ایک دل میں اَٹ گئی

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
موجوں سے اس کے پردے وساوس کے پھٹ گئے
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

قرآں خدا نماں ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے
جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اس آفتاب سے وہ عجیب دھوپ پاتے ہیں

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصّہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرّہ بھر
پر یہ کلام نُورِ خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر بعض بزرگ دلائل

جو تعلیم اصولی فرقاں مجید کی دلائلِ حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر یک اصول اعتقادی کو جو مدار نجات کا ہے، محقّقانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایۂ صداقت پہنچاتا ہے۔ جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو بپایۂ ثبوت پہنچانا۔ ضرورت الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا اور کسی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے قاصر نہ رہنا۔ پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے جس سے حقیقت اور افضلیّت اس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ دُنیا کے تمام عقائدِ فاسدہ کو ہر یک نوع اور ہر صنف کی غلطیوں سے بدلائلِ واضحہ پاک کرنا اور ہر قسم کے شکوک اور شبہات کو جو لوگوں کے دلوں میں دخل کر گئے ہوں براہین قاطعہ سے مٹا دینا اور ایسا مجموعہ اصول مدلّلہ اور محقّقہ مثبتہ کا اپنی کتاب میں درج کرنا کہ نہ پہلے اس سے وہ مجموعہ کسی الہامی کتاب میں درج ہوا اور نہ کسی ایسے حکیم اور فیلسوف کا پتا مِل سکتا ہو کہ جو کبھی کسی زمانہ میں اپنی نظر اور فکر اور عقل اور قیاس اور فہم اور ادراک کے زور سے اس مجموعہ کی حقیقی سچّائی کا دریافت کرنے والا ہو چکا ہو اور نہ کبھی کسی بھلے مانس نے ایک ذرّہ اِس بات کا ثبوت دیا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی ایک آدھ دن کسی مدرسہ یا مکتب میں پڑھنے بیٹھے تھے یا کسی سے کچھ علمِ معقول یا منقول سیکھا تھا یا کبھی کسی فلسفی اور منطقی سے اُن کی صحبت اور مخالطت رہی تھی کہ جس کے اثر سے انہوں نے ہر یک اصولِ حقّہ پر دلائلِ فلسفہ قائم کر کے

تمام عقائد مدارِ نجات کی حقیقی سچّائی کو ایسا کھول دیا کہ جس کی نظیر صفحۂ روزگار میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ یہ ایسا کام ہے کہ بجُز تائید الٰہی اور الہام ربّانی کے ہرگز کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ پس ناچار عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے جو قرآن شریف اس خدائے واحد لا شریک کی کلام ہے کہ جس کے علم کے ساتھ کسی انسان کا علم برابر نہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ اوّل صفحہ ۵۷ تا ۶۲)

۲۔ اگر قرآن شریف کا نازل کرنے والا خدا نہیں ہے تو کیونکر اس میں تمام دُنیا کے علوم حقّہ الٰہیہ لکھے گئے۔ اور وہ تمام ادلّہ کاملہ علم الٰہیات کی کہ جن کے باستیفا اور بصحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے۔ اور ہمیشہ غلطیوں میں ہی ڈوبتے ڈوبتے مر گئے۔ وہ کس فلاسفر بے مثل و مانند نے قرآن شریف میں درج کر دیں۔ اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مدلّل تقریریں کہ جن کی پاک اور روشن دلائل کو دیکھ کر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے ہی مر جائیں۔ ایک غریب اُمّی کے ہونٹوں سے نکلیں اس قدر دلائل صدق کی پہلے نبیوں میں کہاں موجود ہیں۔ آج دُنیا میں وہ کونسی کتاب ہے جو اِن سب باتوں میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے مِثل آنحضرتؐ کے گزرے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸)

۳۔ (قرآن کریم میں) جس قدر خداوند قادر مطلق نے تمام دُنیا کے مقابلہ پر، تمام مخالفوں کے مقابلہ پر، تمام دشمنوں کے مقابلہ پر، تمام منکروں کے مقابلہ پر، تمام دولتمندوں کے مقابلہ پر، تمام زورآوروں کے مقابلہ پر، تمام بادشاہوں کے مقابلہ پر، تمام حکیموں کے مقابلہ پر، تمام فلاسفروں کے مقابلہ پر، تمام اہلِ مذہب کے مقابلہ پر ایک عاجز، ناتوان،

بے زر، بے زور ایک اُمّی ناخواں بے علم بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہیں کیا کوئی ایمانداروں اور حق کے طالبوں میں سے شک کر سکتا ہے کہ یہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتوں پر پورے ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں یہ کسی انسان کا کام ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۴۲ حاشیہ)

۴۔قرآن کریم نے اپنے کلام اللہ ہونے کی نسبت جو ثبوت دیئے ہیں اگر چہ مَیں ان سب ثبوتوں کو تفصیل وار نہیں لکھ سکتا لیکن اتنا کہتا ہوں کہ منجملہ ان ثبوتوں کے بیرونی دلائل ہیں جیسے پیش از وقت نبیوں کا خبر دینا جو انجیل میں بھی لکھا ہؤا پاؤ گے۔ دوسرے ضرورتِ حقّہ کے وقت قرآن شریف کا آنا یعنے ایسے وقت پر جبکہ عملی حالت تمام دنیا کی بگڑ گئی تھی۔اور نیز اعتقادی حالت میں بھی بہت اختلاف آ گئے تھے۔اور اخلاقی حالتوں میں بھی فتور آ گیا تھا۔تیسرے اس کی حقانیت کی دلیل اس کی تعلیمِ کامل ہے کہ اس نے آ کر ثابت کر دکھلایا کہ موسیٰ کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق سزا دہی پر زور ڈال رہے تھے۔اور مسیح کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق عفو اور درگزر پر زور ڈال رہی تھی۔اور گویا ان کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کی تربیت کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا۔صرف ایک ایک شاخ پر کفایت کی گئی تھی۔لیکن قرآن کریم انسانی درخت کی تمام شاخوں یعنی تمام قویٰ کو زیرِ بحث لایا اور تمام کی تربیت کے لئے اپنے اپنے محلِّ وقوع پر حکم دیا جس کی تفصیل ہم اِس تھوڑے سے وقت میں کر نہیں سکتے۔

(تبلیغِ رسالت جلد سوئم صفحہ ۵۷۔۵۸)

قرآن کریم باعتبار زیادتِ بیان اور مکمّلاتِ دین دوسری کتابوں سے افضل ہے

بے شک باعتبار نفس الہام کی سب کتابیں مساوی ہیں مگر باعتبار زیادتِ بیان اور مکمّلاتِ دین کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ پس اِس جہت سے قرآن شریف کو سب کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ جس قدر قرآنِ شریف میں امور تکمیلِ دین کے جیسے مسائلِ توحید اور ممانعتِ انواع واقسامِ شرک اور معالجاتِ امراضِ روحانی اور دلائلِ ابطالِ مذاہبِ باطلہ اور براہینِ اثباتِ عقائدِ حقّہ وغیرہ بکمال شد و مد بیان فرمائے گئے ہیں وہ دوسری کتابوں میں درج نہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوئم صفحہ ۸۶ حاشیہ)

قرآن کریم کو تمام وجوہ محرکہ وحی پیش آئے تھے

قرآن شریف میں تعلیم حقانی کامل اور مفصّل طور پر بیان کی گئی اور دوسری کتابوں میں بیان نہ ہوئی۔ یا جو جو امور تکمیلِ دین کے اس میں لکھے گئے اور دوسری کتابوں میں نہ لکھے گئے تو اس کا یہی باعث ہے کہ پہلی کتابوں کو وہ تمام وجوہ محرکِ وحی کے پیش نہ آئے اور قرآن شریف کو پیش آ گئے۔ اور خود ظاہر ہو جانا ان تمام وجوہ محرّکہ وحی کا کسی پہلے عہد میں قبل عہدِ قرآن شریف کے ایک امرِ محال تھا۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۸۷ حاشیہ)

قرآن کریم اُصولِ صحیحہ اور عقائدِ عقلیّہ کے معلوم کرنیکا آسان اور قطعی ذریعہ ہے ۔

۱۔ وہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقّت اور مزاحمت شکوک اور شُبہات اور خطا اور سہو کے اصولِ صحیحہ معہ اُن کی دلائلِ عقلیہ کے معلوم ہو جائیں اور یقینِ کامل سے معلوم ہوں وہ قرآن شریف ہے۔ اور بجُز اس کے دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے یہ مقصدِ عظیم ہمارا پورا ہو سکے۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۸۹)

۲۔ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت حصولِ حقّہ کا اور ان سب عقائد کا کہ جن کے علمِ یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے صرف قرآن شریف ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۲ حاشیہ)

قرآن کریم نے اعلیٰ درجہ کے یقین کی بُنیاد ڈالی ہے

اگرچہ ہر یک الہامِ الٰہی یقین دلانے کے لئے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اِس اعلیٰ درجہ یقین کی بنیاد ڈالی کہ بس حد ہی کردی۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۱ حاشیہ)

قرآن کریم نے عقلی وُجوہ اور الہامی شہادت دونو کا التزام رکھا ہے

قرآن شریف میں دو امر کا التزام اوّل سے آخر تک پایا جاتا ہے۔ایک عقلی وجوہ اور دوسری الہامی شہادت۔ یہ دونوں امر فرقان مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۱ حاشیہ)

قرآن کریم احکامِ قدرتی کا آئینہ اور قانونِ فِطرت کی ایک عکسی تصویر ہے

آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویّہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔جس کی تعلیمات ہر ایک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہیں۔جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالاتِ حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہاء کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔اور کسی طرح کا دھبّہ نقصان اور عیب اور

نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پرنہیں لگایا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے۔ اور ہرایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک اصول کی حقیقت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آجکل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دِل اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۱۔۹۲)

۲۔ قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا۔ بلکہ اُس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حِلم ہے۔ ایثار ہے۔ شجاعت ہے۔ صبر ہے۔ غضب ہے۔ قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اُسے یاد دلایا۔ جیسے فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چُھپی ہوئی کتاب تھی اور جسکو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح اِس کتاب کا نام ''ذِکْر'' بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور رُوحانی قوّتوں اور اُس نُورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے یاد دلا دے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک رُوحانی معجزہ دکھایا تا کہ

انسان ان معارف اور حقائق اور رُوحانی خوارق کو معلوم کرے جن کا اُسے پتہ نہ تھا۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۴)

۳. لَمَّا کَانَ الْقُرْاٰنُ خَاتَمَ الْکُتُبِ وَ اَکْمَلَهَا وَ اَحْسَنَ الصُّحُفِ وَ اَجْمَلَهَا وَ وَضَعَ اَسَاسَ التَّعْلِیْمِ عَلٰی مُنْتَهیٰ مِعْرَاجِ الْکَمَالِ وَ جَعَلَ الشَّرِیْعَةَ الْفِطْرِیَّةَ زَوْجاً لِّلشَّرِیْعَةِ الْقَانُوْنِیَّةِ فِیْ کُلِّ الْاَحْوَالِ لِیَعْصِمَ النَّاسَ مِنَ الضَّلَالِ وَاَرَادَ اَنْ یَّجْعَلَ الْاِنْسَانَ کَالْمَیْتِ لَا یَتَحَرَّکُ اِلَی الْیَمِیْنِ وَلَا اِلَی الشَّمَالِ وَلَا یَقْدِرُ عَلٰی عَفْوٍ وَلَا عَلٰی انْتِکَامٍ اِلَّا بِحُکْمِ الْمَصْلَحَةِ مِنَ اللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ.

(خطبہ الہامیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ج)

ترجمہ:۔ چونکہ قرآن کریم خاتم الکتب اور اکمل الکتب ہے اور صحائف میں سے حسین اور جمیل ترین ہے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیم کی بنیاد کمال کے انتہائی درجہ پر رکھی ہے۔ اور اس نے تمام حالتوں میں فطری شریعت کو قانونی شریعت کا ساتھی بنا دیا ہے۔ تا وہ لوگوں کو گمراہی سے محفوظ کر دے اور اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ انسان کو اُس بے جان چیز کی طرح بنا دے جو خود بخود دائیں بائیں حرکت نہیں کر سکتی اور نہ ہی کسی کو معاف کر سکتی یا اس سے انتقام لے سکتی ہے جب تک کہ خدائے ذوالجلال کی طرف سے اجازت نہ ہو۔

۴۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسانی فطرت کا پورا پورا نقشہ قرآن ہے۔

(البلاغ المبین صفحہ ۱۱)

۵۔ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں سے اس کی تعلیم بھی ہے کیونکہ وہ انسانی فطرت اور انسانی مصالح کے سراسر مطابق ہے۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۳)

قرآن کریم کے بعد اَور کسی الہامی کتابؔ کے نزؔول کی ضرورت نہیں

قرآن شریف ایسے زمانہ میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آ گئی تھیں۔ یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے۔ اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر یک نوع کا فساد اپنے انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعتِ فرقانی مختتم اور مکمّل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کو کہ جن کی اصلاح کے لئے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہاء کو پہنچ گئے تھے۔ پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقانِ مجید ظہور پذیر ہوتا۔ مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصولِ حقّہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے اور تعلیمِ توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی اور اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے جو کسی زمانہ میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لیں گے تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور

دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا، مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۱۰ حاشیہ)

قرآن کریم نے زمانہ کی ضرورت کو پُورا کیا ہے

۱۔ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربّانی اور ہادیٔ آسمانی کی شدید محتاج تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچّی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پُوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نقش جما دیا اور جو نبوّت کی علّت غائی ہوتی ہے۔ یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۲۱۔۱۲۰)

۲۔ قرآن شریف بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر ایک زمانہ کی ضرورتِ لاحقہ کا کامل طور پر متکفل ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۷)

۳۔ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اَکْمَلَ وَطْرَ الشَّرِیْعَۃِ۔

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۷)

ترجمہ:۔ قرآن کریم نے شریعت کی ہر ضرورت کو بکمال پورا کیا ہے۔

۴۔ قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جب کہ

بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔اس کی طرف اللہ جلّ شانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دُنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔غرض ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائدِ باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لئے بھیجی۔جس میں کُل مذاہبِ باطلہ کا ردّ موجود ہے اور خاص کر سوۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے۔

(الحکم ۲؍جنوری ۱۹۰۸ء)

قرآن کریم کے تمام عناصرِ کلام منجانب اللہ ہیں

جیسے عناصر جسم انسان کے خدا کی طرف سے ہیں ایسا ہی عناصر کلام کے بھی خدا کی طرف سے ہیں۔اور عناصرِ کلام سے مراد ہماری حروف اور الفاظ اور چھوٹے چھوٹے فقرہ ہیں جن پر تعلیم زبان کی موقوف ہے۔جیسے خدا ہے۔بندہ فانی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن وغیرہ وغیرہ یہ سب عناصر کلام ہی ہیں جو خدا نے اپنی طرف سے انسان پر ظاہر کئے ہیں۔کیونکہ خدا کا صرف اتنا کام نہیں تھا کہ وہ صرف ایک پُتلا خاک کا بنا کر پھر الگ ہو جاتا۔بلکہ ظاہر ہے کہ انسان نے جو کچھ اپنی تکمیلِ فطرت کے لئے پایا وہ سب خدا ہی سے پایا۔گھر سے تو کچھ نہ لایا۔سو طالبِ حق کو چاہئے کہ اس سے دھوکہ نہ کھاوے کہ حروف و الفاظِ مفردہ یا چھوٹے چھوٹے فقرات جو خدا کی کلام میں موجود ہیں انسان کی کلام میں بھی

موجود ہیں۔ اور اس بات کو بخوبی یاد رکھے کہ یہ عناصر کلام کے ہیں جو خدا کی طرف سے ہیں۔ انسان بھی ان کو استعمال میں لاتا ہے اور خدا بھی۔ لیکن فرق یہ ہے کہ خدا کے کلام میں جو لفظاً و معناً خدا کی کلام ہے۔ وہ الفاظ اور فقرات ایسی ترتیبِ محکم اور پُر حکمت سے اور کمال موزونیت اور اعتدال سے اپنے اپنے محل پر موضوع ہوتے ہیں جیسے سارے کام خدا کے جو دُنیا میں پائے جاتے ہیں کمال موزونیت اور اعتدال اور رعایتِ حکمت سے ہیں۔ انسان کو اپنی انشاء میں وہ مرتبہ خدائی کا حاصل نہیں ہوسکتا جیسا دوسرے کاموں میں حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام کفّار قرآن شریف کے مقابلہ پر باوصف دعویٰ فصاحت اور بلاغت اور ملک الشعراء کہلانے کے زبان بند کئے بیٹھے رہے اور اب بھی خاموش اور لاجواب بیٹھے ہیں۔ اور یہی خاموشی ان کی عجز پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ عجز اَور کیا ہوتا ہے، یہی تو عجز ہے کہ مخاصم کی حجت کو سُن اور سمجھ کر توڑ کر نہ دکھلاویں۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۴۷۔۱۴۸ حاشیہ)

قرآن کریم نے اپنے کمالِ تام کے دعویٰ کو بپایۂ ثبُوت پہنچایا ہے

بے مثل ہونا کلامِ الٰہی کا صرف اسی جہت سے واجب نہیں کہ استحفاظ سِلسلۂ قانون قدرت کا اس پر موقوف ہے بلکہ اس جہت سے بھی واجب ہے کہ بغیر بے مثل کلام کے نجات کا امر ہی ادھورا رہتا ہے۔ کیونکہ جب خدا پر ہی یقین کامل نہ ہوا تو پھر نجات کیسی اور کہاں سے۔ جو لوگ خدا کی کلام کا بے مثل و مانند ہونا ضروری نہیں سمجھتے ان کی کیسی نادانی

ہے کہ حکیمِ مطلق پر بدگمانی کرتے ہیں کہ ہر چند اس نے کتابیں بھیجیں پر بات وہی بنی بنائی رہی جو پہلے تھی۔ اور وہ کام نہ کیا جس سے لوگوں کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ سوچتے نہیں کہ خدا کا قانونِ قدرت ایسا محیط ہے کہ اس نے کیڑے مکوڑوں کو بھی کہ جن سے کچھ ایسا بڑا فائدہ متصوّر نہیں بے نظیر بنانے سے دریغ نہیں کیا تو کیا اسکی حکمت پر یہ اعتراض نہ ہوگا کہ اس کو دریغ کرنے کا مقام کہاں آ کر سُوجھا جس سے تمام انسانوں کی کشتی ہی غرق ہوتی ہے اور جس سے یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ گویا خدا کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ کوئی انسان نجات کا مرتبہ حاصل کرے۔ مگر جس حالت میں خدائے تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان کرنا کفرِ عظیم ہے تو بالآخر یہ دوسری بات جو خدا کی شان کے لائق اور بندوں کی حاجت کے موافق ہے ماننی پڑی۔ یعنی یہ کہ خدا نے بندوں کی نجات اور تکمیلِ معرفت کے لئے ضرور ایسی کتاب بھیجی ہے جو عدیم النظیر ہونیکی وجہ سے معرفتِ کامل تک پہنچاتی ہے اور جو کام مجرّد عقل سے نہیں ہوسکتا اس کو پورا کر کے دکھاتی ہے۔ سو وہ کتاب قرآن شریف ہے جس نے اس کمالِ تام کا دعویٰ کیا ہے اور اس کو بپایۂ صداقت پہنچایا ہے۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۳۔۱۵۴ حاشیہ)

قرآن کریم کلام اللہ اور بے مثل ہے

گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف اور شُستہ ہو مگر اس کی نسبت یہ لکھنا جائز نہیں ہوسکتا کہ فی الواقعہ تالیف اس کی انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور مؤلّف نے ایک خدائی کا کام کیا ہے۔ بلکہ جس کو ذرا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قویٰ بشریّہ نے بنایا ہے اس

کا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہوسکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بشر کی کلام کہا تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کرلیا کہ بشری طاقتیں اس کلام کو بنا سکتی ہیں۔ اور جس صورت میں بشری طاقتیں اس کو بنا سکتی ہیں تو پھر وہ بے نظیر کاہے کی ہوئی۔ پس یہ خیال تو سراسر سودائیوں اور مخبط الحواسوں کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے مُنہ سے قویٰ بشریّہ کی بنائی ہوئی مان لیں اور پھر آپ ہی بڑ بُڑائیں کہ اب قویٰ بشریّہ اس چیز کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ اور اِس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہ ہوگا کہ قویٰ بشریّہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہیں اور نہیں۔ اور علاوہ اس کے آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بے مثل و مانند ہیں۔ اور اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعویٰ کرتا ہے تو ہزاروں اس سے بہتر تالیفیں کرنے والے اور اس کے مُنہ میں ذلّت کی خاک بھرنے والے پیدا ہوجاتے۔ یہ خدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ٹھہراوے اور سخت سخت لفظوں بے ایمان اور ملعنوں اور جہنّمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والوں کے لئے بحالتِ انکار سزاءِ موت مقرر کرنے سے خود بار بار اِس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے میں کوئی دقیقہ سعی اور کوشش اور اتفاق باہمی کا اُٹھا نہ رکھیں اور اپنی جان بچانے کیلئے جان لڑا کر مقابلہ کریں۔ ورنہ اگر یونہی بلا پیش کرنے نظیر کے انکار کرتے رہیں تو اپنے گھر کو غارت اور اپنی عورتوں کی کنیز کیں اور اپنے آپ کو مقتول سمجھیں۔ کیا ایسا دعویٰ اور پھر اس زور شور کا کبھی انسان نے بھی کیا۔ ہرگز نہیں۔ پس جس حالت میں کسی بشر نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے میں دم بھی نہ مارا اور نہ اپنے قویٰ کو قویٰ بشریّہ سے کچھ زیادہ خیال کیا بلکہ صدہا نامی گرامی شاعروں نے لڑ کر مرنا اختیار کیا مگر قرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سورۃ کے

بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ ان بے چاروں کی کلام خام کو بے نظیر ٹھہرانا اور صفتِ کاملہ خاصّہ الٰہیہ میں انہیں شریک کرنا پرلے درجہ کی نادانی و کوری ہے۔ کیونکہ جو شخص اس قدر دلائلِ واضحہ سے خدا اور انسان کے کاموں میں صریح فرق دیکھے اور پھر نہ دیکھے وہ اندھا اور نادان ہی ہوُا اَور کیا ہوُا۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۸)

۲۔ جو معارف وحقائق وکمالاتِ حکمت و بلاغت قرآن شریف میں اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہیں یہ عظیم الشان مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں۔

(توضیح مرام صفحہ ۳۱)

قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کے دعویٰ پر بعض نادان آریہ اور عیسائی کہہ دیتے ہیں کہ مقاماتِ حریری وغیرہ بھی فصیح و بلیغ ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ ان میں یہ دعویٰ کہاں کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں کہاں پر یہ بتصریح لکھا گیا ہے کہ قرآن کی تحدّی کے مقابلہ میں ہیں۔ اور علاوہ ازیں انکو قرآن کے مقابلہ میں پیش کرنا بالکل لغو ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں حقائق اور معارف کو بیان کیا گیا ہے اور ان کتابوں میں صرف لفظوں کا اتّباع کیا گیا ہے واقعات سے کوئی غرض ہی نہیں رکھی گئی۔

(الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۲ء)

۳۔ قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مسلّم ہے کہ انصاف پسند دشمنوں کو بھی ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کا دعویٰ کیا۔ لیکن آج تک کسی سے ممکن نہیں ہوُا کہ اس کی مثل لا سکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمعے کرتے اور ان میں اپنے قصائد سُناتے تھے وہ بھی

اس کے مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ کا تتبّع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پرواہ نہ کی جاوے بلکہ جیسا اعلیٰ درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح پر حقائق اور معارف کو ان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ رعایت انسان کا کام نہیں کہ وہ حقائق اور معارف کو بیان کرے اور فصاحت وبلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔

(الحکم ۱۰؍مئی ۱۹۰۳ء)

۴۔ تمام انسانی قوّتیں قرآن شریف کے مقابلہ ومعارضہ سے عاجز ہیں۔ بلکہ اگر قرآن شریف کی صدہا خوبیوں میں سے صرف ایک خوبی کو پیش کر کے اس کی نظیر مانگی جائے تو انسان ضعیف البنیان سے یہ بھی ناممکن ہے کہ اس ایک جُزو کی نظیر پیش کر سکے۔ مثلاً قرآن کریم کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی خوبی ہے کہ وہ تمام معارفِ دینیّہ پر مشتمل ہے اور کوئی دینی سچّائی جو حق اور حکمت سے تعلق رکھتی ہے ایسی نہیں جو قرآن شریف میں پائی نہ جاتی ہو۔ مگر ایسا شخص کون ہے کہ کوئی دوسری کتاب ایسی دکھلائے جس میں یہ صفت موجود ہو۔ اور اگر کسی کو اِس بات میں شک ہو کہ قرآن شریف جامع تمام حقائقِ دینیّہ ہے تو ایسا متشکک خواہ عیسائی ہو خواہ آریہ اور خواہ برہمو ہو خواہ دہریہ، اپنی طرز اور طور پر امتحان کر کے اپنی تسلّی کرا سکتا ہے اور ہم تسلّی کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔

(الحکم ۲۴؍اگست ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم کے بے مثل ہونے پر بعض دلائل

ا۔ قیاس

جو چیز محض قدرتِ کاملہ خدائے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو خواہ وہ چیز اس کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق ہو اور خواہ وہ اس کی پاک کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جو لفظاً اور معناً اسی کی طرف سے صادر ہو اس کا اس صفت سے متصف ہونا ضروری ہے کہ کوئی مخلوق اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو۔ اور یہ اصول عام جو ہر یک صادر من اللہ سے متعلق ہے دو طور سے ثابت ہوتا ہے۔ اوّل قیاس سے کیونکہ از روئے قیاس صحیح و مستحکم کے خدا کا اپنی ذات اور صفات اور افعال میں واحد لاشریک ہونا ضروری ہے اور اس کی کسی صنعت یا قول یا فعل میں شراکت مخلوق کی جائز نہیں۔ دلیل اِس امر پر یہ ہے کہ اگر اس کی کسی صنعت یا قول یا فعل میں شراکت مخلوق کی جائز ہو تو البتہ پھر سب صفات اور افعال میں جائز ہو اور اگر سب صفات اور افعال میں جائز ہو تو پھر کوئی دوسرا خدا بھی پیدا ہونا جائز ہو۔ کیونکہ جس چیز میں تمام صفات خدا کی پائی جائیں اسی کا نام خدا ہے۔ اور اگر کسی چیز میں بعض صفات باری تعالیٰ کی پائی جائیں تب بھی وہ بعض میں شریک باری تعالیٰ کے ہوئے اور شریک الباری بہ ہدایت عقل ممتنع ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۷)

۲۔استقراء

تمام جزئیاتِ عالم جوخدا کی قدرتِ کاملہ سے ظہور پذیر ہیں۔ جب ہم ہر ایک کو ان میں سے عمیق نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اعلیٰ سے ادنیٰ تک بحدیکہ حقیر سے حقیر چیزوں کو جیسے مکھی اور مچھر اور عنکبوت وغیرہ ہیں خیال میں لاتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز ہم کو معلوم نہیں ہوتی جس کے بنانے پر انسان بھی قدرت رکھتا ہو۔ بلکہ ان چیزوں کی بناوٹ اور ترکیب پر غور کرنے سے ایسے عجائب کام دستِ قدرت کے ان کے جسم میں مشہود اور موجود پاتے ہیں جو صانع عالم کے وجود پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

۳۔تجربہ صحیحہ

ا۔جیسے اَور چیزوں کے خواص متواتر تجربہ اور آزمائش سے معلوم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی بے نظیری کا خاصہ کہ جو قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت میں پایا جاتا ہے وہ بھی بذریعہ تجربہ اور آزمائش ہی معلوم ہوتا ہے۔ خدا نے خواص الاشیاء کی سچّائی معلوم کرنے کا یہی ایک طریق رکھا ہے کہ جس کسی شئے کے کسی خاصہ کے وجود میں شک ہو تو اس کو اِس قدر آزمایا جائے جس سے دلی اطمینان پیدا ہو جائے اور جو شخص بعد آزمائش ایک خاصہ کے کہ جو ایک شئے میں پایا جاتا ہے پھر بھی یہ وہم کرے کہ کیوں یہ خاصّہ اس شئے میں پایا جاتا ہے تو وہ شخص حقیقت میں پاگل اور سودائی ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۷)

۲۔قرآن شریف کا اپنی کلام میں بے مثل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل میں محصور نہیں۔ بلکہ زمانۂ دراز کا تجربہ صحیحہ بھی اس کا مؤیّد اور مصدّق ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف برابر تیرہ سَو برس سے اپنی تمام خوبیاں پیش کر کے هَلْ مِنْ مُّعَارِضٍ کا نقّارہ بجارہا ہے اور تمام دُنیا کو بآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص میں بے مثل و مانند ہے اور کسی جِنّ یا اِنس کو اس کے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہیں۔ مگر پھر بھی کسی متنفس نے اس کے مقابلہ پر دم نہیں مارا بلکہ اس کی کم سے کم کسی سُورت یا مثلاً سورت فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکا۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۳۳۸ حاشیہ)

کلامِ الٰہی کے بے مثل ہونیکی ضرورت

اس میں کچھ شک نہیں کہ بِلا دغدغہ انسان کا ایسا نیک خاتمہ ہو جانا جس پر بالیقین نجات کی اُمید ہو اس بات پر موقوف ہے کہ اس کو صانعِ حقیقی کے وجود اور اس کے قادرِ مطلق ہونے کی نسبت اور اس کے وعدہ جزا سزا کی بابت یقینِ کامل کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہ امر صرف ملاحظہ مخلوقات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اِس مرتبہ یقین تک پہنچانے کے لئے ایک ایسی الہامی کتاب کی ضرورت ہے جس کی مثل بنانا انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۴۸ حاشیہ)

قرآن کریم کا بے مثل ہونا ہستی باری تعالیٰ کی ایک کامل دلیل ہے

اگر یہ جائز ہوتا کہ جو چیزیں خدا کے دستِ قدرت سے ظہور پزیر ہیں ان کے بنانے پر کوئی دوسرا شخص بھی قادر ہوسکتا تو کسی مصنوع کو اس خالقِ حقیقی کے وجود پر دلالتِ کامل نہ رہتی۔ اور امرِ معرفت صانع عالم کا بالکل مشتبہ ہو جاتا۔ کیونکہ جب بعض ان اشیاء کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوئی ہیں بجُز خدا کے کوئی اَور بنا سکتا ہے تو پھر اس بات پر کیا دلیل ہے جو کُل اشیاء کو کوئی اَور نہیں بنا سکتا۔ (براہین احمدیہ حصّہ سوم ۱۵۳ تا ۱۵۵)

قرآن کریم ہرگز کسی انسانی کلام کے مشابہ نہیں ہوسکتا

جب چند متکلمین انشا پرداز اپنی اپنی علمی طاقت کے زور سے ایک ایسا مضمون لکھنا چاہیں کہ وہ فضول اور کذب اور حشو اور لغو اور ہزل اور ہر یک مہمل بیانی اور ژولیدہ زبانی اور دوسرے تمام امورِ مخلِ حکمت و بلاغت اور آفاتِ منافیٔ کمالیّتِ و جامعیّت سے بکلّی منزّہ اور پاک ہو۔ اور سراسر حق اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت اور حقائق اور معارف سے بھرا ہوا ہو تو ایسے مضمون کے لکھنے میں وہی شخص سب سے اوّل درجہ پر رہے گا کہ جو علمی طاقتوں اور وسعتِ معلومات اور عام واقفیت اور ملکہ علومِ دقیقہ میں سب سے اعلیٰ اور مشق اور ورزشِ املا و انشا میں سب سے زیادہ تر فرسُودۂ روزگار ہو۔ اور ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ جو شخص اس سے استعداد میں علم

میں لیاقت میں ملکہ میں ذہن میں عقل میں کہیں فروتر اور متنزل ہے وہ اپنی تحریر میں من حیث الکمالات اس سے برابر ہو جائے۔ مثلاً ایک طبیب حاذق جو علمِ ابدان میں مہارت تامہ رکھتا ہو، جس کو زمانۂ دراز کی مشق کے باعث سے تشخیصِ امراض اور تحقیقِ عوارض کی پُوری پُوری واقفیت حاصل ہے۔ اور علاوہ اس کے فنِ سخن میں بھی یکتا ہے۔ اور نظم اور نثر میں سرآمدِ روزگار ہے۔ جیسے وہ ایک مرض کے عدوث کی کیفیت اور اس کی علامات اور اسباب فصیح اور وسیع تقریر میں بکمال صحّت وحقّانیت اور بہ نہایت متانت و بلاغت بیان کرسکتا ہے اس کے مقابلہ پر کوئی دوسرا شخص جس کو فنِ طبابت سے ایک ذرّہ مس نہیں اور فنِ سخن کی نزاکتوں سے بھی ناآشنا محض ہے ممکن نہیں کہ مثل اسکے بیان کر سکے۔ یہ بات بہت ہی ظاہر اور عام فہم ہے کہ جاہل اور عاقل کی تقریر میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے اور جس قدر انسان کمالاتِ علمیہ رکھتا ہے وہ کمالات ضرور اس کی علمی تقریر میں اس طرح پر نظر آتے ہیں جیسے ایک آئینۂ صاف میں چہرہ نظر آتا ہے۔ اور حق اور حکمت بیان کرنے کے وقت وہ الفاظ کہ جو اس کے مُنہ سے نکلتے ہیں اس کی لیاقتِ علمی کا اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک پیمانہ تصوّر کئے جاتے ہیں اور جو بات وسعتِ علم اور کمالِ عقل کے چشمہ سے نکلتی ہے اور جو بات تنگ اور منقبض اور تاریک اور محدود خیال سے پیدا ہوتی ہے اِن دونوں طور کی باتوں میں اس قدر فرق واضح ہوتا ہے کہ جیسے قوّتِ شامہ کے آگے بشرطیکہ کسی فطرتی یا عارضی آفت سے ماؤف نہ ہو۔ خوشبو اور بدبو میں فرق واضح ہے جہاں تک تم چاہو فکر کرلو اور جس حد تک چاہو سوچ لو کوئی خامی اِس صداقت میں نہیں پاؤ گے اور کسی طرف سے کوئی رخنہ نہیں دیکھو گے۔ پس جبکہ من کُلّ الوجوہ ثابت ہے کہ جو فرق علمی اور عقلی طاقتوں میں مخفی ہوتا ہے وہ ضرور کلام میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور ہرگز ممکن ہی نہیں کہ جو لوگ من حیث العقل والعلم افضل اور اعلیٰ ہیں اور فصاحتِ بیانی اور رفعت معانی میں یکساں ہو

جائیں اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے تو اس صداقت کا ثابت ہونا اس دوسری صداقت کے ثبوت کو مستلزم ہے کہ جو کلام خدا کا کلام ہو اس کا انسانی کلام سے اپنے ظاہری اور باطنی کمالات میں برتر اور اعلیٰ اور عدیم المثال ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ خدا کے علم تام سے کسی کا علم برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرما کر کہا ہے وَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ ۔الجزو۱۲۔ یعنی اگر کفار اس قرآن کی نظیر پیش نہ کر سکیں اور مقابلہ کرنے سے عاجز رہیں تو تم جان لو کہ یہ کلام علمِ انسان سے نہیں بلکہ خدا کے علم سے نازل ہوا ہے جس کے علمِ وسیع اور تام کے مقابلہ پر علومِ انسانیہ بے حقیقت اور ہیچ ہیں۔ اِس آیت میں بُرہان اِنّی کی طرز پر اثر کے وجود کو مؤثّر کے وجود کی دلیل ٹھہرائی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ علمِ الٰہی بوجہ اپنی کمالیّت اور جامعیّت کے ہرگز انسان کے ناقص علم سے متشابہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ضرور ہے کہ جو کلام اس کامل اور بے مثل علم سے نکلا ہے وہ بھی کامل اور بے مثل ہی ہو اور انسانی کلاموں سے بکلّی امتیاز رکھتا ہو۔ سو یہی کمالیّت قرآن شریف میں ثابت ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۹۸ تا ۲۱۶)

قرآن کریم کا بے مثل ہونا ہر ایک پر حجت ہے

یہ سچ ہے کہ فرقان مجید کی بے نظیری کی بعض وجوہ ایسی ہیں کہ اُن کے جاننے کے لئے کسی قدر علم عربی درکار ہے۔ مگر یہ بڑی غلطی اور جہالت ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہیں یا تمام عجائبات قرآنیہ اور جمیع خواص

عظمیٰ فرقانیہ صرف عربوں پر ہی کھُل سکتے ہیں اور دوسروں کے لئے تمام راہیں اُن کے دریافت کرنے کی مسدود ہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بات ہر یک اہلِ علم پر واضح ہے کہ اکثر وجوہِ بے نظیری فرقان کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہیں کہ جن کے جاننے اور معلوم کرنے کے لئے کچھ بھی لیاقتِ عربی درکار نہیں بلکہ اس درجہ پر بدیہی اور واضح ہیں کہ ادنیٰ عقل جو انسانیت کیلئے ضروری ہے ان کے سمجھنے کے لئے کفایت کرتی ہے۔ مثلاً ایک یہ وجۂ بے نظیری کہ وہ باوجود اس قدر ایجازِ کلام کے کہ اگر اس کو متوسط قلم سے لکھیں تو چار پانچ جُز میں آ سکتا ہے۔ پھر تمام دینی صداقتوں پر کہ جو بطور متفرق پہلی کتابوں میں اور انبیاء سلف کے صحیفوں میں پراگندہ اور منتشر تھیں مشتمل ہے۔ اور نیز اس میں یہ کمال ہے کہ جس قدر انسان محنت اور کوشش اور جانفشانی کر کے علمِ دین کے متعلق اپنے فکر اور ادراک سے کچھ صداقتیں نکالے یا کوئی ایک دقیقہ پیدا کرلے یا اس علم کے متعلق کسی قسم کے اَور حقائق اور معارف یا کسی نوع کے دلائل اور براہین اپنی قوّتِ عقلیہ سے پیدا کر کے دکھلاوے یا ایسا ہی کوئی نہایت دقیق صداقت جس کو حکمائے سابقین نے مدّت دراز کی محنت اور جانفشانی سے نکالا ہو معرضِ مقابلہ میں لاوے یا جس قدر مفاسدِ باطنی اور امراضِ روحانی ہیں جن میں اکثر افراد مبتلا ہوتے ہیں ان میں سے کسی کا ذکر یا علاج قرآن شریف سے دریافت کرنا چاہے تو وہ جس طور سے اور جس باب میں آزمائش کرنا چاہتا ہے آزما کر دیکھ لے کہ ہر یک دینی صداقت اور حکمت کے بیان میں قرآن شریف ایک دائرہ کی طرح محیط ہے جس سے کوئی صداقتِ دینی باہر نہیں۔ بلکہ جن صداقتوں کو حکیموں نے بباعثِ نقصانِ علم و عقل غلط طور پر بیان کیا ہے قرآن شریف ان کی تکمیل و اصلاح فرماتا ہے۔ اور جن دقائق کا بیان کرنا کسی حکیم و فلاسفر کو میسّر نہیں آیا اور کوئی ذہن اُن کی طرف سبقت نہیں لے گیا انکو قرآن

شریف بکمال صحت و راستی بیان اور ظاہر فرمایا ہے۔ اور ان دقائقِ علمِ الٰہی کو کہ جو صد ہا دفتروں اور طول طویل کتابوں میں لکھے گئے تھے اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے باستیفا تمام لکھتا ہے اور آئندہ کسی عاقل کے لئے کسی نئے دقیقہ کے پیدا کرنے کی جگہ نہیں چھوڑتا حالانکہ وہ اسقدر قلیل الحجم کتاب ہے کہ جو بہ تحریر میانہ چالیس ورق سے زیادہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی وجہ بے نظیری ہے جس کی صداقت میں ایک ادنیٰ عقل کے آدمی کو بھی شک نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہریک عقلِ سلیم پر روشن ہے کہ ہریک نوع کی دینی سچّائیاں اور الٰہیات کے تمام حقائق اور معارف اور اصولِ حقّہ کے جمیع دلائل اور وسائل اور تمام اوّلین آخرین کا مغز ایک قلیل المقدار کتاب میں اس احاطہ مقام سے درج کرنا جس کے مقابلہ پر کسی ایسی صداقت کا نشان نہ مل سکے کہ جو اس سے باہر رہ گئی ہو۔ یہ انسان کا کام نہیں اور کسی مخلوق کی حدِّ قدرت میں داخل نہیں۔ اور اس کے آزمانے کے لئے بھی ہر یک خواندہ اور ناخواندہ پر صاف اور سیدھا راستہ کھُلا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۲۹ تا ۲۴۶)

قرآن کریم کی بے نظیری کی ایک وجہ

قرآن شریف باوجود اس ایجاز اور اس احاطۂ حق اور حکمت کے جس کا پہلی وجہ میں ذکر ہو چکا ہے عبارت میں اس قدر فصاحت اور موزونیت اور لطافت اور نرمی اور آب و تاب رکھتا ہے کہ اگر کسی سرگرم نکتہ چین اور سخت مخالف اسلام کو جو عربی کی املا انشاء

میں کامل دستگاہ رکھتا ہو حاکمِ باختیار کی طرف سے یہ پُر تہدید حکم سُنایا جائے گا کہ اگر تم مثلاً بیس برس کے عرصہ میں کہ گو ایک عمر کی معیاد ہے اس طور پر قرآن کی نظیر پیش کر کے نہ دکھلاؤ کہ قرآن کے کسی مقام میں سے صرف دو چار سطر کا کوئی مضمون لے کر اس کے برابر یا اس سے بہتر کوئی نئی عبارت بنالاؤ جس میں وہ سب مضمون معہ اپنے تمام دقائق حقائق کے آجائے۔ اور عبارت بھی ایسی بلیغ اور فصیح ہو جیسی قرآن کی تو تم کو اس عجز کی وجہ سے سزائے موت دی جاوے گی۔ تو پھر بھی سخت عناد اور اندیشۂ رسوائی اور خوف موت کے اس کی نظیر بنانے پر ہرگز قادر نہیں ہوسکتا اگرچہ دُنیا کے صد ہا زبان دانوں اور انشاپردازوں کو اپنا مددگار بنالے۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۶)

دو معجزے!

بجُز قرآن شریف کے اَور کوئی ذریعہ آسمانی نوروں کی تحصیل کا موجود نہیں۔ اور خدا نے اِس غرض سے کہ حق اور باطل میں ہمیشہ کے لئے مابہ الامتیاز رہے اور کسی زمانہ میں جھوٹ سچ کا مقابلہ نہ کر سکے اُمّتِ محمدؐیہ کو انتہا زمانہ تک یہ دو معجزے یعنی اعجازِ کلام قرآن اور اعجازِ اثر کلام قرآن عطا فرمائے ہیں جن کے مقابلہ میں مذاہبِ باطلہ ابتداء سے عاجز چلے آتے ہیں۔ اور اگر صرف اعجازِ کلام قرآن کا معجزہ ہوتا اور اعجازِ اثر قرآن کا معجزہ نہ ہوتا تو اُمّتِ محمدؐیہ کو آثار اور انوارِ ایمان میں کیا زیادتی ہوتی۔ کیونکہ مجرّد زہد اور عفّت اعجاز کی حد تک نہیں پہنچ سکتا۔

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۶۳ حاشیہ در حاشیہ ا)

قرآن کریم کی پَیروی سے اِسی جَہان میں آثارِ نجات کا ظہور

قرآن شریف جو آنحضرتؐ کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اِس جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونوں طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوسِ ناقصہ کو بمرتبۂ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری طریق سے اس طرح پر کہ بیان اس کا ایسا جامع دقائق وحقائق ہے کہ جس قدر دُنیا میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں۔ جن میں مبتلاء ہو کر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہیں اور صدہا طرح کے خیالاتِ باطلہ گمراہ لوگوں کے دلوں میں جم رہے ہیں سب کا ردّ معقول طور پر اس میں موجود ہے۔ اور جو جو تعلیم حقّہ اور کاملہ کی روشنی ظلمتِ موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اس میں چمک رہی ہے۔ اور تمام امراضِ نفسانی کا علاج اس میں مندرج ہے اور تمام معارفِ حقّہ کا بیان اس میں بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی دقیقہ علمِ الٰہی نہیں جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اِس طور پر کہ اس کی کامل متابعت دل کو ایسا صاف کر دیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیوں سے بالکل پاک ہو کر حضرتِ اعلیٰ سے اتّصال پکڑ لیتا ہے اور انوارِ قبولیّت اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور عنایاتِ الٰہیّہ اس قدر اس پر احاطہ کر لیتی ہیں کہ جب وہ مشکلات کے وقت دُعا کرتا ہے تو کمال رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اس کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا

اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غموں کے وقت میں سوال کرے تو ہزار مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور متبرک کلام میں محبّت آمیز جواب پاتا ہے اور الہامِ الٰہی بارش کی طرح اس پر برستا ہے اور وہ اپنے دل میں محبّتِ الٰہیّہ کو ایسا بھرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوتا ہے۔ اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذّت اس کو عطاء کی جاتی ہے کہ جو اس کے سخت نفسانی زنجیروں کو توڑ کر اور اس دخانستان سے باہر نکال کر محبوبِ حقیقی کی ٹھنڈی اور دلآرام ہوا سے اس کو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۲۹۷ تا ۳۰۰ حاشیہ در حاشیہ ۲)

قرآن کریم ہی مراتبِ علمیّہ کے کمال تک پہنچاتا ہے

قرآن شریف جیسے مراتبِ علمیّہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتب علمیّہ کے کمالات بھی اس کے ذریعہ ملتے ہیں۔ اور آثار وانوار قبولیّتِ حضرتِ احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی۔ دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس طالب حق کے لئے یہی دلیل جس کو وہ بچشمِ خود معائنہ کرسکتا ہے کافی ہے۔ یعنی یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربّانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ حاشیہ ۱۱)

قرآن کریم کے بے مثل ہونے کا دعویٰ بے موقعہ نہیں

قرآن شریف نے جو اپنے کمالات میں بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ کوئی بے موقعہ دعویٰ نہیں۔ یہ وہی قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے جس پر چلنا انسان کی دانشمندی ہے۔ جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے۔ ذرا اپنے ہی دل میں سوچکر آپ انصافاً فرمایئے کہ خدا کے کلام کا بے نظیر ہونا قانونِ قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک لازم نہیں اور خدا کے کاموں میں شرکتِ غیر بھی جائز ہے تو پھر صاف یہی کیوں نہیں کہتے کہ ہم کو خدا کے واحد لاشریک ہونے میں ہی کلام ہے۔ کیا آپ اِس مذہبی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی تک ہے جب تک اس کی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزّہ ہیں۔ اگر خدا کے کلام کی یہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہوگئی۔ گویا اس کی خدائی کا سارا بھید ہی کھُل گیا۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۳۰ حاشیہ ۱۱)

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت

۱۔ قرآن شریف کی فصاحت بلاغت جن لوازم اور خصائص سے مخصوص ہے وہ ایک ایسا امر ہے جس کو دانشمند انسان سوچتے ہی بہ یقینِ دل سمجھ سکتا ہے کہ وہ پاک کلام انسانی

طاقتوں کے احاطہ سے خارج ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۷۶ حاشیہ درحاشیہ ۳)

۲۔قرآن شریف جو افصح الکلم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہؤا۔

(ایّام الصلح صفحہ ۱۷۲)

۳۔قرآن کریم نے ہر ایک لفظ کو اس کے محل پر رکھ کر دکھلا دیا۔اور بلاغت اور فصاحت کو ایسے طور سے کھول دیا کہ وہ بلاغت اور فصاحت دین کی دو آنکھیں بن گئیں۔

(منن الرحمٰن صفحہ ۱۴ حاشیہ)

قرآن کریم نے کمال ایجاز سے تمام دینی صَداقتوں پر احاطہ کیا ہے

قرآن شریف نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو حریری اور فیضی وغیرہ انشا پردازوں کی طرح فضول بیان کے پیرایہ میں ادا نہیں کیا۔اور نہ کسی قسم کے لغو اور ہزل یا کذب کو اِس پاک کلام میں دخل ہے بلکہ فرقانِ مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورتِ حقّہ کے التزام سے ادا کیا ہے اور کمالِ ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پر احاطہ کر کے دکھایا ہے۔ چنانچہ اس میں ہر یک مخالف اور منکر کے ساکت کرنے کے لئے براہین ساطعہ بھری پڑی ہیں۔اور مومنین کی تکمیلِ یقین کے لئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق وشفاف اس میں بہتا ہؤا نظر آرہا ہے۔جن امور میں فساد دیکھا ہے انہیں کی اصلاح کے لئے زور مارا ہے۔جس شدّت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اسی شدّت

سے اس کی مدافعت بھی کی ہے۔ جن انواع اقسام کی بیماریاں پھیلی ہوئی دیکھی ان سب کا علاج لکھا ہے۔ مذاہبِ باطلہ کے ہر یک وہم کو مٹایا ہے۔ ہر یک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کوئی صداقت نہیں جس کو بیان نہیں کیا۔ کوئی فرقہ ضالّہ نہیں جس کا ردّ نہیں لکھا۔ اور پھر کمال یہ کہ کوئی کلمہ نہیں کہ بلا ضرورت لکھا ہو۔ اور کوئی بات نہیں کہ بے موقع بیان کی ہو۔ اور کوئی لفظ نہیں کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو۔ اور پھر باوصف التزام ان سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبہٗ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصوّر نہیں۔ اور بلاغت کو اس کمال تک پہنچایا کہ کمالِ حسنِ ترتیب اور موجز اور مدلّل بیان سے علمِ اوّلین اور آخرین تک چھوٹی سی کتاب میں بھر دیا۔ تا کہ انسان جس کی عمر تھوڑی اور کام بہت ہیں بے شمار دردسر سے چھوٹ جائے۔ اور تا اسلام کو اس بلاغت سے اشاعتِ مسائل میں مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکھنا آسان ہو۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۷۷ تا ۳۸۱ حاشیہ در حاشیہ ۳)

قرآن کریم کے ایجازِ کلام کا کمال

۱۔ جب منصف آدمی قرآن شریف کو دیکھے تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف میں ایجاز کلام اور اقل و ادل بیان میں جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال کر دکھلایا ہے کہ وہ باوجود احاطہ جمیع ضروریاتِ دین اور استیفاء تمام دلائل و براہین کے اِس قدر حجم میں قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ میں ابتداء سے انتہاء تک بفراغِ خاطر اس کو پڑھ سکتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ بلاغتِ قرآنی کس قدر بھارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحرِ ذخّار کو تین چار جز میں لپیٹ کر دکھلا دیا ہے۔ اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات میں بھر دیا ہے۔ کیا کبھی کِسی نے دیکھا یا سُنا کہ اس قدر قلیل الحجم کتاب

تمام زمانہ کی صداقتوں پر مشتمل ہو۔ کیا عقل کسی عاقل انسان کے لئے یہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تھوڑے سے لفظوں میں ایک دریا حکمت کا بھر دے جس سے عِلم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۴۰ حاشیہ درحاشیہ ۳)

۲۔ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت بھی اگر قرآن کریم کی لیکر دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس میں فصاحت بلاغت کے مراتب کے علاوہ تعلیم کی ذاتی خوبیوں اور کمالات کو اس میں بھر دیا ہے۔سورہ اخلاص کو ہی دیکھو کہ توحید کے کُل مراتب کو بیان فرمایا ہے اور ہر قسم کے شرکوں کا ردّ کیا ہے۔اسی طرح سورہ فاتحہ کو دیکھو کہ کس قدر اعجاز ہے۔چھوٹی سی سورت جس کی سات آیتیں ہیں لیکن دراصل سارے قرآن شریف کا مغز اور خلاصہ اور فہرست ہے ۔ اور پھر اس میں جہاں خدا تعالےٰ کی ہستی اس کے صفات ، دُعا کی ضرورت، اس کی قبولیت کے اسباب اور ذرائع مفید اور سُودمند دُعاؤں کا طریق، نقصان رساں راہوں سے بچنے کی ہدایت سکھائی ہے وہاں دُنیا کے کُل مذاہبِ باطلہ کا ردّ اس میں موجود ہے۔

(الحکم ۱۰؍مئی ۱۹۰۳ء)

قرآنی فصاحت فضول طریقوں سے بکلّی پاک ہے

چونکہ قرآنی فصاحت بلاغت فضول طریقوں سے بکلّی پاک اور منزّہ ہے پس اِس صورت میں حکیمِ مطلق کی شانِ مقدس سے بالکل دُور تھا کہ وہ فضول گوشاعروں کی طرح بے نقط یا با نقط عبارت میں اپنا کلام نازل کرتا۔ کیونکہ یہ سب لغو حرکتیں ہیں جن میں کچھ بھی

فائدہ نہیں۔اور حکیمِ مطلق کی شان اس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی لغو حرکت اختیار کرے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۸۵ حاشیہ در حاشیہ)

قرآنی فصاحت دُنیا کیلئے ایک بے بہا جوہر ہے

خدا کے کلام کو اس طرح پر بے نقط سمجھنا چاہئیے کہ وہ لغو اور جُھوٹ اور بیہودہ گوئی کے نقطوں سے منزّہ اور معرّا ہے اور اس کی فصاحت وہ بے بہا جوہر ہے جس سے دُنیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ رُوحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ حقائق اور دقائق کا جاننا حق کے طالبوں پر آسان ہوتا ہے کیونکہ خدا کا فصیح کلام معارفِ حقّہ کو کمال ایجاز سے، کمال ترتیب سے، کمال صفائی اور خوش بیانی سے لکھتا ہے اور وہ طریق اختیار کرتا ہے جس سے دلوں پر اعلیٰ درجہ کا اثر پڑے۔ اور تھوڑی عبارت میں وہ علومِ الٰہیّہ سما جائیں جن پر دُنیا کی ابتداء سے کسی کتاب یا دفتر نے احاطہ نہیں کیا۔ یہی حقیقی فصاحت بلاغت ہے جو تکمیلِ نفسِ انسانی کے لئے ممد و معاون ہے۔ جس کے ذریعہ سے حق کے طالب کمالِ مطلوب تک پہنچتے ہیں۔ اور یہی وہ صنعتِ ربّانی ہے جس کا انجام پزیر ہونا بجز الٰہی طاقت اور اس کے علمِ وسیع کے ممکن نہیں۔ خدائے تعالیٰ اپنے کلام کے ایک ایک فقرہ کی سچّائی کا ذمّہ دار ہے۔ اور جو کچھ اس کی تقریر میں واقعہ ہے خواہ وہ اخبار اور آثارِ گزشتہ ہیں خواہ وہ آئندہ کی خبریں اور پیشگوئیاں ہیں اور خواہ وہ علمی اور دینی صداقتیں ہیں وہ تمام کذب اور ہزل اور بیہودہ گوئی کے داغ سے منزّہ ہیں۔ اور اگر ایک ذرّہ بھی خلاف گوئی یا فضول اور لاف و گزاف ان میں پایا جاوے تو پھر وہ خدا کا کلام ہی نہیں رہتا۔ اسی لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بہ پایۂ ثبوت پہنچاتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۸۷ تا ۳۹۰ حاشیہ در حاشیہ ۳)

دُنیا کے کسی متکلّم نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا

اگر کسی متکلم نے ایسا دعویٰ ہی نہیں کیا کہ میرا کلام بے مثل و مانند ہے جس کے مقابلہ اور معارضہ سے فی الحقیقت تمام جِنّ و اِنس عاجز وساکت ہیں تو ایسے متکلم کے کلام کو خواہ نخواہ بے مثل و مانند سمجھ لینا حقیقت میں اسی مثل مشہور کا مصداق ہے کہ مدعی سُست و گواہ چُست۔ ماسوا اس کے کسی کلام کو قرآن شریف کی نظیر اور شبیہ ٹھہرانے میں اِس بات کا ثبوت بھی پیدا کر لینا چاہیئے کہ جن کمالات ظاہری و باطنی پر قرآن شریف مشتمل ہے انہیں کمالات پر وہ کلام بھی اشتمال رکھتا ہے جس کو بطور نظیر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر نظیر پیش کردہ کو کمالاتِ قرآنیہ سے کچھ بھی حصّہ حاصل نہیں تو پھر ایسی نظیر پیش کرنا بجُز اپنی جہالت اور حماقت دکھلانے کے کس غرض پر مبنی ہوگا۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۹۷ حاشیہ در حاشیہ ۲)

قرآنی بلاغت پاک اور مقدس ہے

ا۔ سمجھنا چاہیئے کہ قرآن شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدس بلاغت ہے۔ جس کا مقصدِ اعلیٰ یہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام میں بیان کر کے تمام حقائق اور دقائق علمِ دین ایک موجز اور مدلل عبارت میں بھر دیئے جائیں۔ اور جہاں تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہاں تفصیل ہو۔ اور جہاں اجمال کافی ہو وہاں اجمال ہو۔ اور کوئی صداقتِ دینی ایسی نہ

ہو جس کا مفصّلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے۔ اور باوصف اس کے ضرورتِ حقّہ کے تقاضا سے ذکر ہونہ غیر ضروری طور پر۔ اور پھر کلام بھی ایسی فصیح اور سلیس اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لئے ممکن نہ ہو۔ اور پھر وہ کلام رُوحانی برکات بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو۔ یہی قرآن شریف کا دعویٰ ہے جس کو اس نے آپ ثابت کر دیا ہے اور جا بجا فرما دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لئے ممکن نہیں کہ اس کی نظیر بنا سکے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۳۹۹ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۲۔ جس بلاغت حقیقی کو قرآن سریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے۔ جس سے لغو اور جھوٹ اور بیہودہ باتوں کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اقل اور ادل عبارت میں بالتزامِ فصاحت و بلاغت بیان کیا ہے۔ اور جمیع دقائق الٰہیات پر احاطہ کر کے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قوّتیں عاجز ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات

ا۔ فرقان مجید باوجود ان تمام کمالاتِ بلاغت وفصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منوّر الباطن اور منشرح الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابلِ خطاب حضرتِ عزّت بنا دیتا ہے۔ اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوضِ غیبی اور تائیداتِ لاریبی اس کے شاملِ حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں۔ اور حضرتِ احدیت کی طرف سے وہ لذیز اور دل آرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھُلتا

جاتا ہے کہ وہ فرقانِ مجید کی سچّی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی پیروی سے ان مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہیں۔ اور ان ربّانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہو گیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی ان تمام محبّتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ میں بیان کر سکتا ہے اور انوارِ الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور وہ انوار کبھی اخبارِ غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاقِ فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتو ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں۔ اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزار ہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعتِ کلامِ الٰہی اور اتّباعِ رسولِ مقبولؐ سے مدارجِ عالیہ مذکورہ تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اس قدر ان پر پے در پے اور علی الاتصال تلطّفات و تفضّلات وارد کرتا ہے۔ اور اپنی حمائتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ احدیّت سے ہیں۔ جن پر لطفِ ربّانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضلِ یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعاماتِ خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کراماتِ عجیب اور غریب سے ممتاز ہیں۔ اور محبوبیت کے عطر سے معطّر ہیں اور مقبولیت کے فخروں سے مفتخر ہیں۔ اور قادر مطلق کا نور اُن کی صحبت میں، ان کی

توجہ میں، ان کی ہمّت میں، ان کی دُعا میں، ان کی نظر میں، ان کے اخلاق میں، ان کی طرزِ معیشت میں، ان کی خوشنودی میں، ان کے غضب میں، ان کی رغبت میں، ان کی نفرت میں، ان کی حرکت میں، ان کے سکون میں، ان کے نطق میں، ان کی خاموشی میں، ان کے ظاہر میں، ان کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفّا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان کے فیضِ صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضیاتِ شاقّہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور شوریدگی اور امارگی نفس کی رُوبکمی ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بقدرِ استعداد اور مناسبت ذوقِ ایمانی جوش مارتا ہے۔ اور اُنس اور شوق ظاہر ہو جاتا ہے اور التذ اذ بذکر اللہ بڑھتا ہے۔ اور ان کی صحبتِ طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوّتوں میں اور اخلاقی حالتوں میں اور انقطاع عن الدنیا میں اور توجہ الی اللہ میں اور محبّتِ الٰہیہ میں اور شفقت علی العباد میں اور وفا اور رضا اور استقامت میں اس عالی مرتبہ پر ہیں جسکی نظیر دُنیا میں نہیں دیکھی گئی۔ اور عقلِ سلیم فی الفور معلوم کر لیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر ان کے پاؤں سے اُتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں اور وہ تنگی اور انقباض ان کے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہیں۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرتِ احدیّت سے بکثرت مشرف ہوتے ہیں اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہیں۔ اور حق جلّ وعلیٰ اور اس کے مستعد بندوں میں ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہیں۔ ان کی

نورانیت دوسرے دلوں کو منوّر کر دیتی ہے۔ اور جیسے موسمِ بہار کے آنے سے نباتی قوتیں جوش زن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان کے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ میں جوش مارتے ہیں اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادوں کو بکوششِ تمام منصّۂ ظہور میں لاوے اور خوابِ غفلت کے پردوں سے خلاصی پاوے۔ اور معصیت اور فسق و فجور کے داغوں سے اور جہالت اور بے خبری کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرے۔ سواُن کے مبارک عہد میں کچھ ایسی خاصیّت ہوتی ہے اور کچھ اِس قسم کا انتشارِ نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہر یک مومن اور طالبِ حق طاقتِ ایمانی اپنے نفس میں بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوّت میں دیکھتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ۴۴۲ تا ۴۴۴ حاشیہ در حاشیہ۳)

۲۔ اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جنکی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچّی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اور قرآن شریف جو سچّی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقّانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں۔ اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے۔ اور انسانی جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حقّ الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۶۷ حاشیہ در حاشیہ۳)

۳۔ لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتّباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور

الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں۔اور معارف اور نکات اُن کے مُنہ سے نکلتے ہیں۔ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے ....اور ایک لذیذ محبّتِ الٰہی جو لذّتِ وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔اگر ان کے وجود کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجُز حُبِّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔دُنیا اُن سے ناواقف اور وہ دُنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں اُنہیں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔اُنہیں پر کھُلا ہے کہ ایک ہے۔جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سُنتا ہے۔جب وہ پُکارتے ہیں تو وہ اُن کو جواب دیتا ہے۔جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دَوڑتا ہے۔وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔اور اُن کے درو دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی وجسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔اور وہ ہر یک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۳۔۲۴)

۴۔قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں۔کیونکہ کوئی دُنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیلی و اصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۔۲۶ حاشیہ)

۵۔کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو قرآن شریف پڑھے اور اس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہو۔

(آریہ دھرم صفحہ ۴۰)

۶۔قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی

کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور انکی دُعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنی کلام لذیذ اور پُر رعب کے ذریعہ سے انکو اطلاع دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے۔ اور تائید کے طور پر اپنے غیب خاص پر ان کو مطلع فرماتا ہے۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۹ حاشیہ)

۷۔ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچّے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منوّر کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علومِ غیب عطا فرماتا ہے۔ اور دُعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔ اور ہر ایک جو اُس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچّا پیَرو ہے۔ خدا اپنے ہیبتناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیَروی کرتا ہے۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۹۴۔۲۹۵)

۸۔ قرآن شریف کی تاثیرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی کی برکات کے لئے یہ اعتقاد کرنا کہ وہ ایک وقت خاص اور ایک شخص خاص ہی کے لئے تھے آئندہ کے لئے اُن کا سِلسلہ بند ہو گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ اور نہ صرف قرآن شریف اور آنحضرت کی بے ادبی بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر اعتراض کرنا ہے۔

(الحکم ۳۱ر مئی ۱۹۰۳ء)

۹۔ جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پُورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے۔

(الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۴ء)

۱۰۔مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کے غیروں میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی معرفت بڑھتی ہے۔ اس کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ خواص اور قویٰ دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرارِ قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ وہ ان باتوں کو سُنتا ہے کہ اَوروں کو ان کی خبر نہیں۔

(الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۵ء)

۱۱۔اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول۔ پھر اس کے برکات، انوار اور تاثیرات مُردہ کیونکر ہو سکتی ہیں۔

(الحکم ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

۱۲۔ یہ تاثیر قرآن شریف ہی میں ہے کہ وہ انسان کے دل پر بشرطیکہ اس سے صوری اور معنوی اعراض نہ کیا جائے ایک خاص اثر ڈالتا ہے اور اس کے نمونے ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی موجود ہیں۔

(الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۵ء)

۱۳۔ یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس

وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا اِنَّـا نَـحْنُ نَـزَّلْـنَا الذِّكْرَ وَاِنَّالَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔یعنی بے شک ہم نے ہی اِس ذِکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں۔اس لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت مِلتا رہتا ہے۔اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اس لئے اُن میں کوئی اثر اور قوّت باقی نہیں رہی جو اُن کی موت پر دلالت کرتی ہے۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

انعاماتِ عظیمہ جو متبعینِ قرآن کریم کو ملتے ہیں

جب انسان فرقانِ مجید کی سچّی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے امر و نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے۔اور کامل محبّت اور اخلاص سے اسکی ہدایتوں میں غور کرتا ہے اور کوئی اعتراضِ صوری یا معنوی باقی نہیں رہتا تب اس کی نظر اور فکر کو حضرتِ فیاضِ مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اس کو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلامِ الٰہی میں پوشیدہ ہیں اس پر کھُلتے ہیں اور ابرِ نیساں کے رنگ میں معارفِ دقیقہ اس کے دل پر برستے ہیں۔وہی معارفِ دقیقہ ہیں جن کو فرقانِ مجید میں حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔جیسا کہ فرماتا ہے یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتَی الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔یعنی خدا جس کو چاہتا ہے

حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی گئی ہے۔ یعنی حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اس نے خیر کثیر کو پالیا۔ سو یہ علوم و معارف جو دوسرے لفظوں میں حکمت کے نام سے موسوم ہیں یہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحرِ محیط کے رنگ میں ہیں جو کلامِ الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہیں اور ان کے فکر اور نظر میں ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقائقِ حقّہ اُن کے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں۔ اور کامل صداقتیں اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہیں اور تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان اُن کے لئے میسّر کر دیتی ہیں جس سے بیان ان کا ادھورا اور ناقص نہیں رہتا اور نہ کچھ غلطی واقع ہوتی ہے۔ سو جو جو علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلّہ و براہین ان کو سُوجھتے ہیں وہ اپنی کمیّت اور کیفیت میں ایسے مرتبۂ کاملہ پر واقع ہوتے ہیں کہ جو خارق عادت ہے اور جس کا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگوں سے ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہیں بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی اُن کی پیش رَو ہوتی ہے۔ اور اسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوارِ قرآنی اُن پر کُھلتے ہیں کہ جو صرف عقل کی دُور آمیز روشنی سے کُھل نہیں سکتے۔ اور یہ علوم و معارف جو اُن کو عطا ہوتے ہیں جن سے ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق اور عالمِ معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتیں اور نہایت عمیق حقیقتیں اُن پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ ایک رُوحانی خوارق ہیں کہ جو بالغ نظروں کی نگاہوں میں جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہیں۔ بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کی قدر و منزلت دانشمندوں کی نظر میں انہیں خوارق سے معلوم ہوتی ہے اور وہی خوارق اُن کی منزلتِ عالیہ کی زینت اور آرائش اور ان کے چہرۂ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہیں۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ علوم و معارفِ حقّہ کی ہیبت سب

سے زیادہ اس پر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اس کو پیاری ہے۔ اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحب مکاشفات ہے اور اخبارِ غیبیہ بھی اُسے معلوم ہوتے ہیں اور ریاضتِ شاقّہ بھی بجالاتا ہے اور کئی اور قسم کے خوارق بھی اُس سے ظہور میں آتے ہیں مگر علمِ الٰہی کے بارہ میں سخت جاہل ہے یہاں تک کہ حق اور باطل میں تمیز ہی نہیں کرسکتا، بلکہ خیالاتِ فاسدہ میں گرفتار اور عقائدِ غیر صحیحہ میں مبتلا ہے۔ ہر یک بات میں خام اور ہر یک رائے میں فاش غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبائع سلیمہ کی نظر میں نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبُو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اس کے مُنہ سے سُن لیتا ہے تو فی الفور اس کی طرف سے دل متنفر ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر میں کسی طور سے قابلِ تعظیم نہیں ٹھہر سکتا۔ اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیوں نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے۔ پس انسان کی اِس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارقِ روحانی یعنی علوم و معارف اُس کی نظر میں اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابرِ دین کی شناخت کے لئے علاماتِ خاصّہ اور ضروریہ ہیں۔ پس یہ علامتیں فرقانِ شریف کے کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہیں اور باوجودیکہ ان میں سے اکثروں کی سرشت پر اُمیّت غالب ہوتی ہے اور علومِ رسمیہ کو باستیفاء حاصل نہیں کیا ہوتا۔ لیکن نکات اور لطائف علم الٰہی میں اس قدر اپنے ہمعصروں سے سبقت لے جاتے ہیں کہ بسا اوقات بڑے بڑے مخالف ان کی تقریروں کو سُن کر یا اُن کی تحریروں کو پڑھ کر اور دریائے حیرت میں پڑ کر بلا اختیار بول اُٹھتے ہیں کہ اُن کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہیں جو تائیداتِ الٰہی کے رنگ خاص سے رنگین ہیں۔ اور اس کا یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث میں سے کسی بحث میں اُن کی محققانہ اور

عارفانہ تقریروں کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے تو اخیر پر بشرطِ انصاف و دیانت اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ صداقتِ حقّہ اسی تقریر میں تھی جو اُن کے مُنہ سے نکلی تھی۔ اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائے گی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئیں گے جن سے روزِ روشن کی طرح اُن کا سچّا ہونا کھُلتا جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۸ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۲۔ ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور یہ عصمت بھی فرقانِ مجید کے کامل تابعین کو بطور خارقِ عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں، جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوّث نظر آتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الٰہیہ جلدتر اُن کا تدارک کر لیتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۴۸ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۳۔ ان سعید لوگوں کے لئے کہ جو سچّی محبّت اور پُر جوش ارادت سے فرقانِ مجید کی ہدایتوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ صرف یہی امر آسان نہیں کیا جاتا کہ وہ دروغگوئی کی قبیح عادت سے باز رہیں۔ بلکہ وہ ہر کردنی اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادرِ مطلق سے توفیق پاتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے ایسی تقریباتِ شنیعہ سے ان کو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطوں میں پڑیں۔ کیونکہ وہ دُنیا کا نُور ہوتے ہیں اور ان کی سلامتی میں دُنیا کی سلامتی اور ان کی ہلاکت میں دُنیا کی ہلاکت ہوتی ہے۔ اسی جہت سے وہ اپنے ہر یک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عُسر اور یُسر میں تمام نالائق باتوں اور فاسد خیالوں اور نادرست علموں اور ناجائز عملوں اور

بے جا فہموں اور ہر یک افراط وتفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہیں اور کسی مذموم بات پر ٹھہرنا نہیں پاتے۔ کیونکہ خود خداوند کریم ان کی تربیت کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو اُن کے شجرۂ طیبہ میں خشک دیکھتا ہے اس کو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے۔ اور حمایتِ الٰہی ہردم اور ہر لحظہ ان کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اور یہ نعمت محفوظیت کی جو اُن کو عطا ہوتی ہے یہ بھی بغیر ثبوت نہیں بلکہ زیرک انسان کسی قدر صحبت سے اپنی پوری تسلّی سے اس کو معلوم کر سکتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۴۸ تا ۴۴۹ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۴۔ ازاں جملہ ایک مقامِ توکّل ہے جس پر نہایت مضبوطی سے انکو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے غیر کو وہ چشمۂ صافی ہر گز میسّر نہیں آسکتا بلکہ انہیں کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے۔ اور نورِ معرفت ایسا اِن کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہوکر اور اسبابِ عادیہ سے بکلّی اپنے تئیں دُور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراحِ خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایسی خوشحالی سے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا اُن کے پاس ہزار ہا خزائن ہیں۔ اُن کے چہروں پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحبِ دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھلائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں نہایت کشادہ دلی اور یقینِ کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ سیرتِ ایثار اُن کا مشرب ہوتا ہے اور خدمتِ خلق ان کی عادت ہوتی ہے اور کبھی انقباض ان کی حالت میں راہ نہیں پاتا۔ اگرچہ سارا جہان ان کا عیال ہو جائے۔ اور فی الحقیقت خدائے تعالیٰ کی ستّاری مستوجبِ شکر ہے جو ہر جگہ ان کی پردہ پوشی کرتا ہے اور قبل اس کے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُن کو دامنِ رحمت میں لے لیتی ہے۔ کیونکہ ان کے تمام کاموں کا خدا متولّی ہوتا ہے۔ جیسا کہ

اس نے آپ ہی فرمایا ہے۔ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْن ۔لیکن دوسروں کو دُنیا داری کے دل آزار اسباب میں چھوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص ان لوگوں کے ساتھ ظاہر کی جاتی ہے۔کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہیں کی جاتی۔ اور یہ خاصہ ان کا بھی صحبت سے بہت جلد ثابت ہوسکتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۴۹ و ۴۵۰ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۵۔ ازاں جملہ ایک مقام محبّت ذاتی کا ہے۔ جس پر قرآن شریف کے کامل متّبعین کو قائم کیا جاتا ہے اور ان کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبّتِ الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے کہ ان کے وجود کی حقیقت بلکہ انکی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوبِ حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُن کے دلوں میں جوش مارتا ہے اور ایک خارقِ عادت اُنس اور شوق اُن کے قلوبِ صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلّی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے اور آتشِ عشقِ الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگوں کو اوقاتِ خاصّہ میں بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ اگر محبّانِ صادق اس جوشِ محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں تو یہ اُن کے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشّاقِ مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبّت کو جس کے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہیں اپنے رفیقوں اور ہم صحبتوں سے چھپائے رکھیں۔ بلکہ وہ عشق جو اُنکے کلام اور ان کی صورت اور ان کی آنکھ اور ان کی وضع اور ان کی فطرت میں گھُس گیا ہے اور اُن کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُنکے چھپانے سے ہرگز چھُپ ہی نہیں سکتا۔ اور ہزار چھپائیں کوئی نہ کوئی نشان اس کا نمودار ہو جاتا ہے اور سب سے بزرگ تر ان کے صدقِ قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہیں اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں تو محبّتِ ذاتی

کے غلبہ سے برنگِ انعام انکو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو شربتِ عذب کی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی تلوار کی تیز دھار اُن میں اور اُن کے محبوب میں جُدائی نہیں ڈال سکتے۔ اور کوئی بلیّہ عظمیٰ اُن کو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہیں سکتے۔ اسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں اور اسی کی محبّت میں لذّات پاتے ہیں اور اسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں۔ اور اسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو اُسی کو، اگر آرام پاتے ہیں تو اسی سے، تمام عالم میں اُسی کو رکھتے ہیں اور اُسی کے ہو رہتے ہیں۔ اسی کے لئے جیتے ہیں اور اسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں اور باخود ہو کر پھر بے خود ہیں۔ نہ عزّت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے، نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے۔ بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔ لایدرک آتش سے جلتے جاتے ہیں اور کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں جلتے ہیں۔ اور تفہیم اور تفہّم سے صمٌّ بکمٌ ہوتے ہیں اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رُسوائی کے سہنے کو تیار رہتے ہیں اور اس سے لذّت پاتے ہیں۔

عشق است کہ بر خاک مذلّت غلطاند　　عشق است کہ بر آتشِ سوزاں بنشاند
کس بر کس سر نہد جاں نہ فشاند　　عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۵۰۔۴۵۱ حاشیہ درحاشیہ ۳)

۶۔ ازاں جملہ اخلاقِ فاضلہ ہیں۔ جیسے سخاوت، شجاعت، ایثار، علوّ ہمّت، وفورِ شفقت، حِلم، حیا، مودّت۔ یہ تمام اخلاق بھی بوجہ احسن اور انسب انہیں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور وہی لوگ بہ یُمنِ متابعتِ قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت میں اُن کو بخوبی وشائستگی انجام دیتے ہیں اور کوئی انقباضِ خاطر ان کو ایسا پیش نہیں آتا کہ جو

اخلاقِ حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے اُن کو روک سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتوں سے صادر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اصل موجب اس کے صُدور کا فضلِ الٰہی ہے۔ پس چونکہ یہ لوگ سب سے زیادہ موردِ فضلِ الٰہی ہوتے ہیں اس لئے خود خداوندِ کریم اپنے تفضّلاتِ نا متناہی سے تمام خوبیوں سے اُن کو متمتّع کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حقیقی طور پر بجُز خدائے تعالیٰ کے اَور کوئی نیک نہیں۔ تمام اخلاقِ فاضلہ اور تمام نیکیاں اُسی کے لئے مسلّم ہیں۔ پھر جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اس ذاتِ خیر محض کا قُرب حاصل کرتا ہے اُسی قدر اخلاقِ الٰہیّہ اس کے نفس پر منعکس ہوتی ہیں۔ پس بندہ کو جو خوبیاں اور سچّی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں ہے۔ سو اخلاقِ فاضلہ الٰہیہ کا انعکاس انہیں کے دلوں پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتّباع اختیار کرتے ہیں۔ اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور رُوحانی ذوق اور محبّت کے بھرے ہوئے جوش سے اخلاق فاضلہ ان سے صادر ہوتے ہیں اس کی نظیر دُنیا میں نہیں پائی جاتی۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۵۱۔۴۵۲ حاشیہ درحاشیہ ۳)

۷۔ منجملہ ان عطیات کے ایک کمالِ عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے۔ یعنی وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصانِ ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور شہودِ کبریائی حضرتِ باری تعالیٰ ہمیشہ تذلّل اور نیستی اور انکسار میں رہتے ہیں۔ اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطاداری سمجھتے ہیں اور ان تمام کمالات کو جو اُن کو دیئے گئے ہیں اس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں جو کسی وقت

آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور لباسِ مستعار کی طرح معرضِ زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور تمام نیکیوں کا چشمہ اسی کی ذاتِ کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفاتِ الٰہیّہ کے کامل شہود سے اُن کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلّی کھوئے جاتے ہیں اور عظمتِ الٰہی کا پُر جوش دریا ان کے دلوں پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزار ہا طور کی نیستی اُن پر وارد ہو جاتی ہے اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلّی پاک اور منزّہ ہو جاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۵۳ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۸۔ منجملہ ان عطیات کے ایک یہ ہے کہ ان کی معرفت اور خدا شناسی بذریعہ کشوفِ صادقہ و علومِ لدنیہ و الہاماتِ صریحہ و مکالمات و مخاطباتِ حضرتِ احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجۂ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُن میں اور عالمِ ثانی میں ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس میں سے ان کی نظر عبور کر کے واقعاتِ اخروی کو اسی عالم میں دیکھ لیتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۵۳ حاشیہ در حاشیہ ۳)

۹۔ سچّے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف میں اِس اُمّت کو دیا ہے جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو محض حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۳۵)

۱۰۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچّی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق

اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور پر بنا وے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھے اور اپنی خودنمائی اور تکبّر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اِس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالاتِ الٰہیّہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے حدیث النفس نہیں ہوتا۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۰۰)

۱۱۔ اس (قرآن شریف) میں ایک زبردست طاقت ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں کو ظنّی معرفت سے یقینی معرفت تک پہنچا دیتی ہے اور وہ یہ کہ جب ایک انسان کامل طور پر اس کی پیروی کرتا ہے تو خدائی طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں اس کو دکھائے جاتے ہیں۔ اور خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اس کو اطلاع دیتا ہے۔

(ضمیمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲)

۱۲۔ قرآن کریم کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دُنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(ضمیمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۴۰)

۱۳۔ جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے پہلے اس کو تزکیۂ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قِسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر خدا کی رحمت

اس کو دستگیری کرتی ہے اور خارقِ عادت طریقوں سے اس کے ایمان کو قوّت دی جاتی ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قِسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے اور جیسے جیسے بذریعہ ان بشارتوں کے اس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔

(ضمیمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۵۵)

قرآنی ثمرات بدیہی الظہور ہیں

جس حالت میں فرقانِ مجید وہ عظیم الشان و سرسبز و شاداب درخت ہے جس کی جڑھیں زمین کے نیچے تک اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ تو پھر ایسے شجرہ طیّبہ کے پھلوں سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے پھل بدیہی الظہور ہیں جن کو ہمیشہ لوگ کھاتے رہے ہیں اور اب بھی کھاتے ہیں اور آئیندہ بھی کھائیں گے۔ اور یہ بات بعض نادانوں کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اس زمانہ میں کسی کو ان پھلوں تک گزر ہی نہیں بلکہ ان کا کھانا پہلے لوگوں کے ہی حصّہ میں تھا اور وہی خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے وہ پھل کھائے اور اُن سے متمتّع ہوئے اور ان کے بعد بدنصیب لوگ پیدا ہوئے جن کو مالک نے باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضائع نہیں کرتا اور کسی سچّے طالب پر اس کے فیض کا دروازہ بند نہیں ہوتا اور اگر کسی خیالِ باطل میں یہ سمایا ہؤا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ میں فیوضِ الٰہی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ذی استعداد لوگوں کی کوششیں اور محنتیں ضائع ہو جاتی ہیں تو اس نے اب تک خدا تعالیٰ کا قدر شناخت نہیں کیا اور ایسا آدمی انہیں

لوگوں میں داخل ہے جن کی نسبت خدائے تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۵۹۔۴۶۰ حاشیہ در حاشیہ ۳)

بے نظیر قرآنی علوم اور معارف ایک اُمّی محض کو عطا ہوئے

قرآن شریف میں جس قدر باریک صداقتیں علمِ دین کی اور علوم دقیقہ الٰہیّات کے اور براہین قاطِعہ اصولِ حقّہ کے معہ دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہیں۔ اگرچہ وہ تمام فی حدّ ذاتہا ایسے ہیں کہ قویٰ بشریّہ انکو بہ ہیئت مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور کسی عاقل کی عقل اُن کے دریافت کرنے کے لئے بطورِ خود سبقت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پہلے زمانوں پر نظرِ استقراری ڈالنے سے ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف ان علوم و معارف کا دریافت کرنے والا نہیں گزرا۔ لیکن اس جگہ عجیب پر عجیب اور بات ہے۔ یعنی یہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے اُمّی کو عطا کئے گئے کہ جو لکھنے پڑھنے سے نا آشنا محض تھا۔ جس نے عمر بھر کسی مکتب کی شکل نہیں دیکھی تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑھا تھا اور نہ کسی اہلِ علم یا حکیم کی صحبت میسّر آئی تھی بلکہ تمام عمر جنگلیوں اور وحشیوں میں سکونت رہی۔ انہیں میں پرورش پائی اور انہیں میں سے پیدا ہوئے اور انہیں کے ساتھ اختلاط رہا۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۶۹ تا ۴۷۱)

قرآنی برکات اور آیات اب بھی موجود ہیں

قرآن شریف کی حقّانیت معلوم کرنے کے لئے اب بھی وہی معجزاتِ قرآنیہ اور وہی تاثیراتِ فرقانیہ اور وہی تائیداتِ غیبی اور وہی آیاتِ لاریبی موجود ہیں جو اُس زمانہ میں موجود تھیں۔ خدا نے اس دینِ قدیم کو قائم رکھنا تھا اس لئے اس کی سب برکات اور سب آیات قائم رکھیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۹۷)

زمانہ نزُولِ قرآن کریم کا متقاضی تھا

قرآن شریف ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب تمام اُمّتوں نے اُصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خدا شناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائم اور بحال ہوتا۔ بلکہ سارے دین بگڑ گئے تھے اور ہر یک مذہب میں طرح طرح کا فساد دخل کر گیا تھا اور خود لوگوں کے طبائع میں دُنیا پرستی کی محبّت اس قدر بھر گئی تھی کہ بجز دُنیا اور دُنیا کے ناموں اور دُنیا کے آراموں اور دُنیا کی عزّتوں اور دُنیا کی راحتوں اور دُنیا کے مال و متاع کے اور کچھ اُن کا مقصد نہیں رہا تھا اور خدائے تعالیٰ کی محبّت اور اُس کے ذوق اور شوق سے بکلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہو گئے تھے اور رسوم و عادت کو مذہب سمجھا گیا تھا۔ پس خدا نے جس کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ وہ شدّتوں اور صعوبتوں کے وقت اپنے عاجز بندوں کی خبر لیتا ہے اور جب کسی سختی سے جیسے امساکِ باراں وغیرہ سے اسکے بندے قریب ہلاکت کے ہو جاتے ہیں بارانِ رحمت سے ان کی مشکل کشائی کرتا ہے نہ چاہا کہ خلق اللہ ایسی بلا میں

مبتلا رہے جس کا نتیجہ ہلاکتِ دائمی اور ابدی ہے۔ سو اس نے بہ تعمیل اپنے قانونِ قدیم کے کہ جو جسمانی اور رُوحانی طور پر ابتداء سے چلا آتا ہے قرآن شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا اور ضرور تھا کہ ایسے وقت میں قرآنِ شریف نازل ہوتا۔ کیونکہ اس پُرعظمت زمانہ کی حالتِ موجودہ کو ایسی عظیم الشان کتاب اور ایسے عظیم الشان رسول کی حاجت تھی اور ضرورتِ حقّہ اِس بات کی متقاضی ہو رہی تھی کہ اِس تاریکی کے وقت میں جو تمام دُنیا پر چھا گئی تھی اور اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تھی آفتابِ صداقت کا طلوع کرے۔ کیونکہ بجُز طلوع اس آفتاب کے ہرگز ممکن نہ تھا کہ ایسی اندھیری رات خود بخود روزِ روشن کی صورت پکڑ جائے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۱)

قرآن کریم نے اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرمایا ہے

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف ونکات، اپنے انوارِ رُوحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے۔ اور بلند آواز سے هَلْ مِنْ مُّعَارِضٍ کا نقّارہ بجا رہا ہے۔ اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس

میں کوئی نادان شک بھی کرے۔ بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیطِ بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۴ تا ۵۵۶ حاشیہ ۱۱)

سُورۃ فاتحہ کے لطائف وخصائص

۱۔ خدائے تعالیٰ نے اِس سورۃ فاتحہ میں دُعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خُوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اور جس میں وہ تمام امور جمع ہیں جو دُعا میں دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۷۷ حاشیہ ۱۱)

۲۔ ایک دوسرا لطیفہ اِس سورت میں یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسبابِ ترغیب بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دی جائے ایک زبردست کشش ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۳ حاشیہ ۱۱)

۳۔ تیسرا لطیفہ اِس سورت میں یہ ہے کہ باجود التزامِ فصاحت و بلاغت یہ کمال دکھلایا ہے کہ محامدِ الٰہیّہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دُعا وغیرہ کے بارہ میں لکھے ہیں اُن کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتّب کے بیان کیا ہے جس کا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارجِ فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن میں

صاحبِ مذاق ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اِس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۱۸۵ حاشیہ ۱۱)

۴۔ چوتھا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصدِ قرآن شریف پر مشتمل ہے۔ گویا یہ سورت مقاصدِ قرآنیہ کا ایک ایجاز لطیف ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۸۸ حاشیہ ۱۱)

۵۔ پانچواں لطیفہ سورۃ فاتحہ میں یہ ہے کہ وہ اس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالبِ حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیاتِ قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۹۳ حاشیہ ۱۱)

۶۔ ایک خاصہ روحانی سورۃ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز سے اس کو وِرد کر لینا اور اس کی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل میں قائم کر لینا تنویرِ باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے۔ یعنی اس سے انشراحِ خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دُور ہوتی ہے اور حضرتِ مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور قبولیتِ الٰہی کے انوار اس پر احاطہ کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطباتِ الٰہیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے اور کشوفِ صادقہ اور الہاماتِ واضحہ سے تمتّع تام حاصل کر لیتا ہے اور حضرتِ الوہیت کے مقرّبین میں دخل پا لیتا ہے اور وہ وہ عجائبات القائے غیبی اور کلامِ لاریبی اور استجابتِ ادعیہ اور کشفِ مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جس کی نظیر اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔

(ایضاً صفحہ ۵۲۵ تا ۵۲۷ حاشیہ ۱۱)

۷۔ یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہرِ انوارِ

الٰہی ہے۔اس قدر عجائبات اِس سورت کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اِس سورۂ مبارکہ کی برکت سے اور اس کے تلاوت کے التزام سے کشفِ مغیبات اِس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبارِ غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئیں اور ہر یک مشکل کے وقت اس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا۔

(ایضاً صفحہ ۵۳۸ حاشیہ ۱۱)

۸۔ جو شخص ذرا منصف بن کر اوّل ان صداقتوں کے اعلیٰ مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ میں جمع ہیں اور پھر ان لطائف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورۃ ممدوحہ مشتمل ہے اور پھر حُسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظِ قلیلہ میں بھرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کس قدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اس میں پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفّٰی اور شفّاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اس کی روحانی تاثیروں کو دل میں سوچے کہ جو بطور خارقِ عادت دلوں کو ظلماتِ بشریّت سے صاف کر کے موردِ انوارِ حضرتِ الوہیّت بناتی ہیں جن کو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہیں تو اس پر قرآن شریف کی شانِ بلند جس سے انسانی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں ایسی وضاحت سے کُھل سکتی ہے جس پر زیادت متصوّر نہیں۔

(ایضاً صفحہ ۵۴۴ حاشیہ ۱۱)

۹۔اِنَّمَا سُوْرَةٌ لَا تُطْوٰی عَرْصَتُهَا بِاِنْضَاءِ الْمَرَاكِبِ وَلَا يَبْلُغُ نُوْرَهَا نُوْرُ الْكَوَاكِبِ. (اعجاز المسیح صفحہ ۵۶)

ترجمہ:۔ یہ سورۃ (فاتحہ) ایسی ہے جسکے میدان کو سواریوں کو تیز دوڑانے کے باوجود

طے نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کی روشنی سے ستاروں کی روشنی کو کوئی نسبت ہے۔

۱۰۔ وَمِنْهَا اُمُّ الْقُرْاٰنِ بِمَا جَمَعَتْ مَطَالِبَه' كُلَّهَا بِاَحْسَنِ الْبَيَانِ وَتَأَبَّطَتْ كَصَدَفٍ دُرَرَ الْفُرْقَانِ وَ صَارَتْ كَعُشٍّ لِطَيْرِ الْعِرْفَانِ.

(اعجاز المسیح صفحہ ۷۲)

ترجمہ:۔اور ان میں سے ایک نام اُمّ القرآن بھی ہے۔اس لئے کہ اس نے اپنے اندر اس کے تمام مطالب کو عمدہ ترین بیان کے ذریعہ جمع کر رکھا ہے اور وہ سیپ کی طرح فرقان کے موتیوں کو اپنے اندر محفوظ کئے ہوئے ہے اور وہ عرفانی پرندوں کے لئے گھونسلوں کی مانند ہو گئی ہے۔

۱۱۔ اِنَّ الْقُرْاٰنَ جَمَعَ عُلُوْماً اَرْبَعَةً فِي الْهَدَايَاتِ عِلْمُ الْمَبْدَءِ وَعِلْمُ الْمَعَادِ وَعِلْمُ النُّبُوَّةِ وَعِلْمُ تَوْحِيْدِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَلَا شَكَّ اَنَّ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ مَوْجُوْدَةٌ فِي الْفَاتِحَةِ. (ایضاً صفحہ ۷۲)

ترجمہ:۔قرآن کریم نے ہدایتِ انسانی کے سلسلہ میں چار علوم کو اپنے اندر جمع کر رکھا ہے اور وہ علم یہ ہیں۔علم مبداء[۱] علم معاد[۲] علم نبوت[۳] علم توحید[۴] ذات وصفات۔اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ یہ چاروں علوم سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔

۱۲۔ فاتحہ............مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے۔اس لئے سورۃ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے۔اور اس دُعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔

(الحکم ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۰ء)

۱۳۔سورۃ فاتحہ تو ایک معجزہ ہے۔اس میں امر بھی ہے، نہی بھی ہے، پیشگوئیاں بھی

ہیں۔قرآن شریف تو ایک بہت بڑا سمندر ہے۔کوئی بات اگر نکالنی ہو تو چاہیئے کہ سورۃ فاتحہ میں بہت غور کرے۔ کیونکہ یہ اُمّ الکتاب ہے۔اس کے بطن سے قرآن کریم کے مضامین نکلتے ہیں۔

قرآن شریف کا تو ایک نکتہ نکتہ تواتر کے نیچے ہے۔مگر سورۃ فاتحہ بہت ہی بڑے تواتر سے ثابت ہے۔ ہر روز ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

(الحکم ۱۰؍فروری ۱۹۰۲ء)

۱۴۔سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے۔

(الحکم ۲۴؍جون ۱۹۰۲ء)

۱۵۔اللہ تعالیٰ نے الحمد شریف میں اپنی صفاتِ کاملہ کا بیان کر کے اُن تمام مذاہب باطلہ کا ردّ کیا ہے جو عام طور پر دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو سورت اُمّ الکتاب کہلاتی ہے اسی واسطے پانچوں وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے کہ اس میں مذہب اسلام کی تعلیم موجود ہے اور قرآن مجید کا ایک قسم کا خلاصہ ہے۔

(الحکم ۶؍جنوری ۱۹۰۸ء)

مقاصدِ قرآنیہ

۱۔قرآن کریم کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامدِ کاملہ باری تعالیٰ کو بیان کرتا ہے اور اس کی ذات کے لئے جو کمالِ تام حاصل ہے اس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۹ حاشیہ ۱۱)

۲۔ دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العٰلمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرۂ عالم میں داخل ہو چکا اس کو مخلوق ٹھہراتا ہے اوران امور کے جو لوگ مخالف ہیں ان کا کذب ثابت کرتا ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۹۰ حاشیہ ۱۱)

۳۔ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اس کی رحمتِ عامہ کا بیان کرنا ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۹۰ حاشیہ)

۴۔ چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتّب ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ پانچواں مقصد قرآن شریف کا عالمِ معاد کی حقیقت بیان کرنا۔ (ایضاً)

٦۔ چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیۂ نفس عن غیر اللہ اور علاجِ امراضِ رُوحانی اور اصلاحِ اخلاق ردیّہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے۔

۷۔ ساتواں مقصد قرآن شریف کا ہریک کام میں فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعت اور عِصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسبابِ خیر اور صلاحیتِ دُنیا و دین اسی کی طرف سے قرار دینا اور تمام امور میں اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا (ہے)

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۹۱ حاشیہ ۱۱)

۸۔ آٹھواں مقصد قرآن شریف کا صراطِ مستقیم کے دقائق کو بیان کرنا ہے اور پھر اس کی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دُعا اور تضرّع سے اس کو طلب کریں۔

۹۔نواں مقصد قرآن شریف کا اُن لوگوں کا طریق و خُلق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا انعام و فضل ہؤا۔ تا طالبینِ حق کے دل جمعیّت پکڑیں۔

۱۰۔دسواں مقصد قرآن شریف کا اُن لوگوں کا خُلق و طریق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا غضب ہؤا۔ یا جو راستہ بھُول کر انواع اقسام کی بدعتوں میں پڑ گئے۔ تا حق کے طالب ان کی راہوں سے ڈریں۔

(ایضاً صفحہ ۴۹۲ حاشیہ ۱۱)

۱۱۔قرآن کریم کے اُتارنے سے اللہ جلّ شانہٗ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی آدم اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی اصلاح اور تکمیل اور تربیت کر سکے اور اسلام کی پوری شکل اور پوری عظمت بنی آدم پر ظاہر ہو اور اس کے ظہور کا وقت بھی آ پہنچا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے جو قیامت تک آنے والے تھے ایک کامل اور جامع قانون کی طرح نازل فرمایا اور ہر یک درجہ کی استعداد کے لئے افادہ اور افاضہ کا دروازہ کھول دیا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۲۸)

۱۲۔اِس (قرآن کریم) کے تمام معارف یعنی گیان کی باتیں اور وصایا اور وسائل کا اصل مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو اُن کی طبعی حالتوں سے جو وحشیانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں اخلاقی حالتوں تک پہنچائے اور پھر اخلاقی حالتوں سے رُوحانیت کے ناپیدا کنار دریا تک پہنچائے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۵)

قرآن کریم نے مسلمانوں کو دوسرے معجزات سے بکلّی بے نیاز کردیا ہے

سچ تو یہ ہے کہ کلامِ الٰہی نے مسلمانوں کو دوسرے معجزات سے کلّی بے نیاز کردیا ہے۔ وہ نہ صرف اعجاز بلکہ اپنی حرکات وتنویرات کے رُو سے اعجازِ آفرین بھی ہے۔ فی الحقیقت قرآن شریف اپنی ذات میں ایسی صفاتِ کمالیہ رکھتا ہے جو اس کو خارجیہ معجزات کی کچھ بھی حاجت نہیں۔ خارجیہ معجزات کے ہونے سے اس میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی اور نہ ہونے سے کوئی نقص عائد حال نہیں ہوتا۔ اس کا بازارِ حُسن معجزاتِ خارجیہ کے زیور سے رونق پزیر نہیں۔ بلکہ وہ اپنی ذات میں آپ ہی ہزارہا معجزاتِ عجیبہ وغریبہ کا جامع ہے جن کو ہریک زمانہ کے لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ یہ کہ صرف گزشتہ کا حوالہ دیا جائے۔ وہ ایسا ملیح الحسن محبوب ہے کہ ہریک چیز اس سے مل کر آرائش پکڑتی ہے اور اپنی آرائش میں کسی آمیزش کا محتاج نہیں۔

ہمہ خوباں عالم را بزیور ہا بیارانید
توسیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹-۱۰)

اعجازِ قرآنی

ا۔ قرآن شریف توحید کے کامل اور پُرزور بیان میں اپنے اصول کو معقول اور مدلل

طور پر ثابت کرنے میں، اخلاقِ فاضلہ کے تمام جُزئیات کے لکھنے میں اخلاق، ذمیمہ کے مطالباتِ لطیفہ میں، وصول الی اللہ کے تمام طریقوں کی توضیح میں، نجات کی سچّی فلاسفی ظاہر کرنے میں، صفاتِ کاملہ الٰہیّہ کے اکمل واتم ذکر میں مبداء ومعاد کے پُرحکمت بیان میں، رُوح کی خاصیّتوں اور قوّتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کے بیان میں، حکومتِ بالغہ الٰہیہ کے تمام وسائل پر احاطہ کرنے میں، تمام اقسام کی صداقتوں پر مشتمل ہونے میں، تمام مذاہبِ باطلہ کو عقلی طور پر ردّ کرنے میں، حقوق عباداللہ کے قائم کرنے میں، تاثیرات و تنویراتِ روحانیہ میں اور پھر بایں ہمہ فصیح اور بلیغ اور رنگین عبارت میں اس کمال کے درجہ تک پہنچاہوا ہے کہ ہر ایک حصّہ اس کے بیان کا ان بیانات میں سے درحقیقت معجزہ عظیمہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی آریہ کرسکتا ہے نہ کوئی عیسائی اور نہ کوئی یہودی اور نہ کوئی اَور شخص جو کسی مذہب کا پابند ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۱)

۲۔قرآن معجزات سے بھر رہا ہے اور خود وہ معجزہ ہے ....اور پیشگوئیاں تو اس میں دریا کی طرح بہہ رہی ہیں۔

(جنگِ مقدس مباحثہ ۵/جون ۱۸۹۳ء صفحہ ۵)

۳۔اِنَّ الْقُرْاٰنَ مَا ادَّعیٰ اِعْجَازَ الْبَلَا غَةِ اِلَّا فِی الرِّیَاغَةِ.

(نورالحق حصّہ اوّل صفحہ ۱۰۸)

ترجمہ:۔ قرآن کریم نے اعجازِ بلاغت کا دعویٰ کشتی کے میدان میں کیا ہے۔

۴۔ لَوْ کَانَ الْقُرْاٰنَ مُتَنَزٍّ لاً مِنْ اَعْلیٰ مَدَارِجِ الْکَمَالِ فِی فَصَاحَةِ الْمَقَالِ وَبَلاغَةِ الْاَقْوَالِ لَکَانَ الْاَمْرُ اَسْهَلَ عَلَی الْمُخَالِفِیْنَ. وَ لَقَالُوْا اَیُّهَا الرَّجُلُ اِنَّ

اَلْکَلَامَ الَّذِیْ عَرَضْتَ عَلَیْنَا وَ الْحَدِیْثَ الَّذِیْٓ اٰتَیْتَہ، لَدَیْنَا لَیْسَ بِفَصِیْحٍ بَلْ لَیْسَ بِصَحِیْحٍ وَلَا نَجِدُ فِیْہِ غَیْرَالْمَعَانِی الْمَطْرُوْقَةِ الْمَوَارِدِ وَالْکَلَامِ الرَّقِیْقِ الْبَارِدِ وَمَا جِئْتَ بِاَطْیَبَ وَ اَحْلیٰ وَفِیْہِ اَلْفَاظٌ کَذَا وَ کَذَا وَاِنَّکَ اَسْقَطْتَ فِیْ کَلَامِکَ وَ بَاعَدْتَ عَنْ مَرَاحِلِکَ وَلَسْتَ مِنَ الْمُجِیْدِیْنَ. فَلَا حَاجَةَ اِلیٰ اَنْ نَّأْتِیَ بِمِثْلِہٖ مِنَ الْاَقْوَالِ اَوْ نَتَوَازَنَ فِی الْمَقَالِ وَنَتَحَاذیٰ حَذْوَالنِّعَالِ فَاِلَیْکَ عَنَّا وَتَجَافَ وَاتْرُکِ الْاَوْصَافَ فَاِنَّ کَلَامَکَ سَقْطٌ عِنْدَ الْاُدَبَاءِ الْمَشْھُوْرِیْنَ وَالْفُصَحَاءِ الْمَاھِرِیْنَ وَلٰکِنَّھُمْ مَا سَرَوْا ذٰلِکَ الْمَسْریٰ وَمَا قَدَحُوْا فِی ھٰذَا الدَّعْویٰ بَلْ قَبِلُوْا عَلیٰ مَرَاتِبِ بَلَاغَتِہٖ وَعَجِبُوْا لِعُلُوِّ شَاْنِ فَصَاحَتِہٖ وَقَالُوْا اِنْ ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. وَاَکْثَرُھُمْ اٰمَنُوْا بِاِعْجَازِہٖ وَاَقَرُّوْا بِتَنَاوُشِ بَازِہٖ وَعَجُزُوْا عَنْ دَرْکِ ھِنْدَازِہٖ وَقَالُوْا کَلَامٌ فَاقَ کَلِمَاتِ الْبَشَرِ وَکُلُّہ، لُبٌّ وَلَیْسَ مَعَہ، شَیْءٌ مِّنَ الْقِشْرِ وَعَلَیْہِ طَلَاوَةٌ وَ فِیْہِ حَلَاوَةٌ وَھُوَ غَدَقٌ لَا یَنْفَدُ مِنْ شُرْبِ الشَّارِبِیْنَ وَمَا نَبَسُوْا بِکَلِمَةٍ فِیْ قَدْحِ شَاْنِہٖ وَمَا فَاھُوْا بِکَلَامٍ فِیْ جَرْحِ بَیَانِہٖ وَنَسُوْا جَمَالَ الْفِکْرِ فِیْ مَیْدَانِہٖ ثُمَّ رَجَعُوْا مَرْعُوبِیْنَ نَادِمِیْنَ. وَاَکْثَرُھُمْ کَانُوْا یَبْکُوْنَ عِنْدَ سَمَاعِہٖ وَیَسْجُدُوْنَ بَاکِیْنَ.

(نورالحق حصہ اوّل صفحہ ۱۱۰۔۱۱۱)

ترجمہ:۔ اگر قرآن کریم فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ مدارج سے متنزل ہوتا تو مخالفوں پر یہ بات بہت آسان ہو جاتی اور وہ کہہ سکتے تھے کہ اے مرد جو کلام تو نے پیش کی ہے اور جو بات تُو لایا ہے وہ فصیح نہیں ہے بلکہ صحیح بھی نہیں ہے۔ اور اس میں معانی مطروقۃ الموارد پائے جاتے ہیں اور اس میں رقیق الفاظ موجود ہیں اور تو نے اپنی کلام میں غلطی کی

ہے اور مطلب سے دُور جا پڑا ہے۔ اور کوئی نکتہ تیری کلام میں نہیں بلکہ اس میں تو ایسے ایسے لفظ ہیں۔ پس کچھ حاجت نہیں کہ ہم اس کی کوئی نظیر بناویں یا اس سے نعل بنعل مقابلہ کریں۔ ہم سے الگ ہو اور اپنی کلام کی تعریفیں چھوڑ دے۔ کیونکہ تیرا کلام مشہور ادیبوں کے نزدیک ردّی ہے۔ مگر کفّارِ عرب اس راہ پر نہیں چلے اور اس دعویٰ میں اُنہوں نے کچھ جرح قدح نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے تو قرآن کے اعلیٰ مراتبِ بلاغت کو قبول کر لیا اور اس کی عظیم الشان فصاحت سے تعجب میں رہ گئے اور کہا کہ یہ تو صریح جادُو ہے۔ اور اکثر ان کے اس قرآنی معجزہ پر ایمان لائے اور اقرار کر لیا کہ اس کے باز کی سخت پکڑیں ہیں اور اس کی حقیقت کے دریافت سے عاجز رہ گئے اور کہا کہ یہ ایک کلام ہے کہ کلماتِ بشر پر غالب آ گیا۔ اور وہ سارے کا سارا مغز ہے اور اس کے ساتھ چھلکا نہیں۔ اور اس پر ایک آب و تاب ہے اور اس میں ایک حلاوت ہے اور وہ ایک بے اندازہ اور بکثرت پانی ہے جو پینے والوں کے پینے سے ختم نہیں ہوتا اور قرآن کریم کی قدحِ شان میں وہ کوئی کلمہ مُنہ پر نہ لائے اور اس کی جرح میں انہوں نے کوئی بات مُنہ سے نہ نکالی اور اس کے میدان میں اُنہوں نے فکر کے اونٹ دَوڑائے تو سہی مگر خوفزدہ اور شرمندہ ہو کر رجوع کیا اور ان میں اکثر قرآن کریم کو سُن کر روتے اور سجدہ کرتے تھے۔

۵۔ مَیں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علومِ حکمیہ اور اپنے معارفِ دقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صد ہا درجہ زیادہ۔

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۶۱)

۶۔ اعجاز کی خوبی اور وجہ تو یہی ہے کہ ہر رعایت کو زیرِ نظر رکھے فصاحت بلاغت کو بھی

ہاتھ سے جانے نہ دے۔ صداقت اور حکمت کو بھی نہ چھوڑے۔ یہ معجزہ قرآن شریف ہی کا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہے۔ جو ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکھتا ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۵)

۷۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ جو ہم نے بیان کیا ہے یہ قرآن شریف کی تعلیمیں ہیں اور انہی تعلیموں کے ساتھ انسان کی تکمیل علمی اور عملی کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ اور یہ تعلیمیں ایسے معارف ہیں کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی ان کی متکفل نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی پہلے صحیفوں میں سے کوئی صحیفہ ان پر مشتمل ہوا ہے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علمی اور عملی معجزہ ہے اور قرآن کریم کا تمام مخلوق کیلئے یہ اعجاز ہے اور پہلے نبیوں کے معجزے منقضی اور معدوم ہو گئے مگر یہ قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ قرآن علمی اور عملی معجزہ ہے سو یہ ایک بیہودہ اور بے اصل بات نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائلِ قاطعہ اور براہینِ شافیہ اور تسکین بخش ہیں۔ پس تُو جان کہ قرآن شریف کا علمی معجزہ بدیہیات کی طرح ثابت ہے اور اس پر کسی قسم کے شبہات کے غبار نہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ضروری تعلیموں اور ضروری وصایا اور معارف اور دلائل کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی تعلیمِ کامل ہے جو تمام انسانی ضرورتوں کو جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے پیش آتی ہیں پوری کرتی ہے۔ اور جو حق کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا چاہیے یا جس طرح باطل کا ردّ لکھنا چاہیے یا جس طور اور انداز سے معرفت کی باریک باتیں بیان کرنی چاہیے ان میں سے ایک بات کو بھی اس نے نہیں چھوڑا۔ اور اس پر زائد یہ امر ہے کہ ان تمام تعلیموں اور احکام اور حدود کو نہایت فصیح اور بلیغ اور شیریں اور پسندیدہ پیرایہ میں بیان فرمایا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی قدرت سے بالاتر ہے اور ہمارا یہ قول کہ قرآن

جیسا کہ علمی معجزہ ہے ایسا ہی وہ عملی معجزہ بھی ہے۔ سو یہ امر بھی اس کی پہلی شاخ کی طرح ایک بدیہی واقعہ ہے اور انکار اور خصومت کی گنجائش نہیں کیونکہ قرآنی تعلیموں نے اپنی تاثیراتِ عجیبہ اور تبدیلاتِ غریبہ اور ان روشنیوں کو دلوں پر ڈالنے سے جو خارق عادت ہیں اور ردّی اور مستحکم ملکوں کے دُور کرنے سے عقلمندوں کو حیران کر دیا ہے۔ اور ٹیڑھی اور سخت طبیعتوں کے دیوار کے اُوپر سے کُودا ہے کہ جو سخت دلوں کے گھر تھے۔ اور ان کے اندر داخل ہو گیا ہے اور اُن لوگوں تک پہنچا ہے جو بباعث سفلی طبیعتوں کے عمیق اور ناقابلِ گزر خندقوں کے پرے رہتے تھے اور خدا نے اس کے ساتھ سخت کو نرم اور دُور کو نزدیک کر دیا ہے۔ اور سینوں کو قبض سے انشراح کی طرف اور تنگی سے فراخی کی طرف پھیر دیا اور حجاب کو دُور کیا اور حق کو دکھلا دیا۔ یہاں تک کہ مومنوں کو الہاماتِ صریحہ اور مکاشفاتِ صادقہ اور صحیحہ تک پہنچا دیا اور دائمی کرامتوں کا دانہ اُن کے سینوں کی ہموار زمین میں بو دیا۔

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۵۔۱۶)

۸۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ الفاظ کے اندر علمی باتیں بھری ہوئی ہیں اور عربی زبان اسی لئے خاتم الالسنہ ہے۔ چونکہ قرآن جیسا کہ عظیم الشان معجزہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اس لئے اس کی عظمت علمی پہلو سے بہت بڑی ہے۔

(الحکم ۲۷/۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء)

۹۔ معجزہ تو علم کا ہی بڑا ہوتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہی تھا جو اَب تک قائم ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

۱۰۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ عبارت بھی فصیح و بلیغ ایسی ہے کہ اس کی نظیر

نہیں مل سکتی اور مضامین بھی عالی اور علمی ہیں۔

(الحکم ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء)

۱۱۔ قرآن شریف کا معجزہ ابدی معجزہ ہے۔ قلت مفاہم ہے ورنہ اگر سمجھانے والے ہوں تو اب بھی یہ اسی طرح سمجھ میں آ سکتا ہے۔

(الحکم ۱۷/نومبر ۱۹۰۲ء)

۱۲۔ یہ (قرآن کریم) ابدی معجزہ اور زندہ نشان ہے جو ہر وقت دکھایا جا سکتا ہے۔ عصاءِ موسیٰ کا جو معجزہ دکھلایا گیا تھا اب اس کو کوئی کہاں سے لائے۔ وہ اگر ابدی ہوتا تو چاہیئے تھا کہ اب تک کسی صندوق میں رکھا رہتا اور کچھ حصّہ اس کا سانپ بھی بنا ہوتا۔ یہ فخر قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔

(الحکم ۱۷/نومبر ۱۹۰۲ء)

۱۳۔ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کامل معجزہ ہے۔ دوسری کتابوں کی نسبت ہم نہیں دیکھتے کہ ایسی تحدّی کی گئی ہو جیسی قرآن شریف نے کی ہے۔ اگرچہ ہم اپنے تجربہ اور قرآن شریف کے معجزہ کی بناء پر یہ ایمان لاتے ہیں کہ خدا کا کلام ہر حال میں معجزہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا اعجاز جس کاملیت اور جامعیت کے ساتھ معجزہ ہے دوسرے کو ہم اس جگہ پر نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ بہت سی وجوہ اور صورتیں اس کے معجزہ ہونے کی ہیں اور کوئی شخص اس کی مثال بنانے پر قادر نہیں۔

(الحکم ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۴۔ کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیبِ مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا

اعجاز ثابت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی۔ (الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۵۔ قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پُرانا نہیں ہوسکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔

(ایضاً)

۱۶۔ ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے۔ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔

(ایضاً)

۱۷۔ قرآن شریف حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اسی طرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اسکی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ چنانچہ سورہ فاتحہ اور سورۃ تحریم اور سورۃ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے۔ ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اُسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں۔ کیا اس وقت جبکہ ساری قوم آپ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا یہ کہنا کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُر جھوٹی بات ہوسکتی ہے۔ اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہوجاوے گا۔ مگر آپ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلّت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے ہیں۔ اور آخر اسی طرح وقوع میں آیا۔ پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم

ہونے والے سلسلہ کی اور اس وقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیاں کتنی عظیم الشان اور بے نظیر ہیں۔ دُنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیوں کو پیش کرو۔ کیا مسیح کی پیشگوئیاں ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں، جہاں صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، آندھیاں آئیں گی، مُرغ بانگ دیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(الحکم ۳۰/اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۸۔ اس سے بڑھ کر کیا بے ادبی ہوگی کہ قرآن شریف کی آیات کو جو ہر پہلو اور ہر رنگ میں کیا ظاہر کیا باطن ایک معجزہ ہیں۔ تُک بندی کہا جاتا ہے۔ قرآن شریف کا جس طرح باطن معجزہ ہے ویسے ہی اس کے ظاہر الفاظ بھی معجزہ ہیں۔ ایک انسان کا اگر ظاہر ہی گندہ ناپاک اور خبیث ہوگا تو اس کی روحانی حالت کیا ہوگی۔ عوام اور ادنیٰ نظیر والوں کے لئے تو ظاہر ہی کی خوبی معجزہ ہوتی ہے۔ قرآن ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے ہے اور اسی لئے ہر رنگ میں معجزہ اور نشان ہے۔ (الحکم ۱۷/مئی ۱۹۰۳ء)

۱۹۔ اس وقت بھی وہ خدا جو ہمیشہ سے ناطق خدا ہے اپنا لذیذ کلام دُنیا کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اور قرآن شریف کے اعجاز کا ثبوت اس وقت بھی دے رہا ہے۔ یہ قرآن شریف ہی کا معجزہ ہے کہ جو ہم تحدّی کر رہے ہیں کہ ہمارے بالمقابل قرآن شریف کے حقائق معارف عربی زبان میں لکھو۔ اور کسی کو یہ قدرت نہیں ہوتی کہ مقابلہ کے لئے نِکل سکے۔ ہمارا مقابلہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے۔ کیونکہ **وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ** جو فرمایا گیا ہے۔ اس وقت جو تعلیم الکتاب والحکمت ہو رہی ہے اور ایک قوم کو اس وقت بھی صحابہ کی طرح اللہ تعالیٰ بنانا چاہتا ہے اس کی اصل غرض یہی ہے کہ تا قرآن شریف کا معجزہ ثابت ہو۔ (الحکم ۳۱/مئی ۱۹۰۳ء)

۲۰۔قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ وہ نہ اوّل مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہوگا۔اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور وہ ہر زمانہ میں اسیطرح زیادہ نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔

(الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۳ء)

۲۱۔قرآن شریف بدوں غور وخوض، بدوں محو واثبات اپنے اندر زندگی کی روح رکھتا ہے اور بدوں کسی نسبتی لحاظ یا مقابلہ کے وہ مستقل اعجاز ہے۔اور اس وقت جو اعجازِ کلام دیا گیا ہے یہ گویا اسی اعجاز کو اسی طرح پر دکھایا گیا ہے جیسے ایک عمارت کو ایک نقشہ کے رنگ میں دکھایا جاتا ہے۔اور ایک شیشہ کو دوسرے شیشہ میں دکھایا جاوے۔

(الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۳ء)

۲۲۔قرآن کریم میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ. اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں۔یہی اس کا معجزہ ہے۔لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ اس سے بڑھ کر اَور کیا خوبی ہوئی۔ میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچّائی پیش کرو جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقائق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔

اگر بشری کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا۔مگر یہ طرز ہی اَور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے۔اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود ونمائش بالکل نہیں۔خود فرمایا کہ اُمّیوں کے لئے ہے۔پھر اَور لطف یہ ہے کہ ظاہر تو اُمّیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کو سیراب کرنے والا ہے۔

(الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۵ء)

قرآن کریم کے کمالاتِ عالیّہ

قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صُحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی بُرہان عقلی پیش نہیں کرسکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ اثر ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلا شبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جن میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔ (سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸ حاشیہ)

لاانتہاء کمالات پر مشتمل کتاب

ہمارے سیّد و مقتداء ختم المرسلینؐ کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں۔ اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا۔ بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے۔ اس لئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا۔ اور قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا، ہر یک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۹۔۴۰)

سب عُلُوم خدمتِ دین کیلئے بطور خارق عادت قرآن کریم میں بھرے ہوئے ہیں

جس قدر معارف عالیہ دین اور اس کی پاک صداقتیں ہیں اور جس قدر نکات و لطائف علم الٰہی ہیں جن کی اِس دُنیا میں تکمیلِ نفس کیلئے ضرورت ہے۔ ایسا ہی جس قدر نفسِ امّارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اس کی دُوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ اُن کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جس قدر تزکیہ وتصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جس قدر اخلاقِ فاضلہ کے انتہائی ظہور کے علامات وخواص ولوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام فرقانِ مجید میں بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول اِلی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور پر مجاہدہ پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اِس پاک کلام میں درج نہ ہو۔ دوسرے علم خواصِ رُوح وعلم نفس ہے جو ایسے احاطہ تام سے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس سے غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ بجُز قادرِ مطلق کے یہ کسی کا کلام نہیں۔ تیسرے عِلم مبداء ومعاد و دیگر علومِ غیبیہ (جو عالم الغیب کے کلام کا ایک لازمی خاصہ ہے، جس سے دلوں کو تسلّی وتشفّی ملتی ہے اور غیب دانی خدائے قادرِ مطلق کی مشہودی طور پر ثابت ومتحقق ہوتی ہے) یہ علم اس تفصیل اور کثرت سے قرآن شریف میں پایا جاتا ہے کہ دُنیا میں کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ پھر علاوہ اس کے قرآن شریف نے تائیدِ دین میں اَور اَور علوم سے بھی اعجازی طور پر خدمت لی ہے اور منطق اور طبعی اور فلسفہ اور ہیئت اور علمِ نفس اور طبابت اور علمِ ہندسہ اور علمِ بلاغت وفصاحت وغیرہ علوم کے وسائل

سے علمِ دین کا سمجھانا اور ذہن نشین کرنا یا اس کا تفہّم درجہ بدرجہ آسان کر دینا یا اس پر کوئی بُرہان قائم کرنا یا اس سے کسی نادان کا اعتراض اُٹھانا مدّ نظر رکھا ہے۔ غرض طفیلی طور پر یہ سب علوم خدمتِ دین کے لئے بطور خارق عادت قرآن شریف میں اِس عجیب طرز سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ہر ایک درجہ کا ذہن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۰۔۲۱)

قرآنی وحی ہر وحی سے اقویٰ اور اعلیٰ ہے

ہماری طرف سے یہ دعویٰ ہے جس کو ہم بمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ وحیِ قرآنی اپنی تعلیم اور اپنے معارف اور برکات اور علوم میں ہر ایک وحی سے اقویٰ و اعلیٰ ہے۔

(سُرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵۔۱۸۶)

تمام برکاتِ دینیہ کا مجموعہ

میرا دل اِس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن شریف تمام برکاتِ دینیہ کا مجموعہ ہے۔

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۸)

قرآنی تعلیمیں سراسر حکمت اور معرفت سے بھری ہوئی ہیں

جس قدر اصول اور تعلیمیں قرآن شریف کی ہیں وہ سراسر حکمت اور معرفت اور سچّائی سے بھری ہوئی ہیں اور کوئی بات اُن میں ایک ذرا مؤاخذہ کے لائق نہیں۔

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۴)

قرآن کریم تمام صَداقتوں پر حاوی ہے

۱۔قرآن کریم ایسا علوم و معارف و کمالاتِ ظاہری و باطنی پر حاوی ہے کہ صریح حدِّ بشریّت سے بڑھا ہوا ہے۔اور بہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اس نے حقائق و دقائق کو ایک بے مثل بلاغت و فصاحت میں بیان کیا ہے۔اور پھر بالتزام ایسے بلیغ و فصیح بیان کے تمام دینی صداقتوں پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو گیا ہے۔حقیقت میں یہ ایسا کام ہے جس کو معجزہ کہنا چاہیئے ۔کیونکہ یہ انسانی طاقتوں سے ماوراء اور بشری قوتوں سے بالاتر ہے۔

(شحنۂ حق صفحہ ۱۶)

۲۔ بلا شبہ قرآن کریم تمام صداقتوں پر حاوی ہے اور تمام علوم میں جہاں تک صحت سے ان کو تعلق ہے قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔لیکن وہ عظمتیں اور وہ کمالات جو قرآن میں ہیں مطہّرین پر کھلتے ہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹۰)

۳۔ قرآن کریم نے جس قدر تقویٰ کی راہیں اختیار کیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستہ ہر طبقے کے سوالات کا جواب۔ غرضکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک دقیقہٴ وقت تھا جیسے کہ فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (س ۳۰) یعنی یہ وہ صحیفہ ہیں جس میں کُل سچائیاں ہیں۔ سو یہ کیسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۲)

۴۔ چونکہ یہودیوں۔ طبعیوں۔ آتش پرستوں اور مختلف اقوام میں بدروشی کی رُوح کام کر رہی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلامِ الٰہی سب کو مخاطب کر کے کہا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً۔ اس لئے ضرور تھا کہ قرآن شریف اُن تمام تعلیمات کا جامع ہوتا جو وقتاً فوقتاً جاری رہ چکی تھیں اور ان تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا جو آسمان سے مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعے زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئی تھیں۔ قرآن کریم کے مدّنظر تمام نوع انسان تھا نہ کوئی خاص قوم اور مُلک اور زمانہ۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۶)

۵۔ میرا دعویٰ ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں۔ مَیں اُسے نکال کر دکھانے کو تیار ہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں جو ہر پہلو سے اس کے قویٰ کی تربیت کرتے ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۸۹۹ء)

۶۔قرآن شریف واقعات پر بحث کرتا ہے اور قرآن کُل دُنیا کی صداقتوں کا مجموعہ ہے اور سب دین کی کتابوں کا فخر ہے۔جیسے فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ. وَ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ صُحُفاً مُّطَھَّرَۃً. پس قرآن کریم کے معنے کرتے وقت خارجی قصّوں کو نہ لیں بلکہ واقعات کو مدّنظر رکھنا چاہیئے۔

(الحکم ۱۷/نومبر ۱۹۰۰ء)

۷۔قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے۔چنانچہ فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ اور مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ. ایسا ہی ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام نبیوں کی اقتداء کر۔

(الحکم ۲۸/فروری ۱۹۰۳ء)

۸۔نہایت قطع اور یقین سے ہم پر یہ بات کُھل گئی ہے کہ کوئی رُوحانی صداقت جو تکمیلِ نفس اور دماغی اور دلی قویٰ کی تربیت کے لئے اثر رکھتی ہے ایسی نہیں جو قرآن شریف میں درج نہ ہو۔اور یہ صرف ہمارا ہی تجربہ نہیں بلکہ یہی قرآن شریف کا دعویٰ بھی ہے جس کی آزمائش نہ فقط مَیں نے کی بلکہ ہزارہا علماء ابتداء سے کرتے آئے اور اس کی سچّائی کی گواہی دیتے آئے ہیں۔ (الحکم ۲۴/اگست ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم کی بعض خوبیاں

۱۔اللہ جلّ شانہٗ کا وہی کلام ہے جو الٰہی طاقتیں اور برکتیں اور خاصیّتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔سو آؤ جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ وہ قرآن شریف ہے جس کی صدہا روحانی خاصیّتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچّے پَیرو اس کے ظِلّی طور پر الہامات پاتے ہیں اور تا

دمِ مرگ رحمت اور برکت اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے۔سو یہ خاکسار اُسی آفتابِ حقیقت سے فیض یافتہ اور اُسی دریائے معرفت سے قطرہ بردار ہے۔

(شحنۂ حق صفحہ ۴۷)

۲۔ یہ خوبی قرآنی تعلیم میں ہے کہ اس کا ہر ایک حکم معلّل باغراضِ مصالح ہے اور اسی لئے جا بجا قرآن کریم میں تاکید ہے کہ عقل، فہم، تدبّر، فقاہت اور ایمان سے کام لیا جائے اور قرآن اور دوسری کتابوں میں بیّن مابہ الامتیاز ہے اور کسی کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبّر کی دقیق اور آزاد نکتہ چینی کے آگے ڈالنے کی جُرأت ہی نہیں کی۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۷۰)

۳۔ اِنَّ الْعِصْمَةَ مِنْ صِفَاتِ الْقُرْاٰنِ خَاصَّةً.

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۹۵)

ترجمہ:۔ معصوم ہونا قرآن کریم ہی کی خاص صفت ہے۔

۴۔قرآن کریم میں یہ خاص خوبی ہے کہ اس کی اخلاقی تعلیم تمام دنیا کے لئے ہے۔

(یادداشتیں براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲)

۵۔(۱) وہ (قرآن کریم) بے مثل و مانند ہے۔

(۲) وہ جامع حکمت مع کمال ایجاز و اختصار ہے۔

(۳) وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اس کا ہماری شرع میں فرض کفایہ ہے اسی واسطے کوئی زمانہ حفظِ قرآن مجید سے خالی نہ ہوا۔ اوّل میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اس کے حضرت علیؓ اور اکثر صحابہ کو حفظ تھا۔ اسی طرح سلسلہ وار اس کے حفظ کا نمبر چلا آیا ہے یہاں تک کہ ہم تک پہنچا۔

(۴) یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ اس کا ذکر اللہ سے خالی نہیں۔ دوسری کتاب میں ہرگز یہ خوبی نہیں۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ باوجود اِس بات کے کہ قرآن مجید ایک قانون دیوانی و فوجداری ہے پھر بھی اس میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جس میں دو چار دفعہ خدا کا نام نہیں ہے۔ اوّل سے آخر تک اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہے۔

(۵) پنجم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر نام پروردگار کا قرآن مجید میں ہے کسی کتاب میں نہیں اور بقول مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ اس کلام کا خدا سے علاقۂ محبّت ثابت ہوتا ہے۔ اسی واسطے اس تمام کلام میں اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ بہت مرتبہ نام لینا اپنے پروردگار کا یہ بھی ایک بندگی ہے اور یہ بندگی صرف بطفیل قرآن مجید حاصل ہوئی ہے۔

(۶) ششم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جس قدر ستائش اور تعریف خدا تعالیٰ کی بانواعِ محامد و بکثرت تکرار اِس کتاب میں ہے دُنیا میں اَور کسی کتاب میں نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کامل اور سب تعریفوں کا مالک اور اہل ہے اور بالذّات اپنی تعریفوں کو چاہتا ہے۔ پس جس کتاب الٰہی میں بدرجہ غایت اس کے محامد مذکور ہیں وہی اس کی افضل کلام ہے اور اس امر پر اگر کوئی مقابلہ کرے تو ہم اشتہار دے سکتے ہیں کہ جس قدر ستائش اور بزرگی حضرتِ باری کی قرآن مجید میں مذکور ہے اَور کسی کتاب میں مذکور نہیں۔

(۷) ہفتم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ اِس آیت شریفہ سے یہ امر بھی متعلق ہے کہ تعلیم حقّہ، حکمت اور معانی میں کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(الحکم ۳۰؍اپریل ۱۹۰۴ء)

۶۔ اِس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شُبہ ہی نہیں۔ جو بات ہے مستحکم اور جو دعویٰ ہے وہ مدلّل اور روشن اور علّتِ غائی اِس کتاب کی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن ہے یعنی اِس کتاب کے نزول کی غرض وغایت یہ ہے کہ متّقیوں کو ہدایت کرتی ہے۔

(الحکم ۱۷؍جنوری ۱۹۰۶ء)

۷۔ یہ خاصیّت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اس کی کامل پَیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دُور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصّہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے۔ مگر قرآن شریف اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نُور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دُنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۹۔۲۶۰)

تمام مخلوق کی طاقت سے برتر کلام

بلا شبہ قرآن شریف کا کلام بلاغت اور حکمت میں آنحضرتؐ کی طاقتِ ذہنی سے بہت بلند بلکہ تمام مخلوقات کی طاقت سے برتر واعلیٰ ہے اور بجزُ علیم مطلق اور قادر کامل کے اور کسی سے وہ کلام بن نہیں سکتا۔

(فتح اسلام صفحہ ۱۸ حاشیہ)

قرآن کریم ہر قول اور ہر حدیث پر مقدّم ہے

۱۔ جب کوئی حدیث اپنے کسی مفہوم کی رُو سے قرآن شریف کے بیّنات سے مخالف واقع ہو تو قرآن شریف پر ایمان لانا مقدم ہے۔ کیونکہ حدیث کا مرتبہ قرآن شریف کے مرتبہ سے ہرگز مساوی نہیں۔ اور جو کچھ حدیثوں کے بارہ میں ایسے احتمال پیدا ہو سکتے ہیں جو حدیثوں کے وثوق کے درجہ کو کمزور کریں ان احتمالوں میں سے ایک بھی قرآن شریف کی نسبت عائد نہیں جا سکتا۔ پس کیوں نہ ہم ہر حال میں قرآن شریف کو ہی مقدم رکھیں جس کی صحت پر تمام قوم کو اتفاق اور جس کے محفوظ چلے آنے کے لئے اعلیٰ درجہ کے دلائل ہمارے پاس ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۳ طبع اوّل)

۲۔ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اُس کو رد کر دو۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۳)

۳۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنّی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیئے۔ حدیث کو اِس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے۔ لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکامِ الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عملی رنگ میں ادا کر کے

دکھا دیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آ سکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ ۱۴)

۴۔ قرآن کریم ہر ایک وجہ سے احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحّت و عدم صحت پر پرکھنے کے لئے محک ہے۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۲۸)

۵۔ مَیں سچّے دل سے اِس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ حدیثوں کے پرکھنے کے لئے قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی معیار ہمارے پاس نہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۳۴)

۶۔ جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہے وہ مردُود ہے اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی متلو کی مدد سے وہ تمام مسائل قرآن سے مستخرج اور مستنبط کئے گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ استخراج اور استنباط بجز رسول اللہ یا اُس شخص کے جو ظلّی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو ہر یک کا کام نہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹۱)

۷۔ اٰمَنَّا بِالْفُرْقَانِ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ وَلَا نَقْبَلُ كُلَّ مَا يُعَارِضُ الْفُرْقَانَ وَ يُخَالِفُ بَيِّنَاتِهٖ وَمُحْكَمَاتِهٖ وَقَصَصَهٗ وَلَوْ كَانَ اَمْراً عَقْلِيًّا اَوْ كَانَ مِنَ الْاٰثَارِ الَّتِیْ سَمَّاهَا اَهْلُ الْحَدِيْثِ حَدِيْثاً اَوْ كَانَ مِنْ اَقْوَالِ الصَّحَابَةِ اَوِ التَّابِعِيْنَ لِاَنَّ الْفُرْقَانَ الْكَرِيْمَ كِتَابٌ قَدْ ثَبَتَ تَوَاتُرُهٗ لَفْظاً لَفْظاً وَهُوَ وَحْیٌ مَتْلُوٌّ قَطْعِیٌّ يَقِيْنِیٌّ وَمَنْ شَكَّ فِیْ قَطْعِيَّتِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ مَرْدُوْدٌ عِنْدَنَا وَمِنَ الْفَاسِقِيْنَ وَ

الْقُرْاٰنُ مَخْصُوْصٌ بِالْقَطْعِيَّةِ التَّامَّةِ وَلَه‘ مَرْتَبَةٌ فَوْقَ مَرْتَبَةِ كُلِّ كِتَابٍ وَكُلِّ وَحْيٍ مَا مَسَّه‘ اَيْدِى النَّاسِ وَاَمَّا غَيْرُه‘ مِنَ الْكُتُبِ وَالْاٰثَارِ فَلَا يَبْلُغُ هٰذَاالْمَقَامَ وَمَنْ اٰثَرَ غَيْرَه‘ عَلَيْهِ فَقَدْ اٰثَرَ الشَّكَّ عَلَى الْيَقِيْنِ.

(تحفہ بغداد صفحہ ۲۵)

ترجمہ:۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدائے رحمان کی طرف سے ہے اور ہم کسی ایسی چیز کو قبول نہیں کرتے جو قرآن کریم کے محکمات بیّنات اور قصص کے خلاف اور معارض ہو چاہے وہ کوئی عقلی معاملہ ہو یا منقولی ہو جسے اہل حدیث نے حدیث کے نام سے موسوم کیا ہے اور چاہے وہ کسی صحابی یا کسی تابعی کا قول ہو کیونکہ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کا تواتر لفظاً لفظاً ثابت ہے اور وہ وحی متلوّ ہے جو یقینی اور قطعی ہے جو اس کے قطعی ہونے میں شک کرے وہ ہمارے نزدیک کافر اور مردُود ہے اور فاسقوں سے ہے۔ قطعیّتِ تامّہ صرف قرآن شریف سے مخصوص ہے اور اس کا مرتبہ ہر الہامی کتاب اور وحی سے بلند ہے۔ اسکو انسانی ہاتھوں نے نہیں چُھوا قرآن کریم کے سوا کوئی کتاب یا حدیث اس مقام کو نہیں پہنچی۔ جس کسی نے قرآن کریم پر اس کے سوا کو ترجیح دی اس نے گویا شک کو یقین پر ترجیح دی۔

۸۔اِذَا تَخَالَفَ الْحَدِيْثُ وَالْفُرْقَانُ فِىْ اَمْرٍ مِنَ الْقَصَصِ فَنَشْهَدُ الثَّقَلَيْنِ اَنَّا مَعَ الْفُرْقَانِ وَلَا نُبَالِىْ طَعْنَ الطَّاعِنِيْنَ وَنَعْلَمُ اَنَّ الْخَيْرَ كُلَّه‘ وَالسَّلَامَةَ كُلَّهَا فِىْ جَعْلِ الْقُرْاٰنِ مِعْيَاراً بِمِثْلِ هٰذِهِ الْاَخْبَارِ فَالْقَانُوْنُ الصَّحِيْحُ الْعَاصِمُ عَنِ الْخَطَاءِ اَنْ نُّعْرِضَ كُلَّ قِصَّةٍ عَلَى الْقُرْاٰنِ فَاِنْ كَانَ ذِكْرُهَا فِى الْقُرْاٰنِ اَوْ ذِكْرُ اَمْرٍ يُشَاكِلُهَا وَ يُشَابِهُهَا فَيُقْبَلُ وَيُؤْمَنُ بِهٖ وَيُعْتَقَدُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يُوْجَدْشَبِيْهٌ فِى الْقُرْاٰنِ لَا فِىْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَا فِىْ اُمَمٍ اُخْرىٰ بَلْ

يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ يُعَارِضُهٗ فَمِنَ الْوَاجِبِ اَنْ لَا نَقْبَلَ مِثْلَ هٰذِهِ الْقَصَصِ اِلَّا فِيْ زَيِّ التَّاوِيْلِ.

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۴)

ترجمہ:۔ جب قرآن کریم اور حدیث میں کسی قصہ کے بارہ میں تضاد پیدا ہو جائے تو ہم دونو جہان کو گواہ ٹھہرا کر کہتے ہیں کہ ہم قرآن کریم کے ساتھ ہیں اور اس بارہ میں ہم کسی طعن کرنے والے کے طعن کی پرواہ نہیں کرتے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ہماری بھلائی اور سلامتی اِسی بات میں ہے کہ ہم قرآن کریم کو ایسے قصّوں میں معیار قرار دیں۔ پس صحیح اور خطاء سے محفوظ طریق یہی ہے کہ ہم ہر قصّہ کو قرآن کریم پر پیش کریں۔ اگر اسے قرآن کریم نے بیان کیا ہو یا اس کے مشابہ اور اسی طرح کا کوئی واقعہ بیان کیا ہو تو اس قصّہ کو قبول کیا جائے اور اس پر اعتقاد رکھا جائے۔ لیکن اگر اُس جیسا کوئی قصّہ قرآن کریم میں نہیں پایا جاتا اور نہ اُس اُمّت میں اور نہ دوسری گزشتہ اُمّتوں میں اس کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ وہ قرآن کریم کے مخالف ہے تو واجب ہے کہ ایسے قِصّہ کو قبول نہ کیا جائے یا اس کی تاویل کی جائے۔

۹۔ مولویوں کا یہ کہنا کہ قرآن کے معنے اس قدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر بیان کرنا معصیت ہے چہ جائیکہ موجبِ کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالاتِ باطلہ ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن اصلاحِ کامل اور تزکیہ اتم اور اکمل کے لئے آیا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل سچّائیاں اس کے اندر ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ. تو اس صورت میں ضرور ہے کہ جہاں تک سلسِلہ معارف اور علوم الٰہیہ کا ممتد ہو سکے .... وہاں تک قرآنی تعلیم کا بھی دامن پہنچا ہوا ہو اور یہ بات صرف میں نہیں کہتا بلکہ قرآن خود اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام

اکمل الکتب رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الٰہیّہ کے بارے میں کوئی حالتِ منتظرہ باقی ہوتی جس کا قرآن شریف نے ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتب رکھتا۔ حدیثوں کو ہم اس سے زیادہ درجہ نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات پر بطور تفصیل اجمالاتِ قرآنی ہیں۔

(سراجِ منیر صفحہ ۳۵)

۱۰۔ ہم ....قرآن کو سب حدیثوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ان حدیثوں کو مانتے ہیں جو قرآن کے موافق ہیں۔

(الحکم ۲۳ / جولائی ۱۹۰۰ء)

۱۱۔ ہمارا اصول یہ ہے کہ جو احادیثِ صحیحہ قرآن کریم کی نصوصِ صریحہ بیّنہ کے موافق ہوں ان کو ہم مانتے ہیں لیکن جو احادیث قرآن کریم کے اصول کے خلاف ہوں ان کے ہم ایسے معنے کرنے کی کوشش کریں گے جو کتاب اللہ کی نصّ بیّن کے موافق اور مطابق ہوں اور اگر ہم کوئی حدیث ایسی پائیں گے جو مخالف نصِّ قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اس کی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہوسکیں گے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع قرار دیں گے اور قول مردود سمجھ کر چھوڑ دیں گے کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

۱۲۔ تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدّم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام

آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

۱۳۔اِنَّ الْقُرْاٰنَ کِتَابٌ خُتِمَ بِهِ الْهُدٰی وَفِیْهِ کُتُبٌ قَیِّمَةٌ وَخَبْرُ مَا یَاْتِیْ وَمَا مَضٰی فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ. اِعْلَمُوْا اَنَّ الْخَیْرَ کُلَّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ وَشَرُّ الْاَحَادِیْثِ مَا خَالَفَهٗ فَاحْذَرُوْهَا اَیُّهَا الْمُتَّقُوْنَ وَکُلَّمَا خَالَفَ الْقُرْاٰنَ وَقَصَصَهٗ فَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ سَقَطَ وَلَا یُقْبِلُهٗ اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ.

(تحفۃ الندوہ ٹائٹل پیج)

ترجمہ:۔یقیناً قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس سے ہدایت کامل کر دی گئی ہے اور اس میں مضبوط کتابیں ہیں اور ماضی اور مستقبل کی خبریں ہیں۔پس تم اس کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے؟ جان لو کہ یقیناً ساری کی ساری بھلائی قرآن کریم میں ہے اور سب سے بُری وہ حدیث ہے جو اس کے مخالف ہو۔پس اے تقویٰ رکھنے والو تم اس سے بچتے رہو اور جب کبھی وہ قرآن کریم اور اس کے قصّوں کے مخالف پڑے تو تم جان لو کہ وہ اعتبار کے لحاظ سے ساقط ہوگئی اور اسے سوائے فاسقوں کے اور کوئی شخص قبول نہیں کرتا۔

۱۴۔میرا مذہب یہ ہے کہ حدیث کی بڑی تعظیم کرنی چاہئیے۔کیونکہ یہ آنحضرتؐ سے منسوب ہے۔جب تک قرآن شریف سے متعارض نہ ہو تو مستحسن یہی ہے کہ اس پر عمل کیا جاوے.............ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاوے جو قرآن شریف کے مخالف نہ ہو۔

(الحکم ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۲ء)

۱۵۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہئیے اگر وہ قرآن کے معارض نہ ہو۔

(الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۲ء)

۱۶۔ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کے بنائے ہوئے فِقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سُنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اِس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیّرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خدا داد اجتہاد سے کام لیں۔ لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سُنّت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں۔

(الحکم ۳۰؍نومبر ۱۹۰۲ء)

۱۷۔اِنَّ الْقُرْاٰنَ مُقَدَّمٌ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ.

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۹)

ترجمہ:۔قرآن کریم ہر چیز پر مقدّم ہے۔

۱۸۔ حدیث پر مدارِ شریعت اگر رکھا جاوے تو قرآن کو ترک کرنا پڑے گا جو انسان کی تباہی کا باعث ہے۔ سچّی بات یہ ہے کہ جو حدیثیں قرآن کی شارح ہیں اُن کی تو عزّت اور تعظیم کرو اور جو قرآن کے مخالف ہیں اُن کو چھوڑ دو۔

(الحکم ۱۷؍جنوری ۱۹۰۳ء)

۱۹۔ میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئیے کہ احادیث اس درجہ پر نہیں ہیں جو قرآن شریف کا درجہ ہے اور نہ ہم احادیث کو کلام اللہ کا درجہ دے سکتے ہیں۔ احادیث تیسرے درجہ پر ہیں۔ اور بالاتفاق مانی ہوئی بات ہے کہ وہ ظنّ کے لئے مفید ہیں۔ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً۔

اصل میں تین چیزیں ہیں۔ قرآن[۱]۔ سُنّت[۲] اور احادیث[۳]۔ قرآن خدا تعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سُنّت وہ اُسوۂ حسنہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی الٰہی کے موافق قائم کر کے دکھایا۔ قرآن اور سُنّت یہ دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام تھے کہ ان کو پہنچا دیا جاوے اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی ہیں اُس وقت تک بھی شعائرِ اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکہ یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سُنّت کو ایک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔ پس احادیث کو جب تک قرآن اور سُنّت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر نہیں رکھ سکتے۔ لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصولِ حدیث کی رُو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن اگر قرآن یا سُنّت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔

(الحکم ۱۴ر فروری ۱۹۰۳ء)

۲۰۔ نبی دو ہی باتیں لے کر آتے ہیں۔ کتاب اور سُنّت۔ حدیث ان دونوں سے الگ شیٔ ہے اور یہ دونوں حدیث کی محتاج نہیں ہیں۔ ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ ادنیٰ درجہ کی حدیث پر بھی عمل کر لینا چاہئیے خواہ وہ محدّثین کے نزدیک موضوع ہی ہو اگر قرآن اور سُنّت

کے خلاف نہ ہو۔ ہم تو یہاں تک حدیث کی عزّت کرتے ہیں۔لیکن اس کو قرآن پر قاضی اور حَکَم نہیں بنا سکتے۔

(الحکم ۲۱؍فروری ۱۹۰۳ء)

۲۱۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے وہی کچھ حدیث میں ہے۔ ہاں بعض باتوں کا استنباط ایسا اعلیٰ حدیثوں نے کیا ہے کہ دوسرے لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ ورنہ حدیث قرآن سے باہر نہیں۔ خدا نے قرآن کا نام رکھا ہے مُفَصَّلًا اس پر ایمان ہونا چاہیئے۔ بعض تفاسیر سوائے انبیاء کے اَور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ پھر اسی طرح حدیث میں قرآن سے زائد کچھ نہیں۔

(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۲۲۔ وہ احادیث قابلِ پذیرائی ہیں جو قرآن شریف کے معارض نہ ہوں۔ کیونکہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف معارض ہے وہ ردّی ہے اور قبول کرنے کے لائق نہیں۔

(الحکم ۱۰؍مئی ۱۹۰۳ء)

۲۳۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو مقدم کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ جو قرآن شریف کے خلاف ہو، ہم نہیں مان سکتے۔ خواہ وہ کسی کا کلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پر ہم کسی کی بات کو ترجیح کس طرح دیں۔ ہم احادیث کی عزّت کرتے ہیں اور اپنے مخالفوں سے بھی بڑھ کر احادیث کو واجب العمل سمجھتے ہیں۔لیکن یہ سچ ہے کہ ہم دیکھیں گے کہ وہ حدیث قرآن شریف کے کسی بیان کے متعارض یا مخالف نہ ہو اور محدّثین کے اپنے وضع کردہ اصولوں کی بناء پر اگر کوئی حدیث موضوع بھی ٹھہرتی ہو لیکن

قرآن کریم کے مخالف نہ ہو بلکہ اس سے قرآن کی عظمت کا اظہار ہوتا ہو تب بھی ہم اس کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور اس امر کا پاس کریں گے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ لیکن اگر کوئی حدیث ایسی پیش کی جاوے جو قرآن شریف کے مخالف ہو تو ہم کوشش کریں گے کہ اس کی تاویل کر کے اس مخالفت کو دُور کریں۔ لیکن اگر وہ مخالفت دُور نہیں ہو سکتی تو پھر ہم کو وہ حدیث بہر حال چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ ہم اس پر قرآن کو............چھوڑ نہیں سکتے۔

(الحکم ۱۰/اگست ۱۹۰۳ء)

۲۴۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنّی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئیے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردُود قول ہے۔ لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآن شریف میں جو احکامِ الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔

(الحکم ۱۷/جون ۱۹۰۶ء)

قرآنی تفسیر مروّجہ اور مصطلحہ الفاظ کے مطابق ہونی چاہئیے

کوئی علم بغیر اصطلاحی الفاظ کے چل ہی نہیں سکتا۔ پس جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن شریف کے معنے اس کے مروّجہ اور مصطلحہ الفاظ کے لحاظ سے کرے۔ ورنہ تفسیر بالرّائے ہوگی۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۶۶ و ۴۶۷)

راستبازوں کو قرآن کریم کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے

راستبازوں کو قرآن کریم کے انوار کے نیچے چلنے کی ہمیشہ حاجت رہی ہے اور جب کبھی کسی حالت جدیدہ زمانہ نے اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ٹکرا دیا ہے تو وہ تیز ہتھیار جو فی الفور کام آیا ہے قرآن کریم ہی ہے۔ ایسا ہی جب کہیں فلسفی خیالات مخالفانہ طور پر شائع ہوتے رہے تو اس خبیث پودہ کی بیخ کنی آخر قرآن کریم ہی نے کی اور ایسا ہی اس کو حقیر اور ذلیل کر کے دکھلا دیا کہ ناظرین کے آگے آئینہ رکھ دیا کہ سچّا فلسفہ یہ ہے نہ وہ۔ حال کے زمانہ میں بھی جب اوّل عیسائی واعظوں نے سر اٹھایا اور بدفہم اور نادان لوگوں کو توحید سے کھینچ کر ایک بندہ کا پرستار بنانا چاہا اور اپنے مغشوش طریق کو سوفسطائی تقریروں سے

آراستہ کر کے ان کے آگے رکھ دیا اور ایک طوفان مُلک ہند میں برپا کر دیا۔ آخر قرآن کریم ہی تھا جس نے انہیں پسپا کر دیا کہ اب وہ لوگ کسی باخبر آدمی کو مُنہ بھی نہیں دکھلا سکتے اور اُن کے لمبے چوڑے عذرات کو یُوں الگ کر کے رکھ دیا جس طرح کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹے۔ قرآن کریم نے اُن کے ایک بڑے بھارے عقیدہ کو جو کفارہ کا عقیدہ تھا **مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ** کا ثبوت دیکر معدوم کر دیا اور انسان کی نجات کے لئے وہ طبعی اور فطرتی طریقہ بتلایا جو آدم کی پیدائش سے ہر ایک آدمی کی جبلّت کو لازم ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۴ و ۵۲۵)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا یقینی اور قطعی کلام ہے

قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلامِ الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور کسی فرقہ اسلام کو اس کے ماننے سے چارہ نہیں۔ اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ وہ وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۸ و ۵۲۹)

قرآنی حقائق ومعارف ضرورت کے مطابق کھُلتے ہیں

۱۔قرآن کریم کے دقائق و معارف وحقائق بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق ہی کُھلتے ہیں۔مثلاً جس زمانہ میں ہم ہیں اور جن معارفِ فرقانیہ کے بمقابل دجّالی فرقوں کے ہمیں اس وقت ضرورت آپڑی ہے وہ ضرورت ان لوگوں کونہیں تھی جنہوں نے ان دجّالی فرقوں کا زمانہ نہیں پایا۔سووہ باتیں ان پر مخفی رہیں اور ہم پر کھولی گئیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۹)

۲۔بطنی معارف قرآن کریم کے جن کا وجود احادیث صحیحہ اور آیات بیّنہ سے ثابت ہے۔فضول طور پر کبھی ظہور نہیں کرتے بلکہ یہ معجزہ فرقانی ایسے ہی وقت میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے جبکہ اس رُوحانی معجزہ کے ظہور کی اشد ضرورت پیش آئی ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۷)

۳۔جس قدر معارف وحقائق بطونِ قرآن کریم میں چُھپے ہوئے ہیں جو ہر ایک قسم کے ادیانِ فلسفیہ وغیرہ فلسفیہ کو مقہور ومغلوب کرتے ہیں اُن کے ظہور کا زمانہ یہی تھا۔کیونکہ وہ بجُز تحریک ضرورتِ پیش آمدہ کے ظاہر نہیں ہوسکتے تھے۔سواَب مخالفانہ حملے جو نئے فلسفہ کی طرف سے ہوئے تو ان معارف کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا اور ممکن نہیں تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ معارف ظاہر ہوں اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر فتح پاسکے۔کیونکہ سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چندِ روزہ اقبال کے دور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے۔سچّی اور حقیقی فتح وہ

ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۶)

قرآن کریم غیر محدود حقائق معارف اور علوم پر مشتمل ہے

۱۔ قرآن کریم بذاتِ خود معجزہ ہے اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ وہ جامع حقائقِ غیر متناہیہ ہے مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ جیسے جیسے وقت کی مشکلات تقاضا کرتی ہیں وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۷)

۲۔ جاننا چاہئیے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہوسکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اَور مُلک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کُھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو۔ کُھلا کُھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت

بے نصیب ہے وَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِذٰلِکَ الْاِعْجَازِ فَوَاللّٰہِ مَاقَدَرَالْقُرْاٰنَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَمَا عَرَفَ اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَمَا وَقَرَ الرَّسُوْلُ حَقَّ تَوْقِیْرِہٖ

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷۔۳۰۸)

۳۔یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہرایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہرایک زمانہ میں اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اُس کی پُوری مدافعت اور پُورا الزام اور پُورا پُورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اَور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔یہی حال ان صُحفِ مطہّرہ کا ہے۔تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۱)

۴۔اِنَّ الْقُرْاٰنَ الْکَرِیْمَ قَدْ جَمَعَ التَّعَالِیْمَ وَاَکْمَلَ التَّفْھِیْمَ وَاِنَّہٗ مُشْتَمِلٌ عَلٰی عُلُوْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَھُوَبِعُلُوِّہٖ کَالْبَحْرِ لَا کَحِیَاضٍ وَفَاقَ کُلَّ لُجَّۃٍ بِذَیْلٍ فَضْفَاضٍ وَفِیْہِ نُوْرٌ اَصْفٰے مِنْ نُّوْرِ الْعَیْنِ وَنَقِیٌّ مِّنَ الدَّرَنِ وَالشَّیْنِ صُحُفٌ مُّطَھَّرَۃٌ فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ وَحِکَمٌ مُعْجِبَۃٌ مَعَ حُسْنِ بَیَانٍ وَبَلَاغَۃٍ ذِیْ شَاْنٍ تَسُرُّ النَّاظِرِیْنَ وَھُوَ اِعْجَازٌ عَظِیْمٌ بِفَصَاحَۃِ کَلِمَانِہٖ وَبَلَاغَۃِ عِبَارَاتِہٖ وَرِفْعَۃِ مَعَارِفِہٖ وَبَاکُوْرَۃِ نِکَاتِہٖ.

(نورالحق جلد اوّل صفحہ ۱۳۵۔۱۳۶)

ترجمہ:۔ یقیناً قرآن کریم تمام تعلیمیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور اس نے تفہیم کے فرض کو پورے طور پر ادا کیا ہے۔ اور وہ اوّلین و آخرین کے علوم پر مشتمل ہے۔ وہ اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے کسی حوض کی طرح نہیں بلکہ سمندروں کی مانند ہے اور ہر پانی کے بڑے ذخیرے پر اپنے وسیع دامن کی وجہ سے فوقیت رکھتا ہے اور اس میں نُورِ بصر سے بھی زیادہ مصفّٰی نور ہے اور وہ ہر قسم کی مَیل کچیل سے مبرّا ہے۔ اس میں پاک صحیفے اور مضبوط کتابیں ہیں اور پسندیدہ حکمتیں ہیں جو حسنِ بیان اور شاندار بلاغت کے ساتھ مشاہدہ کرنے والوں کو خوش کرتی ہیں۔ وہ اپنی فصاحت و بلاغت، بلند مرتبہ، معارف اور نئے نئے نکات کی وجہ سے ایک عظیم معجزہ ہے۔

۵۔ قرآن کریم اپنی بلاغت وفصاحت ہی کی رُو سے بے نظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بے نظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہوا ہے اس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہئیے بلکہ ہر یک خوبی بے مثل ہوگی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقائق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ وَمَا قَدَرُوا الْقُرْاٰنَ حَقَّ قَدْرِہٖ میں داخل ہیں۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۱۸)

۶۔ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بُری تعلیم جو دُنیا میں ممکن ہے اس کے استیصال کے لئے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرّف ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۱)

۷۔رُوحانی برکات کی یادگار کے لئے قرآن شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دائمی معجزہ دیا گیا جو بموجب منطوق آیت فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ تمام دینی معارف کا جامع ہے۔

(ایّام الصلح صفحہ ۱۵۷)

۸۔قرآن شریف میں سب کچھ ہے مگر جب تک بصیرت نہ ہو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔قرآن شریف کو پڑھنے والا جب ایک سال سے دوسرے سال میں ترقی کرتا ہے تو اپنے گزشتہ سال کو ایسا معلوم کرتا ہے کہ گویا وہ اُس وقت طفلِ مکتب تھا۔کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس میں ترقی بھی ایسی ہی ہے۔جن لوگوں نے قرآن شریف کو صرف ذوالوجوہ کہا ہے انہوں نے قرآن شریف کی عزّت نہیں کی۔قرآن شریف کو ذوالمعارف کہنا چاہیئے ۔ ہر مقام میں سے کئی معارف نکلتے ہیں اور ایک نکتہ دوسرے نکتہ کا نقیض نہیں ہوتا مگر زود رنج کینہ پرور اور غصّہ والی طبائع کے ساتھ قرآن شریف کی مناسبت نہیں ہے اور نہ ایسوں پر قرآن شریف کُھلتا ہے۔

(الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۱ء)

۹۔قرآن شریف ذوالمعارف ہے اور کئی وجوہ سے اس کے معنے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد نہیں اور جس طرح قرآن شریف یک دفعہ نہیں اُترا اُسی طرح اس کے معارف بھی دلوں پر یک دفعہ نہیں اُترتے۔

(نزول المسیح صفحہ ۴۳)

۱۰۔قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمّل ہے۔

(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۱۔اللہ تعالیٰ نے سچّے علوم کا منبع اور سر چشمہ قرآن شریف اِس اُمّت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوئے ہیں اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے.................. مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت اُن کے پاس تھی جو اُن کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی پرواہ نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں۔

(الحکم ۱۷۔۲۴ر اگست ۱۹۰۴ء)

۱۲۔قرآن شریف...............سر چشمۂ معارف وحقائق ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۵۴)

قرآن کریم کے ایک حُکم کو بھی ٹالنا قابلِ مؤاخذہ ہے

یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عُضو اور ہر ایک قوّت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اِس دعوت کو شُکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حُکموں

میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو۔

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۳۳۶)

قرآن کریم کے دو۲ بڑے حُکم

قرآن شریف کے بڑے حُکم دو۲ ہی ہیں۔ ایک توحید و محبّت و اطاعتِ باری عزّ اسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع انسان کی۔ اور اِن حُکموں کو اُس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے۔ جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں۔ اور وہ آیتِ کریمہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی.

(ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

صِحّتِ کاملہ اور محفوظیّت کے لحاظ سے قرآن کریم بے نظیر ہے

قرآن کریم کی جیسا کہ اس کی بلاغت و فصاحت و حقائق و معارف کی رُو سے کوئی چیز مثل نہیں ٹھہر سکتی۔ ایسا ہی اس کی حکمتِ کاملہ اور محفوظیّت اور لَا رَیْبَ فِیْہِ ہونے میں کوئی چیز اس کی مثیل نہیں۔ کیونکہ اس کے الفاظ و ترتیبِ الفاظ اور محفوظیّتِ تامہ کا اہتمام خدا تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لے لیا ہے۔ اور ماسوا اس کے حدیث ہو یا قول کسی صحابی کا ہو ان

سب کا اہتمام انسانوں نے کیا ہے جو سہو اور نسیان سے بَری نہیں رہ سکتے۔ اور ہر گز وہ لوگ محفوظیّت تامہ اور صحتِ کاملہ میں احادیث اور اقوال کو مثل قرآن نہیں بنا سکتے تھے۔

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۳۸۳)

رُوحانی بھلائی اور ترقی کیلئے کامل راہ نما

سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقینی اور تواتر سے بھرا ہوُا اور ہماری رُوحانی بھلائی اور ترقی علمی کے لئے کامل راہ نما ہے۔ قرآن کریم ہے جو تمام دُنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل کرنے کا متکفل ہو کر آیا ہے۔ جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزار ہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اور جس میں بہت سا آبحیات ہماری زندگی کے لئے بھرا ہوُا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک عمدہ محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچّائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشُبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشُبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت اور ایک قِسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۴)

۲۔ قرآن شریف جس قدر اپنے محامد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے اُن پر نظر ڈالنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے تیئں اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹھہرایا ہے۔ اور اپنی ہدایتوں کو کامل اور اعلیٰ درجہ کی ہدایتیں بیان فرماتا ہے۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۲۷)

قرآنی معارف وحقائق صرف پاکیزہ لوگوں پر کھُلتے ہیں

ا۔ جولوگ وحیٔ ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منوّر ہیں اور اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے گروہ میں داخل ہیں اُن سے بلاشُبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن کے اُن پر کھولتا رہتا ہے اور یہ بات اُن پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی۔ بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات واشارات قرآن کریم کی تفصیل ہے۔ سو اس معرفت کے پانے سے اعجازِ قرآن کریم اُن پر کھُل جاتا ہے اور نیز ان آیات بیّنات کی سچّائی اُن پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اگرچہ علماء ظاہر بھی ایک قبض کی حالت کے ساتھ ان آیات پر ایمان لاتے ہیں تا ان کی تکذیب لازم نہ آوے۔ لیکن وہ کامل یقین اور سکینت اور اطمینان جو ملہم کامل کو بعد معائنہ مطابقت وموافقت احادیث صحیحہ اور قرآن کریم اور بعد معلوم کرنے اُس احاطہ تام کے جو درحقیقت قرآن کو تمام احادیث پر ہے ملتی ہے اور علماء ظاہر کو کسی طرح مِل نہیں سکتی۔ بلکہ بعض تو قرآن کریم کو ناقص و ناتمام خیال کر بیٹھتے ہیں اور جن غیر محدود صداقتوں اور حقائق اور معارف پر قرآن کریم کے دائمی اور تمام تر اعجاز کی بُنیاد ہے اس سے وہ منکر ہیں۔ اور نہ صرف منکر بلکہ اپنے انکار کی وجہ سے ان تمام آیات بیّنات کو جھٹلاتے ہیں جن میں صاف صاف اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے کہ قرآن جمیع تعلیماتِ دینیہ کا جامع ہے۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۷۹)

۲۔ محجوب لوگ قرآن کریم کے دقیق اشارات اور اسرار کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے اور اس سے مسائلِ شرعیہ کا استنباط واستخراج کرنے پر قادر نہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹۰)

۳۔ اِنَّ الْفُرْقَانَ مَمْلُوْءٌ مِنْ عَجَائِبِ الْاَسْرَارِ وَدَقَائِقِهَا وَلَطَائِفِهَا وَلٰكِنْ لَّا يَمَسُّهٗ اِلَّاالْمُطَهَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَنْبِطُ سِرَّهٗ وَلَا يَطَّلِعُ عَلٰى غُمُوْضِ مَعَانِيْهِ اِلَّا الَّذِىْ اَصَابَهٗ حَظٌّ مِنْ صِبْغَةِ اللّٰهِ.

(التّبلیغ صفحہ ۹)

ترجمہ:۔ یقیناً قرآن کریم عجیب اسرار دقائق اور لطائف سے بھرپور ہے۔لیکن ان اسرار، دقائق اور معارف کو سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی حاصل نہیں کرسکتا اور اس کے اسرار کو وہی مستنبط کرسکتا ہے اور اس کے معانی کی گہرائیوں پر وہی مطلع ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے رنگ سے ایک حصّہ نصیب ہوا ہو۔

۴۔ اِنَّ فِى كِتَابِ اللّٰهِ نِكَاتاً وَمَعَارِفَ لَا يُزَاحِمُهَا عَقِيْدَةٌ وَلَايُنَاقِصُهَا حُكْمٌ وَلَا يُلَقّٰهَا مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا الَّذِىْ وَجَدَ وَقْتَ ظُهُوْرِ هَا وَكَانَ مِنَ الْمُنْقَطِعِيْنَ الْمَبْعُوْثِيْنَ.

(تحفہ بغداد صفحہ ۲۴)

ترجمہ:۔ یقیناً قرآن کریم میں ایسے نکات اور معارف ہیں جن سے کوئی عقیدہ مزاحم نہیں ہوتا اور نہ کوئی حکم اس کے خلاف ہوتا ہے۔اور اس تک وہی قوم پہنچی ہے جس نے اسکے ظہور کے وقت کو پایا اور وہ دنیا سے قطع تعلق ہو کر صرف خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں لگ گئی۔

۵۔اِنَّ الْاَسْرَارَ الْخَفِيَّةَ مَطْوِيَّةٌ فِیْ اِشَارَاتِ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَابْتَلَعَ کُلَّ الْمَعَارِفِ وَلَوْ مَا اَحَسَّتْهَا بِحَآسَّةِ الْوِجْدَانِ وَتَنْکَشِفُ هٰذِهِ الْحَقَائِقُ مُتَجَرَّدَةً عَنِ الْاَلْبِسَةِ عَلٰی نُفُوْسِ ذَوِی الْفُرقَانِ.

(سِرّ الخلافہ صفحہ ۳۳)

ترجمہ:۔قرآن کریم کے اشارات میں بڑے بڑے مخفی اسرار ہیں اور جس نے قرآن کریم کو پڑھا اس نے ان تمام معارف کو نگل لیا۔ چاہے اس نے اسے وجدانی حِس سے محسوس نہ بھی کیا ہو اور یہ ہر شک وشبہ سے پاک حقائق صرف صاحبِ عرفان لوگوں پر ہی ظاہر ہوتے ہیں۔

٦۔قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار اس میں موجود ہیں۔لیکن ان کو حاصل کرنے کے لئے میں پھر کہتا ہوں کہ اُسی قوّتِ قدسیّہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ.

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۵)

۷۔یہ سچّی بات ہے اور مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوّت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہوسکتا۔اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متّقی کا معلّم خدا ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمّیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اُمّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپؐ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپؐ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دُنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کردیا۔قرآن شریف جیسی پاک کامل کتاب آپؐ کے لبوں پر جاری ہوئی جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی

جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہّر زندگی کا اِس سے بڑھ کر اَور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دُنیا کو حیران کر دیا۔ آپؐ کا اُمّی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اِس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیاوی چالاکیاں۔

غرض قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دُنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے۔

(الحکم ۳۱ / مارچ ۱۹۰۱ء)

۸۔ جب تک انسان پُوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اُٹھالے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہوکر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کُھل سکتا۔ اور رُوح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پاکر رُوح میں ایک لذّت اور تسلّی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لئے تقویٰ بطور نردبان کے ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ بے ایمان۔ شریر۔ خبیث النفس۔ ارضی خواہشوں کے اسیران سے بہرہ ور ہوں۔ اس واسطے اگر ایک مسلمان مسلمان کہلا کر خواہ وہ صرف ونحو۔ معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کِتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو، دُنیا کی نظر میں شیخ الکل فی الکل نہ بنا بیٹھا ہو۔ لیکن اگر تزکیہ نفس نہیں کرتا تو قرآن شریف کے علوم سے اُن کو حصّہ نہیں دیا جاتا۔

(الحکم ۳۱ / مارچ ۱۹۰۱ء)

۹۔ تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے۔ مبارک اور سچّا دخل اس کا ہے جو خدا کے رُوح القدس سے مدد لے کر دخل دے ورنہ علوم مروّجہ کی شیخی پر لکھنا دنیاداروں کی چالاکیاں ہیں۔

(الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۱ء)

۱۰۔ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ہے اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو رُوح کی پیاس کو بُجھا دیتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۴۰۸)

۱۱۔ علم القرآن بُجز متقی اور دیندار کے کسی دوسرے کو نہیں دیا جاتا۔

(الحکم ۱۷ رجنوری ۱۹۰۶ء)

میرا مذہب

۱۔ ہر چند میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹۹)

۲۔ میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں۔ جس طرح سارے اہلِ اسلام احکامِ بیّنہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاساتِ مسلّمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں اسی طرح مَیں بھی جانتا ہوں۔ صرف بعض اخبار گزشتہ ومستقبلہ کی نسبت الہام الٰہی کی وجہ سے جس کو مَیں نے قرآن سے

بکلّی مطابق پایا ہے۔بعض اخبار حدیثیہ کے مَیں اس طرح پر معنی نہیں کرتا جو حال کے علماء کرتے ہیں کیونکہ ایسے معنے کرنے سے وہ احادیث نہ صرف قرآن کریم کے مخالف ٹھہرتی ہیں ۔بلکہ دوسری احادیث کی بھی جو صحت میں اُن کے برابر ہیں، مغائرومبائن قرار پاتی ہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۸۰)

۳۔قرآن کریم بلاشُبہ جامع حقائق ومعارف اور ہر زمانہ کی بدعات کا مقابلہ کرنے والا ہے۔ اِس عاجز کا سینہ اس کی چشم دید برکتوں سے پُر ہے .... بلاشبہ ہماری بھلائی اور ترقی علمی اور ہمارے دائمی فتوحات کے لئے قرآن ہمیں دیا گیا ہے اور اس کے رموز اور اسرار غیر متناہی ہیں جو بعد تزکیہ نفس اشراق اور روشن ضمیری کے ذریعہ سے کُھلتے ہیں۔خدا تعالیٰ نے جس قوم کے ساتھ کبھی ہمیں ٹکرا دیا اُس قوم پر قرآن کے ذریعہ ہی ہم نے فتح پائی ۔وہ جیسا ایک اُمّی دیہاتی کو تسلّی دیتا ہے ویسا ہی ایک فلسفی معقول کو اطمینان بخشتا ہے۔یہ نہیں کہ وہ صرف ایک گروہ کے لئے اُترا ہے۔دوسرا گروہ اُس سے محروم رہے۔ بلاشبہ اس میں ہر ایک شخص اور ہر یک زمانہ اور ہر یک استعداد کے لئے علاج موجود ہے۔ جو لوگ منکوس الخلقت اور ناقص الفطرت نہیں وہ قرآن کی ان عظمتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کے انوار سے مستفید ہوتے ہیں۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۱۰۸)

۴۔وَاَنَّ کِتَابَنَا لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ وَسِیْلَةُ الْاِھْتِدَاءِ لَا نَبِیَّ لَنَا نَھْتَدِیْ بِهٖ اِلَّا الْمُصْطَفٰی وَلَا کِتَابَ لَنَا نَتَّبِعُهٗ اِلَّا الْفُرْقَانُ الْمُھَیْمِنُ عَلَی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی وَاٰمَنْتُ بِاَنَّ رَسُوْلَنَا سَیِّدُوُلْدِ اٰدَمَ وَسَیِّدُالْمُرْسَلِیْنَ وَبِاَنَّ اللّٰهَ خَتَمَ بِهِ النَّبِیّٖنَ وَبِاَنَّ الْقُرْاٰنَ الْمَجِیْدَ بَعْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ مَحْفُوْظٌ مِنْ تَحْرِیْفِ الْمُحَرِّفِیْنَ وَخَطَأً

الْـمُخْطِئِيْنَ وَلَا يُنْسَخُ وَلَا يَزِيْدُ وَلَا يُنْقَصُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يُخَالِفُهٗ اِلْهَامُ الْمُلْهَمِيْنَ الصَّادِقِيْنَ وَكُلُّ مَا فَهِمْتُ عَنْ عَرِيْصَاتِ الْقُرْاٰنِ وَاُلْهِمْتُ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ فَقَبِلْتُهٗ عَلٰى شَرِيْطَةِ الصِّحَةِ وَ الصَّوَابِ وَالسَّمْتِ وَ قَدْ كُشِفَ عَلَيَّ اَنَّهٗ صَحِيْحٌ خَالِصٌ يُوَافِقُ الشَّرِيْعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلَا لَبْسٍ وَلَا شَكٍّ وَلَا شُبْهَةَ وَاِنْ كَانَ الْاَمْرُ خِلَافَ ذٰلِكَ عَلٰى فَرْضِ الْمُحَالِ فَنَبَذْنَا كُلَّهٗ بِاَيْدِيْنَا كَالْمَتَاعِ الرَّدِّيِّ وَمَا دَّةِ السُّعَالِ.

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۱)

ترجمہ:۔ ہماری کتاب قرآن کریم ہے جو ہدایت کا ذریعہ ہے۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی رسول نہیں جس کی ہم اقتداء کریں اور نہ ہمارے لئے کوئی کتاب ہے جس کی ہم پیروی کریں۔ مگر فُرقان مجید جو تمام صحفِ سابقہ پر نگران ہے۔ میں اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ ہمارا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سیّد المرسلین اور سیّد وُلدِ آدم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ نبیوں پر مُہر لگائی ہے اور یہ کہ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تحریف کرنے والوں کی تحریف اور خطا کرنے والوں کی خطا سے پاک ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ وہ منسوخ ہوگا نہ اس میں کوئی چیز زیادہ ہوگی اور نہ اس سے کوئی چیز کم ہوگی اور نہ ہی سچّے ملہمین کے الہامات اسکے خلاف ہونگے۔ جو کچھ مَیں نے قرآن کریم کے مشکل مقامات سے سمجھا اور جو کچھ خدائے رحمان کیطرف سے مجھ پر الہام کیا گیا مَیں نے اسے بشرطِ صحت وصواب ودرستگی قبول کیا ہے اور مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ وہ صحیح خالص اور شریعت کے موافق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ اور ملونی نہیں۔ اور اگر بفرضِ محال معاملہ اس کے خلاف ہوتا تو ہم اسے ردّی سامان اور کھانسی پیدا کرنے

والی اشیاء کی طرح پھینک دیتے۔

۵۔لَا نَقْبَلُ اِجْمَاعاً یُخَالِفُ الْقُرْاٰنَ. (انجامِ آتھم صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ:۔ہم ایسے اجماع کو قبول نہیں کرتے جو قرآن کریم کے خلاف ہو۔

۶۔لَا کِتَابَ لَنَا اِلَّا الْفُرْقَانَ کِتَابَ اللّٰہِ الْعَلَّامِ.

(انجامِ آتھم صفحہ ۱۴۳)

ترجمہ:۔ ہمارے لئے کوئی کتاب نہیں سوائے قرآن کریم کے جو خدائے علّام کی کتاب ہے۔

۷۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔

(اربعین حصّہ اوّل صفحہ ۳)

۸۔خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا مَیں اِس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

(الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۰ء)

۹۔ ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن کریم کی عظمت دُنیا میں قائم ہو گی۔

(الحکم ۱۶؍جولائی ۱۹۰۰ء)

۱۰۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم سب سے مقدّم قرآن کریم کو جانتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ حدیثیں ہماری ماخذ و استدلال ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور پھر اس کے بعد وہ امور مشہودہ محسوسہ جن سے کوئی عقل انکار نہیں کر سکتی۔اور ماسوا اس کے جس قدر

احادیث یا اقوال اور آثار قرآن شریف کے مخالف ہیں یا امور مشہودہ محسوسہ بدیہیہ سے مخالف پڑے ہیں ہم اُن کو نہیں مانتے۔

(الحکم ۲۳؍جولائی ۱۹۰۰ء)

۱۱۔لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ بِاِعْجَازِ الْقُرْاٰنِ وَجَوْهَرِ حُسَامِهٖ تَضَرُّدِ دُرَّةِ كَلِمِهٖ وَ نِظَامِهٖ وَ وَاللّٰهِ اِنَّا نَشْرَبُ مِنْ عَيْنِهٖ وَ نَتَزَيَّنُ بِزَيْنِهٖ وَلِذَالِكَ عَلٰى كَلَامِنَا نُوْرٌ وَ صَفَاءٌ وَفِيْ نُطْقِنَا يَبْهَرُ لَمَعَانٌ وَ ضِيَاءٌ وَبَرَكَةٌ وَ شِفَآءٌ وَ طَلَاوَةٌ وَبَهَاءٌ وَلَيْسَ عَلَيَّ مِنَّةُ اَحَدٍ مِنْ غَيْرِ الْفُرْقَانِ وَ اِنَّهٗ رَبَّانِيْ بِتَرْبِيَةٍ لَا يُضَاهِئُهَا الْاَبَوَانِ وَ سَقَانِي اللّٰهُ بِهٖ مَعِيْناً وَوَجَدْنَاهُ مُنِيْراً وَّ مُعِيْناً فَلَا نَعْرِفُ اِلْتِهَاباً وَلَا حَرُوْراً وَ شَرِبْنَا مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْراً.

(المہدی صفحہ ۳۶)

ترجمہ:۔میرے نزدیک اُس شخص پر خدا کی لعنت ہے جو قرآن کریم کے اعجاز، اس کی تلوار کے جوہر اور اس کے کلمات اور نظام کے منفرد ہونے کا انکار کرتا ہے۔اور خدا کی قسم ہم تو اسی چشمہ سے پیتے ہیں اور اسی کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں۔ اِسی سبب سے تو ہمارے کلام میں نُور اور صفا ہوتی ہے اور ہماری گویائی میں چمک اور روشنی اور تازگی اور خوبصورتی دکھائی دیتی ہے اور مجھ پر قرآن کریم کے سِوا اَور کسی کا احسان نہیں اور اس نے میری ایسی پرورش کی ہے کہ ویسی ماں باپ بھی نہیں کرتے۔اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس سے خوشگوار پانی پلایا اور ہم نے اسکو روشن کرنیوالا اور مددگار پایا۔پس اب ہم سوزش اور گرمی محسوس نہیں کرتے اور ہم نے کافوری پیالہ پیا ہے۔

۱۲۔مَیں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا۔اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قرآن

شریف کے بعداب کوئی اَور شریعت آسکتی ہے۔ کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے۔ اسی طرح خداتعالےٰ مجھے شریعتِ محمدیؐ کے احیاء کے لئے اِس صدی میں مبعوث فرماتا ہے۔

(الحکم ۱۰رمئی ۱۹۰۱ء)

۱۳۔قرآن شریف میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح اور سچ ہے۔اور ہم ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ یہ خداتعالےٰ کی طرف سے ہے۔

(الحکم ۲۴رجون ۱۹۰۲ء)

۱۴۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کُھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتّباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوّتِ مستقلہ منقطع ہوچکی ہے۔ وَلَا سَبِيْلَ اِلَيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَادَّعٰى اَنَّهٗ نَبِيٌّ صَاحِبُ الشَّرِيْعَةِ اَوْ مِنْ دُوْنِ الشَّرِيْعَةِ وَلَيْسَ مِنَ الْاُمَّةِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ غَمَرَهُ السَّيْلُ الْمُنْهَمِرُ فَاَلْقَاهُ وَرَاءَهٗ وَلَمْ يُغَادِرْ حَتّٰى مَاتَ.

(الحکم ۳۰رنومبر ۱۹۰۲ء)

۱۵۔حضرت مسیح علیہ السلام جیسے اپنی کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پُورا کرنے آئے تھے۔اسی طرح پر محمدیؐ سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے آیا ہے جو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کہلاتی ہے۔ (الحکم ۱۷رجنوری ۱۹۰۳ء)

۱۶۔مَیں از خود نہیں کہتا۔خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑیگا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء)

۱۷۔مجھے قرآن وحدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا مَیں قرآن وحدیث کا مصدّق و مصداق ہوں۔ میں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔

(ایضاً)

۱۸۔جیسے مسیحؑ توریت کی شرح بیان کرتے تھے اسی طرح ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء)

۱۹۔ہمارا صرف ایک ہی رسولؐ ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اُس رسولؐ پر نازل ہؤا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔

(الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۳ء)

۲۰۔مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچّائیوں کو دُنیا کو دکھادوں۔اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔لیکن جس کی آنکھوں پر پٹّی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

(الحکم ۲۴؍جون ۱۹۰۳ء)

۲۱۔ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی ہتک کریں۔ اِس عقیدہ پر اگر ساری دُنیا مجھ کو چھوڑتی ہے تو چھوڑ دے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔

(الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء)

۲۲۔ مَیں پُورے یقین سے سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کے مقابل پر تمام دوسرے مذاہب ہلاک شدہ ہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۹۵)

۲۳۔ میرا یقین کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل، اکمل اور مکمّل کتاب ہے اور اس کی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا جوآ اپنی گردن سے اُتارنے والے کو مَیں کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں۔

(الحکم ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء)

خدا تعالیٰ کے متعلِّق تعلیم

۱۔ قرآن کریم کی صاف تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوند وحید وحمید جو بالذات توحید کو چاہتا ہے، اُس نے اپنی مخلوق کو متشارک الصّفات رکھا ہے اور بعض کو بعض کا مثیل اور شبیہہ قرار دیا ہے تا کِسی فرد خاص کی کوئی فوقیت جو ذات وافعال واقوال اور صفات کے متعلق ہے اس دھوکہ میں نہ ڈالے کہ وہ فرد خاص اپنے بنی نوع سے بڑھ کر ایک ایسی خاصیّت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص ضلاً وظلاً اس کا شریک نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح کسی اپنی صفت میں

واحد لاشریک ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۴۔۴۵)

۲۔ بلاشُبہ وہ تعلیم جو انسان کو سچّی توحید سکھاتی اور حقیقی خدا کی طرف رجوع دیتی ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔

(تبلیغِ رسالت جلد۳ صفحہ ۱۹۸)

۳۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف دہریوں کی طرح تمام امور کو اسباب طبعیہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ خالص توحید پر پہنچانا چاہتا ہے۔

(الحکم ۲۸رفروری ۱۹۰۲ء)

۴۔ قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالےٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس میں ایک برکت اور قوّتِ جاذبہ ہے جو خدا کے طالب کو دمبدم خدا کی طرف کھینچتی اور روشنی اور سکینت اور اطمینان بخشتی ہے۔ اور قرآن شریف پر سچّا ایمان لانے والا صرف فلسفیوں کی طرح یہ ظنّ نہیں رکھتا کہ اس پُرحکمت عالم کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیئے بلکہ وہ ایک ذاتی بصیرت حاصل کرکے اور ایک پاک رویت سے مشرّف ہو کر یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے کہ فی الواقع وہ صانع موجود ہے اور اُس پاک کلام کی روشنی حاصل کرنے والا محض خشک معقولیوں کی طرح یہ گمان نہیں رکھتا کہ خدا واحد لاشریک ہے بلکہ صدہا چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ جو اُس کا ہاتھ پکڑ کر ظلمت سے نکالتے ہیں واقعی طور پر مشاہدہ کر لیتا ہے کہ درحقیقت ذات اور صفات میں خدا کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ عملی طور پر دُنیا کو دکھا دیتا ہے کہ وہ ایسا ہی خدا کو سمجھتا ہے اور وحدتِ الٰہی کی عظمت ایسی اس کے دل میں سما جاتی ہے کہ وہ

الٰہی ارادہ کے آگے تمام دُنیا کو ایک مَرے ہوئے کیڑے کی طرح بلکہ مطلق لاشئ اور سراسر کالعدم سمجھتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۶۔۱۷)

۵۔قرآن شریف تو سارا اِس بات سے بھرا پڑا ہے کہ بجز خدا کے کسی کی پرستش جائز نہیں۔ بلکہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ہی یہی معنے ہیں کہ تمہارا معبود بجُز خدا کے اور کوئی نہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۷۰)

۶۔ دوسری قوموں نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت یا تنزیہی صفت اختیار کی ہے یعنی نرگن کے نام سے پُکارا ہے اور یا اُس کو سرگن مان کر ایسی تشبیہہ قرار دی ہے کہ گویا وہ عین مخلوقات ہے۔ اور ان دونو صفات کو جمع نہیں کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونو صفات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دکھلایا ہے اور یہی کمالِ توحید ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۱)

۷۔ اِس زمانہ میں بجُز قرآن شریف کے کوئی ایسی کتاب جو الہامی سمجھی جاتی ہے صفحۂ زمین پر پائی نہیں جاتی جو خدا تعالیٰ کو تمام صفاتِ کاملہ سے متصف اور تمام عیوب اور نقصانوں سے پاک سمجھتی ہو۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸)

۸۔قرآن شریف اِس وجہ سے ہر ایک دھوکہ دہی کی بات سے محفوظ ہے کہ اُس نے خدا تعالیٰ کے ایسے طور سے صفات بیان کئے ہیں جن سے توحید باری تعالیٰ شرک کی آلائش سے بکلّی پاک رہتی ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۱۱۳)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اپنے افعالِ قدرتیہ کو اقوالِ شرعیّہ کے حل کیلئے پیش کرتا ہے

یہ ایک عام طریق اللہ جلّ شانہٗ کا قرآن کریم میں ہے کہ اپنے افعالِ قدرتیہ کو جو اس کی مخلوقات میں باقاعدہ منضبط اور مرتّب پائی جاتی ہیں۔ اقوالِ شرعیّہ کے حل کرنے کے لئے جا بجا پیش کرتا ہے۔ تا اِس بات کی طرف لوگوں کو توجّہ دلا دے کہ یہ شریعت اور یہ تعلیم اُسی ذات وحدہٗ لاشریک کی طرف سے ہے جس کے ایسے افعال موجود ہیں جو اُس کے ان اقوال سے مطابقت کلّی رکھتے ہیں۔ کیونکہ اقوال کا افعال سے مطابق آجانا بلا شبہ اِس بات کا ایک ثبوت ہے کہ جسکے یہ افعال ہیں اُسی کے یہ اقوال ہیں۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۹۸ حاشیہ)

قرآن کریم بلاغت کے اِستعاراتِ لطیفہ سے بھرا ہوا ہے؛

قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کو حقیقت پر حمل کرنا بھی بڑی غلطی ہے۔ اور اللہ جلّ شانہٗ کا یہ پاک کلام بوجہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے استعاراتِ لطیفہ سے بھرا ہوا ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

☆☆☆☆☆☆

تارکِ قرآن کا انجام

وَ مَنْ تَرَکَ الْقُرْاٰنَ وَ التَّبَعَ قِیَاساً فَھُوَ کَرَجُلٍ اِنْتَرَسَ اِنْتِرَاساً وَوَقَعَ فِی الْوِھَادِ الْمُھْلِکَةِ وَھَلَکَ وَفَنٰی.

(التّبلیغ صفحہ ۷۔۸)

ترجمہ: جس شخص نے قرآن کریم کو ترک کر کے قیاس کی پیروی کی اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کی عقل پر پردہ پڑ گیا اور وہ جان لیوا کھڈوں میں پڑ کر ہلاک ہو گیا۔

۲۔ مَنْ خَرَجَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِیْمَانِ .

(مواھب الرحمٰن صفحہ ۶۸)

ترجمہ:۔ جو شخص قرآن کریم سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر ہوا وہ ایمان سے باہر نِکل گیا۔

۳۔ لَا کِتَابَ لَنَا مِنْ دُوْنِ الْقُرْاٰنِ وَکُلُّ مَنْ خَالَفَهٗ فَقَدْ جَرَّ نَفْسَهٗ اِلَی اللَّظٰی . (ایضاً صفحہ ۶۹)

ترجمہ:۔ سوائے قرآن کریم کے ہماری کوئی کتاب نہیں جس شخص نے بھی اس کی مخالفت کی اُس نے گویا اپنے آپکو آگ میں جھونک دیا۔

۴۔ قَدْ ھَلَکَ مَنْ تَرَکَ الْقُرْاٰنَ وَعَادٰی اَھْلَهٗ وَقَلٰی .

(خطبہ الہامیّہ صفحہ ۶۸)

ترجمہ:۔ وہ شخص جس نے قرآن کریم کو ترک کیا اور اس کے خادموں کو دشمن پکڑا وہ ہلاک ہو گیا۔

۵۔ لَا تَتْرُکُوا الْفُرْقَانَ اِنَّہٗ کِتَابٌ یُسْئَلُ عَنْہُ اِنْسٌ وَجَآنٌّ .

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۷۸)

ترجمہ:۔قرآن کریم کو مت ترک کرو کیونکہ وہ ایسی کتاب ہے جس کا انسانوں اور جنّوں سب سے سوال کیا جائے گا۔

۶۔جھوٹے قصّوں سے جھوٹا بھروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیّت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے جیسے کیمیا کی وہمی باتوں کے بھروسہ میں انسان اگلی دولت بھی کھو بیٹھتا ہے۔

جھوٹے خیالات اور خیالی قصّوں کا بھی اثر ایمان پر ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالیٰ کی کلام ہے چھوڑتے ہیں وہ آخر اس مرض میں گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضائع کر لیتے ہیں۔قرآن شریف میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کو دھوکہ دے۔

(الحکم ۳۱ر جولائی ۱۹۰۵ء)

حُسنِ قرآن

وَکُنْتُ اَجِدُ قَلْبِیْ مَائِلاً اِلَی الْقُرْاٰنِ وَ دَقَائِقِھَا وَ نِکَاتِھَا وَمَعَارِفِھَا وَکَانَ الْقُرْاٰنُ قَدْ شَغَفَنِیْ حُبًّا وَرَأَیْتُ اَنَّہٗ یُعْطِیْنِیْ مِنْ اَنْوَاعِ الْمَعَارِفِ وَ اَصْنَافِ الْاَثْمَارِ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَلَا مَمْنُوْعَةٍ. وَرَأَیْتُ اَنَّہٗ یُقَوِّی الْاِیْمَانَ وَ یَزِیْدُ فِی الْیَقِیْنِ.وَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ دُرَّةٌ یَتِیْمَةٌ ظَاھِرُہٗ نُوْرٌ وَبَاطِنُہٗ نُوْرٌ وَفَوْقَہٗ نُوْرٌ وَتَحْتَہٗ نُوْرٌ وَفِیْ کُلِّ لَفْظِہٖ وَکَلِمَتِہٖ نُوْرٌ. جَنَّةٌ رُوْحَانِیَّةٌ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا وَتَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہِ الْاَنْھَارُ. کُلُّ ثَمَرَةِ السَّعَادَةِ تُوْجَدُ فِیْہِ وَکُلُّ قَبَسٍ یُقْبَسُ

مِنْهُ وَمِنْ دُوْنِهٖ خَرْطُ الْقَتَادِ مَوَارِدُ فَيْضِهٖ سَائِغَةٌ فَطُوْبٰى لِلشَّارِبِيْنَ. وَقَدْ قُذِفَ فِيْ قَلْبِيْ اَنْوَارٌ مِّنْهُ مَا كَانَ لِيْ اَنْ اَسْتَحْصِلَهَا بِطَرِيْقٍ اٰخَرَ. وَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْقُرْاٰنُ مَا كَانَ لِيْ لُطْفُ حَيَاتِيْ. رَأَيْتُ حُسْنَهٗ اَزْيَدَ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ يُوْسُفَ فَمِلْتُ اِلَيْهِ اَشَدَّ مَيْلِيْ. وَاُشْرِبَ هُوَفِيْ قَلْبِيْ. هُوَ رَبَّانِيْ كَمَا يُرَبّٰى الْجَنِيْنُ. وَلَهٗ فِيْ قَلْبِيْ اَثْرٌ عَجِيْبٌ وَحُسْنُهٗ يُرَاوِدُ نِيْ عَنْ نَفْسِيْ.وَاِنِّيْ اَدْرَكْتُ بِالْكَشْفِ حَظِيْرَةُ الْقُدْسِ تُسْقٰى بِمَاءِ الْقُرْاٰنِ. وَهُوَ بَحْرٌ مَوَّاجٌ مِنْ مَاءِ الْحَيَاتِ مَنْ شَرِبَ فِيْهِ فَهُوَ يَحْيٰ بَلْ يَكُوْنُ مِنَ الْمُحْيِيْنَ. وَوَاللّٰهِ اِنِّيْ اَرٰى وَجْهَهٗ اَحْسَنَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَجْهٌ اُفرِغَ فِيْ قَالَبِ الْجَمَالِ. وَ اُلْبِسَ مِنَ الْحُسْنِ حُلَّةَ الْكَمَالِ. وَاِنِّيْ اَجِدُهٗ كَجَمِيْلٍ رَشِيْقِ الْقَدِّ. اَسِيْلِ الْخَدِّ. اُعْطِىَ لَهٗ نَصِيْبٌ كَامِلٌ مِنْ تَنَاسُبِ الْاَعْضَاءِ .وَاُسْبِغَتْ عَلَيْهِ كُلُّ مَلَاحَةٍ بِالْاِسْتِيْفَاءِ. وَكُلُّ نُوْرٍ وَكُلُّ نَوْعِ الضِّيَاءِ .وَضِيٌّ اُعْطِيَ لَه، حَظٌّ تَامٌّ مِنْ كُلِّ مَا يَنْبَغِيْ فَى الْمَحْبُوْبِيْنَ مِنَ الْاِعْتِدَالَاتِ الْمَرْضِيَّةِ.وَالْمَلَا حَاتِ الْمُتَخَطِّفَةِ كَمِثْلِ حَوَرِ الْعُيُوْنِ.وَبَلَجِ الْحَوَاجِبِ وَلَهْبِ الْخُدُوْدِ وَهَيْفِ الْخُصُوْرِ وَشَنَبِ الثُّغُوْرِوَفَلَجِ الْمَبَاسِمِ وَ شَمَمِ الْاُنُوْفِ وَسَقْمِ الْجُفُوْنِ وَتَرَفِ الْبَنَانِ وَ الطُّرَرِالْمُزَيَّنَةِ وَكُلِّ مَايُصْبِى الْقُلُوْبَ وَيُسُرُّالْاَعْيُنَ وَيُسْتَمْلَحُ فِى الْحَسِيْنِ. وَمِنْ دُوْنِهٖ كُلُّ مَايُوْجَدُ مِنَ الْكُتُبِ فَهِىَ نَسْمَةٌ خِدَاجٌ اَوْ كَمُضْغَةٍ مُسْقَطَةٍ غَيْرَ وَمَا جٍ. اِنْ كَانَتْ عَيْنٌ فَلَا اَنْفَ وَاِنْ كَانَ اَنْفٌ فَلَا عَيْنَ وَتَرٰى وَجُوْهَهَا مَكْرُوْهَةً مَسْنُوْنَةٌ مَلُوْحَةً وَمَثَلُهَا كَمَثَلِ امْرَأَةٍ اِذَ اكُشِفَ بُرْقُعُهَا وَقِنَاعُهَا عَنْ وَجْهِهَا فَاِذَا هِىَ كَرِيْهَةُ الْمَنْظَرِ حِدًّا قَدْرُمِىَ جَفْنُهَا بِا لْعَمَشِ. وَخَدُّهَا بِا لنَّمَشِ وَذَوَائِبُهَا بِالْجَلْحِ

وَدُرَرُهَا بِالْقَلْحِ وَدَرْدُهَا بِالْبُهَارِ وَمِسْكُهَا بِالْبُخَارِ وَبَدْرُهَا بِالْمُحَاقِ وَقَمَرُهَا بِالْاِنْشِقَاقِ. وَشُعَاعُهَا بِالظَّلَامِ. وَقُوَّتُهَابِالشَّيْبِ التَّامِّ فَهِيَ كَجِيْفَةٍ مُتَعَفِّنَةٍ نَتِنَةٍ مُنْتِنَةٍ تُؤْذِيْ شَامَّةَ النَّاسِ وَ تَسْتَأْصِلُ سُرُوْرَالْاَعْيُنِ. يَتبَاكُوْنَ اَهْلُهَا لِاِفْتِضَاحِهِمْ وَيَتَمَنى النَّظِيْفُوْنَ اَنْ يَدُسُّوْهَا فِيْ تُرَابٍ اَوْ يَذُبُّوْنَ عَنْ اَنْفُسِهِمْ اِلىٰ اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ. فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَنَّهٗ اَنَالَنِيْ حَظًّا وَافِراً مِنْ اَنْوَارِهٖ وَاَزَالَ اِمْلَاقِيْ مِنْ دُرَرِهٖ. وَاَشْبَعَ بَطْنِيْ مِنْ اَثْمَارِهٖ. وَمَنَحَ بِيْ مِنَ النِّعَمِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمَجْذُوْبِيْنَ وَكُنْتُ شَابًّا وَقَدْ شِخْتُ وَمَااسْتَفْتَحْتُ بَاباً اِلَّا فَتَحْتُ وَمَا سَئَلْتُ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اُعْطِيْتُ وَمَا اسْتَكْشَفْتُ مِنْ اَمْرٍ اِلَّا كَشَفْتُ. وَمَا ابْتَهَلْتُ فِيْ دُعَاءٍ اِلَّا اُجِيْبَتْ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِنْ حُبِّيْ بِالْقُرْاٰنِ وَحُبِّ سَيِّدِيْ وَاِمَامِيْ سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ.

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۴۵ تا ۵۴۷)

ترجمہ:۔میں اپنے دل کو قرآن کریم اور اس کے دقائق، معارف اور نکات کی طرف مائل پاتا تھا۔اس نے مجھے محبّت کی وجہ سے اپنا لٹّو بنالیا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ مجھے مختلف اقسام کے معارف اور قسم قسم کے پھل دیتا ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ انہیں مجھ سے ہٹایا جائیگا اور میں نے دیکھا ہے کہ قرآن کریم ایمان کو مضبوط کرتا اور یقین میں زیادتی کرتا ہے۔اور اللہ تعالےٰ کی قسم وہ ایک لاثانی موتی ہے۔اس کا ظاہر بھی نُور ہے۔اور اس کا باطن بھی نُور ہے۔اور اس کے ہر لفظ اور ہر کلمہ میں نُور ہے۔وہ ایک رُوحانی جنّت ہے جس کے خوشے نہایت قریب ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ہر ثمرِ سعادت اس میں پایا جاتا ہے اور (جرأتِ ایمان کیلئے) ہر شعلہ اس سے حاصل کیا

جا سکتا ہے۔ اِس کے سوا محض خشک کانٹوں پر ہاتھ مارنا ہے۔ اسکے فیض کے گھاٹ نہایت خوشگوار ہیں۔ پس پینے والوں کو مبارک ہو۔ میرے اندر اس کے ایسے نُور ڈالے گئے ہیں کہ انہیں کسی اَور طریق سے حاصل کرنا میرے لئے مشکل تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا۔ مَیں نے اس کے حُسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے۔ پس مَیں اس کی طرف انتہائی طور پر مائل ہو گیا۔ اور وہ میرے دل میں گھر کر گیا ہے۔ اس نے مجھے اس طرح پرورش کیا ہے جیسے رِحم میں بچّہ کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس کا میرے دل پر ایک عجیب اثر ہے۔ اُسکے حُسن نے مجھے پھُسلا لیا ہے۔ اور مَیں نے کشف میں دیکھا ہے کہ ''خطیرۃ القدس'' قرآن کریم کے پانی کے ساتھ سیراب کیا جاتا ہے۔ اور وہ یعنی قرآن کریم زندگی کے پانی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوُا سمندر ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ نہ صرف خود زندہ رہے گا بلکہ وہ اَوروں کی زندگی کا بھی موجب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اس کا چہرہ ہر شئے سے زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ ایک ایسا چہرہ ہے جسے خوبصورتی کے سانچہ میں ڈھالا گیا ہے۔ اور کمالِ حُسن کا جُبّہ پہنایا گیا ہے۔ اور یقیناً مَیں اسے خوبصورت اور موزون قد نوجوان کی طرح پاتا ہوں۔ جس کے رُخسار دراز اور ملائم ہوں۔ اور اُسے تناسبِ اعضاء سے حصّہ وافر عطا ہوُا ہو۔ اور اُس پر ہر ملاحت اور ہر نُور مکمّل طور پر پورا ہو چکا ہو۔ وہ ایک پاکیزہ اور خوبصورت نوجوان کی طرح ہے جسے ہر اُس پسندیدہ اعتدال اور چُنیدہ ملاحت سے پُورا پُورا حصّہ دیا گیا ہے۔ جس کی کسی محبوب کے لئے ضرورت ہے۔ جیسے آنکھوں کا سیاہ ہونا۔ کشادہ ابرُو ہونا۔ رخساروں کا بھڑکیلا پن۔ کمر کا نازک ہونا۔ دانتوں کی آبداری۔ لبوں میں فاصلہ۔ ناک کی بلندی۔ بیماریٔ چشم۔

پوروں کی نزاکت ۔مزیّن زُلف اور ہر وہ چیز جو دلوں کو موہ لے ۔آنکھوں کو سرور بخشے اور کسی حسین میں اچھی معلوم ہو۔قرآن کریم کے علاوہ باقی تمام کتب ناقص رُوح کی طرح ہیں یا وہ اس لوتھڑا کی مانند ہیں جو نامکمّل ہونے کی صورت میں گر گیا ہو۔اگرآنکھ ہےتو ناک نہیں ۔اوراگر ناک ہےتو آنکھ نہیں ۔اورتُو دیکھے گا کہ اُن کے چہرے مکروہ اور بے رونق ہیں ۔اوراُن میں نمکینی پائی جاتی ہے ان کی مثال اُس عورت کی سی ہے جس کے چہرہ سے اس کی اوڑھنی اور بُرقع ہٹایا جائے تو وہ انتہائی بدصورت نظر آئے ۔اس کی آنکھیں گلی ہوئی ہوں ۔اس کے رخسار داغدار ہوں ۔اوراس کے سر کے بال اُڑے ہوئے ہوں ۔اسکے دانتوں پر مَیل جمی ہوئی ہو ۔اس کا گُلاب کے پھُول کا سا چہرہ مُرجھایا ہوًا ہو۔اس کے مُنہ کی نفیس ہوا دُھوئیں میں بدل گئی ہو۔اسکے چودھویں رات کے چاند کی روشنی میں کمی آگئی ہواوروہ پھٹ گیا ہو۔اس کی شعاع دھوئیں میں بدل گئی ہو۔اسکے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں ۔اوروہ ایک گلے سڑے اور بدبُو دارمُردار کی طرح ہو جس کے سُونگھنے سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو۔اوروہ آنکھوں کے سرور کو ختم کر دیتا ہواوراسکے گھر والے اپنی رُسوائی کی وجہ سے آنسُو بہاتے ہوں اور پاک وصاف لوگ اس بات کی تمنّا کرتے ہوں کہ اسے مٹی میں دبا دیں یا اسے اپنے سے دُور کر کے اسفل السافلین میں پھینک دیں ۔الحمد للہ ثمّ الحمد للہ کہ اس نے مجھے قرآن کریم کے انوار سے وافر حصّہ دیاہے اوراس کے موتیوں سے میرے فقر کو دُور کر دیا ہے۔اس نے مجھے اسکے پھلوں سے سیر کر دیا ہے۔ مجھے ظاہری اور باطنی نعماء سے نوازا ہے اور مجھے اپنی طرف سے جذب کر لیا ہے۔مَیں جوان تھا اب مَیں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری یہ

حالت رہی ہے کہ جب بھی مَیں نے کسی دروازہ کو کھولنا چاہا وہ مَیں نے کھول لیا اور جب مجھے کسی نعمت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ مجھے عطا کی گئی۔ اور جب بھی مَیں نے کسی امر پر سے پردہ ہٹانا چاہا تو وہ مَیں نے ہٹا لیا۔ اور جب بھی میں نے تضرّع سے دُعا کی وہ قبُول ہوئی۔ اور یہ سب کچھ میری اس محبّت کی وجہ سے ہے جو مجھے قرآن کریم اور اپنے آقا اور امام سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

۲۔ اَلْقُرْاٰنُ کِتَابٌ جَمَعَ کُلَّ حَلَاوَةٍ وَطَلَاوَةٍ.

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱)

ترجمہ:۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی مٹھاس اور حُسن جمع ہے۔

۳۔ لَا یُوْجَدُ کِتَابٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ کَمِثْلِ کِتَابِ رَبِّنَا رَبِّ الْکَوْنَیْنِ فَکَمَا اَنَّ الْکَمَالَ مِنْ کُلِّ جِهَةٍ مَخْصُوْصٌ بِحَضْرَةِ الْکِبْرِیَاءِ فَکَذٰلِکَ الْحُسْنُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَنْحَاءِ مُخْتَصٌّ بِهٰذِهِ الصُّحُفِ الْغَرَّاءِ وَاَمَّا الَّذِیْ هُوَ دُوْنَهٗ فَمَا یَخْلُوْا مِنْ عَیْبٍ وَلَا نُقْصَانٍ. (لجۃ النور صفحہ ۱۲۲۔۱۲۳)

ترجمہ:۔ دنیا میں کوئی کتاب ''بین الدفتین'' ایسی نہیں پائی جاتی جو ہمارے دو جہان کے خدا کی کتاب کے مثل ہو۔ پس جیسا کہ کمال ہر جہت سے خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی طرح حسن اور خوبصورتی تمام اطراف سے اس روشن اور نورانی کتاب کے ساتھ مخصوص ہے اور جو اس کتاب کے سوا ہے وہ عیب اور نقصان سے خالی نہیں۔

۴۔ اِنَّ الْقُرْاٰنَ یُشَابِهُ الْوُجُوْهَ الْحِسَانَ لَا تَجِدُ ثَنَایَاهُ اِلَّا مُزَیَّنَةً بِالشَّنَبِ وَلَا خُدُوْدَهٗ اِلَّا مُصِیْبَةً بِاللَّهَبِ وَلَا بَنَانَهٗ اِلَّا لَامِعَةً مِّنَ التَّرَفِ وَلَا

خَصْرَهُ اِلَّا مُنَطَّقَةً بِالْهَيْفِ وَلَا حَوَاجِبَهُ اِلَّا بَالِجَةً بِالْبَلَجِ وَلَا مَبَاسِمَهُ اِلَّا زَاهِرَةً بِالْفَلَجِ وَلَا جُفُوْنَهُ اِلَّا مُسَكَّرَةً بِالسَّقَمِ وَلَا اَنْفَهُ اِلَّا مُعْتَدًّا بِالشَّمَمِ وَلَا جَبْهَهُ اِلَّا آسِرَةً بِالطُّرَرِ وَلَا عَيْنَهُ اِلَّا مُعَبَّدَةً بِالْحَوَرِ فَهٰذِهٖ عَشَرَةُ آرَابٍ يُوْجَدُ حُسْنُهَا فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ اِرْتِيَابٍ.

(لجۃ النور صفحہ ۱۲۳)

ترجمہ:۔قرآن کریم خوبصورت چہروں کی مانند ہے۔اس کے اگلے دانت آبدار اور چمکیلے ہیں۔اس کے رُخسار سُرخ اور بھڑکیلے ہیں۔اس کی اُنگلیوں کے پورے نزاکت کی وجہ سے چمک رہے ہیں۔اس کی کمر پتلی اور نازک ہے۔اسکے ابرُ وکشادہ ہیں۔اس کے ہونٹ وسعت اور باہمی فاصلہ کی وجہ سے پُر رونق ہیں۔اِس کی آنکھیں بیماری کی وجہ سے نشیلی ہیں۔اس کی ناک بلندی کی وجہ سے اُوپر اُبھری ہوئی ہے۔اوراس کی پیشانی پر سیاہ زلفیں لٹک رہی ہیں۔اوراس کی آنکھوں میں مستقل طور پر سیاہی پائی جاتی ہے۔ یہ دس خوبیاں ہیں جن کا حُسن بلاشبہ قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔

۵۔قرآن شریف کی اجلیٰ اوراصفیٰ شان کو دُنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔ ورنہ قرآن شریف کی خوبیاں اوراسکے کمالات اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے جائیں۔

(الحکم ۳۱/مارچ ۱۹۰۱ء)

۶۔قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے تو رُوح پُورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دَوڑتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۴۰۶)

قرآن کریم مخصّ القوم نہیں

۱۔قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمیں آئیں درحقیقت وہ ایک قانون مخصّ القوم یا مخصّ الزمان کی طرح تھیں۔اور عام افادہ کی قوّت اُن میں نہیں پائی جاتی تھی لیکن قرآن کریم تمام قوموں اور تمام زمانوں کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے۔

(جنگِ مقدس مباحثہ ۲۵رمئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۶)

۲۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمّت واستعداد اور عزم کا دائرہ چونکہ بہت ہی وسیع تھا اس لئے آپؐ کو جو کلام مِلا وہ بھی اسی پایہ اور رُتبہ کا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس ہمّت اور حوصلہ کا کبھی پیدا نہ ہوگا کیونکہ آپؐ کی دعوت کسی محدود وقت یا قوم کے لئے نہ تھی جیسے آپؐ سے پہلے نبیوں کی ہوتی تھی۔

(الحکم ۳۱رمئی ۱۹۰۳ء)

۳۔قرآن شریف کے مدّ نظر کوئی خاص قوم نہیں ہے۔بلکہ تمام قومیں ہیں۔

(الحکم ۱۰رجون ۱۹۰۴ء)

۴۔قرآن مجید مخصّ القوم والزمان نہیں۔

(البلاغ المبین صفحہ ۱۱)

۵۔قرآن سے پہلی سب کتابیں مخصّ القوم کہلاتی تھیں۔یعنی صرف ایک قوم کے لئے ہی آئی تھیں۔ چنانچہ شامی، فارسی، ہندی، چینی، مصری، رومی یہ سب قومیں تھیں جن کے لئے جو کتابیں یا رسول آئے وہ صرف اپنی قوم تک محدود تھے۔دوسری قوم سے اُن کو کچھ تعلق اور واسطہ نہ تھا۔مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا جو ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی

خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۶۸)

۶۔قرآن مجید مختص الزمان نہیں مختص القوم نہیں۔اور نہ ہی مختص المکان ہے۔ بلکہ اس کامل اور مکمّل کتاب کے لانے والے کا دعویٰ ہے کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً. اور ایک دوسری آیت میں یوں بھی آیا ہے کہ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغ. یعنی لازمی ہوگا کہ جس کو قرآنی تعلیم پہنچے وہ خواہ کہیں بھی ہو اور کوئی بھی ہو اس تعلیم کی پیروی کو اپنی گردن پر اُٹھائے۔

(الحکم ۱۴؍جولائی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض رؤیا و کشوف

اور الہامات

۱۔ ’’ایک مرتبہ اِس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اِس عاجز کے ہاتھ میں ہے۔اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں۔اور جب یہ عاجز اس سورت کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پُھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اُوپر کی طرف اُڑتے ہیں اور وہ پُھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سُندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہیں۔جن کے اُوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطّر ہو جاتا ہے۔اور

ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذّتوں کی کشش سے دُنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔

اِس مکاشفہ سے معلوم ہوُا کہ گلاب کے پُھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک رُوحانی مناسبت ہے۔''

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۳۳۲)

۲۔ ''اِس نشان کا مدّعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔ (براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۲۲)

۳۔اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ. کِتَابِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ.

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۴)

ترجمہ:۔ تمام بھلائی قرآن میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہی اللہ جو رحمٰن ہے۔

۴۔ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْعُوا لْخَلْقَ اِلَی الْفُرْقَانِ وَدِیْنِ خَیْرِالْوَرٰی.

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۸۳)

ترجمہ:۔ مجھے حکم دیا کہ مَیں لوگوں کو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دعوت دوں۔

۵۔ وَاِنِّیْ اَدْرَکْتُ بِالْکَشْفِ اَنَّ حَظِیْرَۃَ الْقُدْسِ تُسْقٰی بِمَاءِ الْقُراٰنِ وَھُوَ بَحْرٌ مَوَّاجٌ مِنْ مَاءِ الْحَیَاۃِ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَھُوَ یُحْیٰ. بَلْ یَکُوْنُ مِنَ الْمُحْیِیْنَ.

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۴۵ و صفحہ ۵۴۶)

ترجمہ:۔ مجھے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ حظیرۃ القدس کی سیرابی قرآن کریم کے پانی سے ہو رہی ہے۔ وہ ایک سمندر ہے جس میں آبِ حیات موجیں مار رہا ہے۔ جو اس میں سے پیتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے والا بن جاتا ہے۔

۶۔اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَقَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ.

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۵۱)

ترجمہ:۔خدائے رحمٰن نے تجھے قرآن سکھایا۔تا کہ تُو اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔اورتا کہ مجرموں کی راہ کھُل جائے۔

۷۔قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰ اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ.

(انجام آتھم صفحہ ۵۷)

ترجمہ:۔ کہہ مَیں ایک آدمی ہوں تم جیسا۔ مجھے خدا سے الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔

۸۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ. لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ.

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲)

ترجمہ:۔ کہہ مَیں ایک آدمی ہوں تم جیسا۔ مجھے خدا سے الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک لوگ ہی اسے چُھو سکتے ہیں۔

۹۔اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ.

(اربعین۲صفحہ۷)

ترجمہ:۔خدائے رحمٰن نے تجھے قرآن سکھایا۔اوراس کے حقائق صرف انہی لوگوں پر کھُلتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک اور صاف کرتا ہے۔

۱۰۔ اَللّٰہُ وَلِیٌّ حَنَّانٌ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ.

(اربعین۳صفحہ۳۶)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ دوست اور مہربان ہے۔اسی نے قرآن کریم سکھایا۔ پس تم قرآن کریم کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلو گے۔

۱۱۔ اِنَّ الْقُرْاٰنَ کِتَابُ اللّٰہِ کِتَابُ الصَّادِقِ.

(الحکم۳۱/مارچ۱۹۰۳ء)

ترجمہ:۔قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔وہ سچّے کی کتاب ہے۔

۱۲۔آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے۔اور کچھ جماعت تکلّف اور زور سے ایک بُوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں۔ بلکہ چڑھا رکھی ہے۔وہ بُوٹی افتیموں کی مانند ہے۔اور جیسے جیسے وہ بُوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے۔اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے اُن کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا۔اور مَیں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بُوٹی کیسی ہے جس نے

ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے؟ تب اس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بُوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں۔ اور اُن کی کثرت نے اِس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۵ حاشیہ)

۱۳۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نَبْتَلِیْهِ بِذُرِّیَّةٍ فَاسِقَةٍ مُلْحِدَةٍ یَمِیْلُوْنَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَا یَعْبُدُوْ نَنِیْ شَیْئًا.

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۶ حاشیہ)

ترجمہ:۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے۔ جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دُنیا پر گریں گے۔ اور میری پرستش سے اُن کو کچھ بھی حصّہ نہ ہوگا۔ یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا۔ اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔

۱۴۔ اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ.

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵)

ترجمہ:۔ تمام خیر قرآن میں ہے۔ اس کے حقائق معارف تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو پاک کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس کے بعد یعنی اسکو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔

۱۵۔ مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ وَسَیَظْهَرُ عَلٰی یَدِیْ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ.

(بدر ۲۰ رستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۔ الحکم ۲۴ رستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

ترجمہ:۔ مَیں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں۔ اور عنقریب میرے ہاتھ پر وہ سب

کچھ ظاہر ہوگا جو فرقان سے ظاہر ہوا۔

۱۶۔ایک دفعہ مجھے بعض محقّق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبّ جسمانی کے قواعد کلّیہ اور اصول علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں۔ جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی۔ اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے .... اور جب مَیں نے ان کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر جو طبِّ جسمانی کی کتابیں تھیں قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِّ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۹۵)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی خالقیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا

اَلْقُرْاٰنُ لَا یَجْعَلُ شَرِیْکاً فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ اَحداً وَلَوْ فِیْ ذُبَابٍ اَوْ بَعُوْضَۃٍ بَلْ یَقُوْلُ اِنَّہٗ وَاحِدٌ ذَاتاً وَصِفَاتاً فَاقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ کَالْمُتَدَبِّرِیْنَ.

(نور الحق حصّہ اوّل صفحہ ۸)

ترجمہ:۔قرآن کریم تو کسی کو خدا تعالیٰ کی خالقیت میں شریک نہیں کرتا۔ اگر چہ ایک مکھی بنانے یا ایک مچھر بنانے میں ہی شراکت ہو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ذاتاً و صِفاتاً واحد لاشریک ہے۔ سوتم قرآن کریم کو ایسا پڑھو جیسا کہ تدبّر کرنے والے پڑھتے ہیں۔

مومن بالقرآن خلافِ قرآن عقائد پر راضی نہیں ہوتا

وَالَّذِیْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ وَاَلْقٰی نَفْسَہٗ تَحْتَ ھَدَایَاتِہٖ فَلَنْ یَّرْضٰی بِمِثْلِ ھٰذِہِ الْعَقَائِدِ بَلْ لَّا یَسُوْغُ لَہٗ قَوْلٌ یُخَالِفُ الْقُرْاٰنَ بِالْبَدَاھَۃِوَیُعَارِضُ بَیِّنَاتِہٖ وَمُحْکَمَاتِہٖ صَرِیْحاً وَاَیُّ ذَنْبٍ اَکْبَرُ مِنْ ذٰلِکَ اَنَّ اَحداً یُؤْمِنُ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ یَرْجِعُ وَیُنْکِرُ بَعْضَ دَرَایَاتِہٖ وَیَتَّبِعُ الْمُتَشَابِھَاتِ وَیَتْرُکُ الْمُحْکَمَاتِ وَ یُحَرِّفُ الْقُرْاٰنَ وَیُغَیِّرُ مَعَانِیْہِ مِنْ مَرْکَزِھَا الْمُسْتَقِیْمِ وَیُؤَیِّدُ بِاَقْوَالِہٖ قَوْمًا مُّشْرِکِیْنَ.

(نور الحق حصّہ اوّل صفحہ۹)

ترجمہ: اور وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان لایا اور اسکی ہدایتوں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا سو وہ ایسے عقائد پر کبھی راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایسی باتوں کو جو صریحاً قرآن کریم کے مخالف اور اس کی محکم آیات کی کھُلی کھُلی معارض ہیں ناجائز سمجھے گا۔اور اس سے بڑھ کر اور کونسا گناہ ہوگا کہ ایک شخص قرآن کریم پر ایمان لاکر پھر رجوع کرے اور اس کی بعض ہدایتوں سے انکاری ہو جائے۔اور متشابہات کی پیروی کرنے لگے اور محکمات کو چھوڑ دے۔ اور قرآن کریم کی تحریف کرنے اور اس کے معانی کو ان کے مرکزِ مستقیم سے پھیر دے اور اپنی باتوں سے مشرکوں کو مدد دے۔

متّقی انسان کے لئے قرآن کریم کو پکڑنا لازم ہے

اَلْـوَاجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِ الْمُسْلِمِ الْمُتَوَرِّعِ الَّذِیْ یَتَّقِی اللّٰهَ حَقَّ التُّقَاتِ اَنْ یَّعْتَصِمَ بِحَبْلِ اللّٰهِ الْقُرْاٰنِ وَلَا یُبَالِیْ غَیْرَهُ الَّذِیْ یُخَالِفُهٗ.

(نورالحق حصّہ اوّل صفحہ ۹۔۱۰)

ترجمہ:۔ایسے شخص پر جو مومن مسلمان پرہیزگار ہے اور خدا سے جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے ڈرتا ہے واجب ہے کہ وہ قرآن کو جو اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے مضبوطی سے پکڑے۔اور اس کے سوا کسی اور کی پرواہ نہ کرے۔

❖❖❖❖❖

مُردوں کو زندہ کرنے میں قرآن کریم بے نظیر ہے

اَلَا تَـرَوْنَ اِلـیٰ قَـصْـرٍ شَـادَهُ الْقُرْاٰنُ وَاِلیٰ عُلُوْمٍ اَکْمَلَهَا الْفُرْقَانُ وَاِلیٰ اَنْـوَارٍ اَتْـرَعَ فِیْهِ الرَّحْمَانُ وَوَاللّٰهِ لَا نَظِیْرَ لَهٗ فِیْ اِحْیَاءِ الْاَمْوَاتِ وَنَفْخِ الرُّوْحِ فِـیْ الْـعِـظَـامِ الـرُّفَـاتِ جَـاءَ فِـیْ وَقْـتِ انْـقِرَاضِ حَبْلِ الصُّلَحَاءِ وَظَهَرَ بَعْدَ اِکْـفِهْـرَارِ اللَّیْلَةِ اللَّیْلَاءِ وَوَجَدَ الْخَلْقَ کَمَعْرُوْقِ الْعَظْمِ وَاَخِ الْعَیْلَةِ اَوْکَنَائِمٍ فِـی الـلَّـیْـلَةِ فَـنَوَّرَ وَجْهَ النَّاسِ وَلَا کَـاِنَـارَةِ الـنَّـهَـارِ وَنَـاوَلَهُـمْ مَالًا کَثِیْرًا مِّنْ دُرَرِالْـعِـلْـمِ وَاَنْوَاعِ الْاَنْوَارِ فَانْظُرْ هَلْ تَرٰی مِثْلَهٗ فِیْ تَأْثِیْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ نَظِیْرٍ.

(نورالحق حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ:۔کیا تم قرآن کریم کے تعمیر کردہ محل۔اس کے تکمیل شدہ علوم اور اس میں

خدائے رحمان کے آشکار کئے ہوئے انوار کی طرف نہیں دیکھتے اور خدا تعالیٰ کی قسم رُوحانی مُردوں کو زندہ کرنے اور بوسیدہ ہڈیوں میں رُوح ڈالنے میں قرآن کریم کی اور کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ صالحین کی تدابیر بے سود ہو رہی تھیں وہ شدید اندھیری رات کے چھا جانے کے بعد ظاہر ہوا۔ اور اس نے لوگوں کو ایسے حال میں پایا کہ گویا وہ شدید تنگدستی کی حالت میں ہوں۔ حتّٰی کہ ایسے شخص کی طرح جس کی دبلی پتلی ہڈی کا رس بھی نکل چکا ہو۔ یا اس خوابیدہ شخص کی طرح جو رات کو سویا ہوا سو اس (قرآن کریم) نے لوگوں کے چہروں کو روشن کر دیا۔ لیکن اس کا روشن کرنا سورج کے روشن کرنیکی طرح نہ تھا (بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ تھا) اور انہیں علم کے موتیوں سے اور قِسم قِسم کے نوروں سے مال کثیر عطا کیا۔ پس تو غور کر کہ تُو اس کی مانند کوئی چیز پاتا ہے جس میں اتنی تاثیر ہو۔ پھر دوبارہ غور وفکر کر کہ کیا تُو اس کی کوئی نظیر پاتا ہے؟

قرآن کریم صفات کے کمال اور معارف میں منفرد ہے

اِنَّ الْقُرْاٰنَ قَدِ انْفَرَدَ فِیْ کَمَالِ الصِّفَاتِ وَمَعَارِفِ الْاِلٰهِيَّاتِ وَاِرَاءَةِ الْوَسْطِ الَّذِیْ هُوَ مِنْ اَعْظَمِ الْحَسَنَاتِ فِی الْبَدْرِ التَّامِ وَجُنْحِ الظَّلَامِ.

(نور الحق حصّہ اوّل صفحہ ۱۳۸)

ترجمہ:۔ یقیناً قرآن کریم اپنی صفات کے کمال، الٰہیّات کی معرفت اور وسطی رستہ دکھانے میں منفرد ہے جو عظیم بھلائیوں میں سے ہے۔

قرآن کریم تغیّر وتبدّل اور تقدیم وتاخیر سے پاک ہے

ا۔ہم الٰہی کلام کی کسی آیت میں تغییر اور تبدیل اور تقدیم اور تاخیر اور فقرات تراشی کے مجاز نہیں ہیں۔مگر صرف اِس صورت میں کہ جب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو اور یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بذاتِ خود ایسی تغییر اور تبدیل کی ہے۔اور جب تک ایسا ثابت نہ ہو تو ہم قرآن کی ترصیع اور ترتیب کو زیرو زبر نہیں کر سکتے۔اور نہ اس میں اپنی طرف سے بعض فقرات ملا سکتے ہیں۔اور اگر ایسا کریں تو عند اللہ مجرم اور قابلِ مؤاخذہ ہیں۔

(اتمام الحجّۃ صفحہ ۱۵)

۲۔قرآن شریف قانون آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے۔اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہ بہت ہی سخت گناہ ہے۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۴ء)

قرآن کریم بنی آدم کے تمام قویٰ پر محیط ہے

ا۔قرآن کریم کی خوبیوں میں سے یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کے تمام قویٰ پر محیط ہو رہا ہے۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۱۱)

۲۔قرآن شریف کی تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ذرّہ ذرّہ اس کے آگے ہے۔اوراس نے ایسی تعلیم دی ہے جوانسانی قویٰ کی تکمیل کرتی ہے اورعفووانتقام کومحل اورموقع پر رکھنے کے واسطےاس سے بڑھ کرتعلیم نظر نہ آئے گی۔اگرکوئی اس تعلیم کے خلاف اورکچھ پیش کرتا ہےتو وہ گویا قانون الٰہی کودرہم برہم کرنا چاہتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۴۲۰)

۳۔قرآن شریف تمام قوّتوں کا مربّی ہے اور برمحل ہر قوّت کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے۔

(الحکم ۳۱/مارچ ۱۹۰۲ء)

قرآن کریم کی رُو سے اللہ تعالیٰ میں ہر ایک کمال پایا جاتا ہے

اِنَّ الْمَحَامِدَ وَالتَّقَدُّسَاتِ كُلَّهَا ثَابِتَةٌ لِحَضْرَةِ الْعِزَّةِ وَلَا يُنْتَظَرُ شَيْءٌ مِّنْهَا فِي الْاَزْمِنَةِ الْاٰتِيَةِ وَهٰذَا هُوَ تَعْلِيْمُ الْقُرْاٰنِ وَتَلْقِيْنُ كَلَامِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ كَمَا مَرَّ كَلَامُنَا فِي هٰذَا الْبَيَانِ وَمَنْ اَقْبَلَ عَلَى الْفُرْقَانِ الْمَجِيْدِ وَفَهِمَهٗ وَتَدَبَّرَهٗ وَنَظَرَهٗ بِالنَّظْرِ السَّدِيْدِ فَيَنْكَشِفُ عَلَيْهِ اَنَّ الْفُرْقَانَ قَدْ اَكْمَلَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ الْبَيَانَ وَصَرَّحَ بِاَنَّ لِلّٰهِ كَمَالاً تَامًّا وَكُلُّ كَمَالٍ ثَابِتٌ لَهٗ بِالْفِعْلِ وَلَيْسَ

فِیْهِ كَلَامٌ وَتَجْوِیْزُ الْمُنْتَظِرَةِ لَه، جَهْلٌ وَظُلْمٌ وَاجْتِرَامٌ.

(کرامات الصادقین صفحہ ۹۶)

ترجمہ: یقیناً تمام کے تمام محامد اور تقدّس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ثابت ہیں۔ اور ان میں سے کسی چیز کا مستقبل میں انتظار نہیں کیا جاتا۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے اور خدائے رحمٰن کے کلام کی تلقین ہے۔ جیسا کے اِس بارہ میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور جو شخص بھی فرقان مجید کی طرف توجّہ کرے اس پر غور اور تدبّر کرے اور اس پر صحیح نظر کرے تو اس پر یہ بات منکشف ہوگی کہ فرقان مجید نے اِس معاملہ کو بالوضاحت بیان کیا ہے۔ اور اِس بات کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی کمال تام حاصل ہے۔ اور ہر کمال اس میں بالفعل ثابت ہے۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں۔ اور اس کے لئے کسی حالتِ منتظرہ کا خیال کرنا جہالت، ظلم اور جُرم ہے۔

قرآن کریم رحمان کی عبادت کی تلقین کرتا ہے

اِنَّ تَمْهِیْدَالْقُرْاٰنِ یُحَرِّکُ الرُّوْحَ اِلٰی عِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ وَیُحَرِّکُ الْعِبَادَ اِلٰی اَنْ یَّنْتَجِعُوْا حَضْرَتَهٗ بِاِمْحَاضِ النِّیَّةِ وَاِخْلَاصِ الْجَنَانِ وَیَظْهَرُ عَلَیْهِمْ اَنَّهٗ عَیْنُ كُلِّ رَاحَةٍ وَیَنْبُوْعُ جَمِیْعِ اَنْوَاعِ الْجِنَانِ وَمَخْصُوْصٌ بِاسْمِ الرَّبِّ وَالرَّحْمَانِ وَالرَّحِیْمِ وَالدَّیَّانِ.

(کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۰)

ترجمہ:۔ قرآن کریم کی تمہید روح انسانی کو خدائے رحمٰن کی عبادت کی تحریک کرتی ہے۔ اور بندوں کو تحریک کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خلوص نیت اور خلوص دل کے ساتھ خدا

تعالیٰ کی تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ اوران پر یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ ہر رحمت اور ہر مہربانی کا سرچشمہ ہے۔ اوررب، رحمٰن، رحیم اور دیّان کے نام اس سے مخصوص ہیں۔

❁❁❁❁❁
❁❁❁

امن قرآن کریم کی پیروی میں ہے

اِنَّ الْاٰثَارَمَا كَفَلَتْ اِلْتِزَامَ الْيَقِيْنِيَّاتِ بَلْ هِيَ ذَخِيْرَةُ الظَّنِّيَّاتِ وَالشَّكِّيَّاتِ وَالْوَهْمِيَّاتِ وَالْمَوْضُوْعَاتِ فَمَنْ تَرَكَ الْقُرْاٰنَ وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَيَسْقُطُ فِيْ هُوَّةِ الْمُهْلِكَاتِ وَيَلْحَقُ بِالْهَالِكِيْنَ اِنَّمَا الْاَحَادِيْثُ كَشَيْخٍ بَالِيَ الرِّيَاشِ بَادِى الْاِرْتِعَاشِ وَلَا يَقُوْمُ اِلَّا بِهَرَاوَةِ الْفُرْقَانِ وَعَصَا الْقُرْاٰنِ فَكَيْفَ يُرْجٰى مِنْهَا اِكْتِنَازُ الْحَقَائِقِ وَخَزْنُ نَشَبِ الدَّقَائِقِ مِنْ دُوْنِ هٰذَا الْاِمَامِ الْفَائِقِ فَهٰذَا هُوَ الَّذِىْ يُؤْوِى الْغَرِيْبَ وَيُطَهِّرُ الْمَعِيْبَ وَيَفْتَتِحُ النُّطْقَ بِالدَّلَائِلِ الصَّحِيْحَةِ وَ النُّصُوْصِ الصَّرِيْحَةِ وَكُلُّهٗ يَقِيْنٌ وَفِيْهِ لِلْقُلُوْبِ تَسْكِيْنٌ وَهُوَ اَقْوٰى تَقْرِيْراً وَقَوْلاً وَاَوْسَعُ حَفَاوَةً وَطَوْلاً وَمَنْ تَرَكَهٗ وَمَالَ اِلٰى غَيْرِهٖ كَالْعَاشِقِ فَتَجَاوَزَ الدِّيْنَ وَالدِّيَانَةَ وَمَرَقَ مُرُوْقَ السَّهْمِ الرَّاشِقِ وَمَنْ غَادَرَ الْقُرْاٰنَ وَاَسْقَطَهٗ مِنَ الْعَيْنِ وَتَبِعَ رِوَايَاتٍ لَا دَلِيْلَ عَلٰى تَنَزُّهِهَا مِنَ الْمَيْنِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْناً وَسَيَصْطَلِىْ لَظٰى حَسْرَتَيْنِ وَيُرِيْهِ اللّٰهُ اَنَّهٗ كَانَ عَلٰى خَطَأٍ مُّبِيْنٍ. فَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَمْنَ فِى اتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ وَالتَّبَابُ كُلُّ التَّبَابِ فِىْ تَرْكِ

الْفُرْقَانِ وَلَا مُصِيْبَةَ كَمُصِيْبَةِ الْإِعْرَاضِ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَوِی الْعَيْنَيْنِ فَاذْكُرُوْا عَظْمَةَ هٰذَا الرُّزْءِ. (سرّ الخلافہ صفحہ ۱۴)

ترجمہ:۔یقیناً آثار میں یقینیّات کا التزام نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ ظنّی ،شکّی اور وہمی باتوں اور موضوعات کا ذخیرہ ہیں۔پس جس شخص نے قرآن کریم کو ترک کیا اور آثار پر سہارا لیا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔احادیث کی مثال اس بوڑھے کی سی ہے جس کا لباس بوسیدہ ہو چکا ہو۔اس کے جسم پر رعشہ طاری ہو چکا ہو۔اور وہ قرآن کریم کی لاٹھی کے سہارے کے بغیر کھڑا نہ ہوسکتا ہو۔ پھر اس سے اس فوقیت رکھنے والے امام (قرآن کریم) کے بغیر حقائق ودقائق کے ذخیرہ کرنے کی اُمید کیسے کی جاسکتی ہے۔پس قرآن کریم ہی ہے جو مسافر کو پناہ دیتا ہے۔عیب والے کے عیب کو پاک کرتا ہے اور دلائل صحیحہ اور نصوصِ صریحہ کے ساتھ نطق کو کھولتا ہے اور وہ تمام کا تمام یقینی ہے اور اس میں قلوب کے لئے تسکین کا سامان موجود ہے۔وہ تقریر کے لحاظ سے زیادہ قوی اور طاقت کے لحاظ سے زیادہ وسعت رکھتا ہے۔جس نے اسے ترک کیا اور کسی عاشق کی طرح اس کے غیر کی طرف مائل ہو گیا اس نے دین اور دیانت سے تجاوز کیا اور ان سے تیر کے نکلنے کی طرح نِکل گیا۔اور جس شخص نے قرآن کریم کو ترک کیا اُسے نظر سے گرا دیا اور ایسی روایات کے تابع ہوا جن کے جُھوٹ سے پاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔تو وہ کھُلی کھُلی گمراہی میں مبتلا ہوا۔اور عنقریب وہ دو حسرتوں کی آگ میں جلے گا۔اور اللہ تعالیٰ اُسے دکھا دے گا کہ وہ واضح طور پر غلطی پر تھا۔پس حاصل کلام یہ ہے کہ امن صرف قرآن کریم کی پَیروی میں ہے اور اس کے چھوڑنے میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اور صاحبِ نظر لوگوں کے نزدیک کتاب اللہ سے اعراض سے بڑی اور کوئی مصیبت نہیں۔پس تم اس مصیبت کی عظمت کو یاد کرو۔

قرآن کریم مستقبل کی خبروں سے بھرا پڑا ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ مَمْلُوٌّ مِنَ الْاَنْبَآءِ الْمُسْتَقْبِلَةِ وَالْوَاقِعَاتِ الْعَظِيْمَةِ الْاٰتِيَةِ وَيَقْتَادُ النَّاسَ اِلَى السَّكِيْنَةِ وَالْيَقِيْنِ. وَعِشَارُهٗ تَخُوْرُ لِحَمْلِ السَّالِكِيْنَ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ وَاَعْشَارُهٗ تَفُوْرُ لِتَغْذِيَةِ الْجَائِعِيْنَ فِيْ كُلِّ اٰوَانٍ وَهُوَ شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ يُؤْتِيْ اُكُلَهٗ كُلَّ حِيْنٍ وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهٗ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ لِلْمُجْتَنِيْنَ فَمَا مِنْ زَمَنٍ مَا لَهٗ مِنْ ثَمَرٍ وَلَا تَعَطَّلُ شَجَرَتُهٗ كَشَجَرَةِ عِنَبٍ وَ تَمْرٍ بَلْ يُرٰى ثَمَرَاتُهٗ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ وَ يُطْعِمُ مُسْتَطْعِمِيْنَ. وَمِنْ اَعْظَمِ مُعْجِزَاتِهٖ اَنَّهٗ لَا يُغَادِرُ وَاقِعَةً مِّنَ الْوَاقِعَاتِ الَّتِيْ كَانَتْ مُفِيْدَةً لِلنَّاسِ اَوْ مُضِرَّةً وَلٰكِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُعْظَمَاتِ كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَ فِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ مِّنْ رَّبٍّ عَلِيْمٍ اِلٰى اَنَّ كُلُّ مَا يُفْرَقُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ فِى الْقُرْاٰنِ كِتَابِ اللّٰهِ ذِيْ كُلِّ عَظْمَةٍ وَجَلَالٍ فَاِنَّهٗ نَزَلَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِنُزُوْلٍ تَامٍّ فَبُوْرِكَ مِنْهُ اللَّيْلُ بِاِذْنِ رَبٍّ عَلَّامٍ. فَكُلَّمَا يُوْجَدُ مِنَ الْعَجَائِبِ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يُوْجَدُ مِنْ بَرَكَاتِ نُزُوْلِ هٰذِهِ الصُّحُفِ الْمُبَارَكَةِ فَالْقُرْاٰنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ فَاِنَّهٗ مَبْدَءٌ اَوَّلُ لِهٰذِهِ الْبَرَكَاتِ وَمَا بُوْرِكَتِ اللَّيْلَةُ اِلَّا بِهٖ مِنْ رَّبِّ الْكَائِنَاتِ وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ يَصِفُ الْقُرْاٰنُ نَفْسَهٗ بِاَوْصَافٍ تُوْجَدُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بَلِ اللَّيْلَةُ كَالْهِلَالِ وَهُوَ كَالْبَدْرِ وَذٰلِكَ مَقَامُ الشُّكْرِ وَالْفَخْرِ لِلْمُسْلِمِيْنَ.

(سِرّ الخلافہ صفحہ ۴۲۔۴۳ حاشیہ)

ترجمہ:۔جان لے کہ قرآن کریم پیشگوئیوں اور آئندہ زمانہ میں ہونے والے عظیم واقعات کی خبروں سے بھرا پڑا ہے۔ وہ لوگوں کو سکینت اور یقین کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔اس کی اونٹنیاں نچلی زمین میں سالکوں کو اٹھانے کے لئے آتی ہیں اور اس کا سینہ بُھوکوں کو غذا دینے کے لئے ہر زمانہ میں جوش مارتا رہا ہے۔ وہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر وقت اور ہر زمانہ میں پھل دیتا ہے اسکے خوشے خوشہ چینوں کیلئے ہر وقت اور ہر زمانہ میں نیچے جُھکے ہوئے ہیں اس پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آتا جب وہ پھل نہ دیتا ہو اور نہ ہی اس کا درخت انگور اور کھجور کے درخت کی طرح کبھی پھل دینا ختم کرتا ہے۔ بلکہ ہر زمانہ میں اسکے پھل دکھائی دیتے ہیں۔ وہ کھانے کے طالبوں کو کھانا کھلاتا ہے۔اس کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ وہ واقعات سے کوئی ایسا واقعہ نہیں چھوڑتا جو خواہ لوگوں کے لئے مفید ہو یا ضرر رساں لیکن وہ اہم واقعہ ہو۔جیسا کہ خدائے عزّ وجلّ فرماتا ہے فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْم. اس آیت میں خدائے علیم کی طرف سے اِس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر وہ اہم معاملہ جو لیلۃ القدر میں علیٰحدہ کیا گیا ہے وہ قرآن کریم میں جو خدائے عزّ وجلّ کی کتاب ہے مندرج ہے۔اس کا پورا نزول لیلۃ القدر میں ہوُا ہے۔اور اس کی وجہ سے خدائے علاّم کی اجازت سے اس رات کو برکت دی گئی۔پس جو عجائب بھی اس رات میں پائے جاتے ہیں وہ قرآن کریم کے نزول کی برکات کی وجہ سے ہیں۔پس قرآن کریم ان صفات کا سب سے زیادہ مستحق اور لائق ہے کیونکہ وہ ان صفات کا مبدءِ اوّل ہے اور لیلۃ القدر کو بھی اسی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت دی گئی ہے۔اِس وجہ سے قرآن کریم اپنے آپکو اِن صفات سے متّصف کرتا ہے جو لیلۃ القدر میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ لیلۃ القدر ہلال کی مانند ہے اور وہ چودھویں

رات کے چاند کی مانند ہے اور یہ مسلمانوں کیلئے شکر اور فخر کا مقام ہے۔

قرآن کریم اپنے منجانب اللہ ہونیکو قوی دلائل سے ثابت کرتا ہے

قرآن کریم نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اس دعویٰ کو مضبوط اور قوی دلیلوں کے ساتھ ثابت بھی کر دیا ہے۔

(نور القرآن حصّہ اوّل صفحہ ۴)

قرآن کریم نے موجودہ زمانہ کا اعمال نامہ دکھلا دیا ہے

تمام دُنیا کو قرآن نے شرک اور فسق اور بُت پرستی کے الزام سے ملزم کیا جو اُمّ الخبائث ہیں۔ اور عیسائیوں اور یہودیوں کو دُنیا کی تمام بدکاریوں کی جڑ ٹھہرایا۔ اور ہر

ایک قسم کی بدکاریاں اُن کی بیان کر دیں۔ اور ایک ایسا نقشہ کھینچ کر زمانہ موجودہ کا اعمال نامہ دکھلا دیا کہ جب سے دُنیا کی بناء پڑی ہے بجُز نوح کے زمانہ کے اَور کوئی زمانہ اُس زمانہ سے مشابہ نظر نہیں آتا۔ (نور القرآن حصّہ اوّل صفحہ ۶۔۷)

عِیسائیوں کے عُیوب اور قرآن کریم

قرآن شریف نے جس قدر اپنے نزول کے زمانہ میں ان عیسائیوں وغیرہ کی بد چلنیاں بیان کی ہیں جو اُس وقت موجود تھے۔ ان تمام قوموں نے خود اپنے مُنہ سے اقرار کر لیا تھا۔ بلکہ بار بار اقرار کرتے تھے کہ وہ ضرور ان بدچلنیوں کے مرتکب ہو رہے تھے۔

(نور القرآن حصّہ اوّل صفحہ ۸ حاشیہ)

قرآن کریم نے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کِیا

جو قومیں ناحق ستاویں اور دُکھ دیویں اور خوں ریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچّوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا۔ اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیّت کی۔

(نور القرآن حصّہ دوم صفحہ ۲۱)

قرآن کریم کے نزُول کی عِلّتِ غائی!

۱۔قرآن شریف نے تو اپنے نزول کی عِلّتِ غائی ہی یہ قرار دی ہے کہ تقویٰ کی راہوں کو سکھائے۔جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی یہ کتاب اِس غرض سے اُتری ہے کہ تا جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اُن کو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جائے تا وہ اُن بُرے کاموں سے بھی پرہیز کریں جو ہر یک آنکھ کو نظر نہیں آتے۔ بلکہ فقط معرفت کی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں اور موٹی نگاہیں انکے دیکھنے سے خطا کر جاتی ہیں۔

(نورالقرآن حصّہ دوم صفحہ ۲۵)

۲۔قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں۔

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۳۳۷)

قرآن کریم کا سچّا فلسفہ

فرقان کریم کا سچّا فلسفہ نہ صرف سمجھ میں ہی آتا ہے بلکہ رُوح کو اس سے معارفِ حقّہ کی ایک کامل روشنی ملتی ہے۔

(نورالقرآن حصّہ دوم صفحہ ۳۴)

۲۔ یہ جدید فلسفہ اِس سے بھی ترقی کر جائے مگر پھر بھی مَیں سچ کہتا ہوں قرآن شریف اس پر غالب ہے۔جن لوگوں نے محنتیں نہیں کیں۔قرآن مجید کو تدبّر سے نہیں

پڑھا۔ وہ کیا جانتے ہیں۔

(البلاغ المبین صفحہ ۷)

۳۔ قرآن کی جتنی تعلیم ہے روحانی فلسفہ سے پُر ہے۔ (ایضاً)

صرف قرآن کریم کامل زبان میں نازل ہوا ہے

۱۔ اِس کتاب میں بڑی صفائی سے اور بڑے روشن اور بدیہی دلائل سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک اور کامل اور روشن اور پُر اسرار اور پُر حکمت کلام جو دائمی ہدایت لیکر دُنیا میں آیا ہو وہ صرف اُس زبان میں آسکتا ہے جو ان معارف اور حقائق کو بیان کرنے کے لئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو۔ سو اس فیصلہ کے مطابق صرف قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ کی وہ کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم لیکر دُنیا میں آئی اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کی طرح صرف چندروزہ مصلحت کے لئے آئی ہوگی۔ لہذا جیسا کہ وہ خود ناقص تھیں ایسا ہی ناقص بولی میں اُتریں۔ مگر کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اُترنا ضروری تھا کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا۔ لہذا قرآن شریف عربی زبان میں اُترا جو اپنے ہر ایک پہلو کے رُو سے کامل ہے۔

(آریہ دھرم صفحہ ۷۔۸ حاشیہ)

۲۔ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی وہ صرف قرآن ہی ہے۔ (منن الرحمٰن صفحہ ۳)

۳۔قرآن کریم ایک ایسی کامل زبان میں نازل ہوا جس میں یہ سارا نظام موجود تھا۔اس لئے دین اسلام بگڑنے سے محفوظ رہا۔اور خدائے قادر کی جگہ مخلوق نے نہیں لی۔

(منن الرحمٰن صفحہ۱۴ احاشیہ)

قرآن کریم کے عورتوں پر احسانات

اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈال کر دیکھے کہ دُنیا میں تعدّد ازدواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا تو اُسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن نے دُنیا پر یہ احسان کیا کہ ان تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا۔

(آریہ دھرم صفحہ۳۹)

اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضاً

۱۔کسی قرآنی آیت کے معنے ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جس پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں۔کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں۔

(آریہ دھرم صفحہ۶۳)

۲۔قرآن شریف ایسی حکمتوں اور معارف کی جامع ہے۔اور رطب و یابس کا ذخیرہ اس کے اندر نہیں۔ہر ایک چیز کی تفسیر وہ خود کرتا ہے۔اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کے سامان اس کے اندر موجود ہیں۔وہ ہر پہلو سے نشان اور آیت ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ۸۴)

۳۔قرآن کریم کے بعض حصّے دوسرے حصّوں کی تفسیر اور شرح ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۴۰)

۴۔اِس بات کو کبھی بُھولنا نہیں چاہئیے کہ قرآن شریف کے بعض حصّے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں۔ایک جگہ ایک امر بطریق الجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔

(الحکم ۳۱/ مارچ ۱۹۰۵ء)

قرآن کریم کی محبّت انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتی ہے

مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچّی محبّت رکھنا اور سچّی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۶۱)

قرآن کریم صرف سماع کی حد تک محدُود نہیں

قرآن شریف صرف سماع کی حد تک محدود نہیں ہے۔کیونکہ اس میں انسانوں کے سمجھانے کے لئے بڑے بڑے معقول دلائل ہیں۔اور جس قدر عقائد اور اصول اور احکام

اس نے پیش کئے اُن میں سے کوئی امر بھی ایسا نہیں جس میں زبردستی اور تحکّم ہو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۱۳)

وصالِ الٰہی بجُز قرآن کریم کے ممکن نہیں

ا۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجُز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مِل سکتا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۲)

۲۔ یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا مُنہ دیکھ سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

قرآن کریم کا خدا ہی سچّا خدا ہے

یقیناً سمجھو کہ سچّا خدا وہی خدا ہے جس کی طرف قرآن شریف بُلاتا ہے۔ اس کے سوا سب انسان پرستیاں یا سنگ پرستیاں ہیں۔ (سراج منیر صفحہ ۵۵)

ایمان کی ترقی قرآنی علم کی ترقی سے وابستہ ہے

جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پزیر ہوگا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۲۵۷ حاشیہ)

قرآن کریم نے ہر بیماری کا کامل علاج مہیّا کیا ہے

۱۔ چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی۔ ضرور تھا کہ اس کے نزول کے وقت اُس کی جائے نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہو۔ تا کہ ہر ایک بیماری کا کامل علاج مہیّا کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار تھے۔ اور جن میں وہ تمام بیماریاں رُوحانی موجود تھیں جو اُسوقت یا اس سے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن نے کل شریعت کی تکمیل کی۔ اَور کتابوں کے نازل ہونے کے وقت نہ یہ ضرورت تھی نہ اُن میں ایسی کامل تعلیم ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۱)

۲۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور

تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور دُعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

(الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء)

قرآنی تعلیم قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے

۱۔ قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانونِ قدرت کے ذرّہ ذرّہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے۔ اُس کی تعلیم اور اُس کی برکات کتھا کہانی نہیں جو مٹ جائیں۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲۷)

۲۔ جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے قانونِ قدرت اس کو پُوری مدد دیتا ہے۔ گویا جو قرآن میں ہے وہی کتابِ مکنون میں ہے۔ اس کا راز انبیاء علیہم السلام کی پَیروی کے بدوں سمجھ نہیں آسکتا۔ اور وہ بھی سِرّ ہے جو لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ میں رکھا گیا ہے۔

(الحکم ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)

۳۔ قرآن شریف خدا تعالےٰ کے اُس قانونِ قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونو مطابق ہونے چاہئیں یعنی جس رنگ اور طرز پر دُنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی سچّی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے نہ یہ کہ فعل سے کچھ اَور ظاہر ہو اور

قول سے کچھ اَور ظاہر ہو۔

(چشمہ مسیحی صفحہ۱۲)

۴۔انسانی فطرت کا پُورا اور کامل عکس صرف قرآن شریف ہی ہے۔اگر قرآن نہ بھی آیا ہوتا جب بھی اسی تعلیم کے مطابق انسان سے سوال کیا جاتا۔کیونکہ یہ ایسی تعلیم ہے جو فطرتوں میں مرکوز اور قانونِ قدرت کے ہر صفحہ میں مشہود ہے۔جن کتب کی تعلیمات ناقص اور خاص قوم تک محدود ہیں اور وہ آگے ایک قدم بھی نہیں چل سکتیں۔ان کی نبوّت کا دروازہ بھی اُن کے اپنے ہی گھر تک محدود ہے۔مگر قرآن شریف لکھتا ہے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ.

(الحکم ۱۴؍جولائی ۱۹۰۸ء)

قرآن کریم اور تورات میں تطابق

قرآن اور توریت میں تطابق ضرور ہے۔اس سے ہم کو انکار نہیں۔لیکن توریت نے صرف متن کو لیا ہے۔جس کے ساتھ دلائل براہین اور شرح نہیں ہے۔لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا ہے۔اس لئے کہ توریت کے وقت انسانوں کی استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تھیں۔اس لئے قرآن نے وہ طریق اختیار کیا جو عبادت کے منافع کو ظاہر کرتا ہے۔اور جو بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد یہ ہیں۔اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے بلکہ معقول طور پر دلائل و براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے۔تا کہ عقل

سلیم سے کام لینے والوں کو کوئی جگہ انکار کی نہ رہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۷)

قرآنی وحی تمام وحیوں سے بڑھ کر ہے

قرآن کی وحی تمام دوسرے نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دل کی صفائی دی گئی تھی۔ سو وہ وحی معنوں کی رُو سے معارف کے رنگ میں اور الفاظ کے رُو سے فصاحت بلاغت کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۹)

قرآنی تعلیم کی اقسام

قرآن شریف کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تین قسم پر منقسم تھی۔ پہلی یہ کہ وحشیوں کو انسان بنایا جائے اور انسانی آداب اور حواس ان کو عطا کئے جائیں۔ اور دوسری یہ کہ انسانیت سے ترقی دے کر اخلاق کاملہ کے درجہ تک اُن کو پہنچایا جائے۔ اور یہ کہ قرب اور رضا اور معیّت اور فنا اور محویّت کے مقام ان کو عطا ہوں۔

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۴)

قرآن کریم ہر شُبہ سے پاک ہے

اَمَّا الْقُرْاٰنُ فَلَا شُبْهَةَ فِيْهِ وَاِنَّهٗ هُوَ الَّذِىْ نَزَلَ صِدْقًا وَحَقًّا عَلٰى نَبِيِّنَا وَخَرَجَ مِنْ فَمِهٖ ءَ اَنْتُمْ فِيْهِ تَرْتَابُوْنَ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ أَتُؤْثِرُوْنَ الظَّنَّ عَلَى الَّذِىْ قَالَ فِىْ شَاْنِهٖ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ وَقَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآئَنَا عَلٰى طَرِيْقٍ وَاِنَّا عَلٰى اٰثَارِهِمْ سَالِكُوْنَ. (خطبہ الہامیہ صفحہ ۹۴)

ترجمہ: حقیقت میں قرآن میں کوئی شبہ نہیں۔ اور وہی ہمارے نبیؐ پر نازل ہوا اور اس کے پاک مُنہ سے نکلا ہے۔ کیا اس میں تم کو شک ہے۔ پس کس حدیث پر قرآن کے بعد ایمان لاتے ہو۔ کیا اِس کتاب کو چھوڑ کر گمان کو اختیار کرتے ہو جس کی شان میں خدا تعالےٰ نے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَه' لَحٰفِظُوْنَ. اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔

شانِ قرآن

اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ شَاْناً اَعْظَمُ مِنْ كُلِّ شَاْنٍ وَ اِنَّهٗ حَكَمٌ وَمُهَيْمِنٌ وَاِنَّهٗ جَمَعَ الْبَرَاهِيْنَ وَبَدَّدَ الْعِدَاوَاِنَّهٗ كِتَابٌ فِيْهِ تَفْصِيْلُ كُلِّ شَىْءٍ وَفِيْهِ اَخْبَارٌ مَّا يَأْتِىْ وَمَا مَضٰى وَلَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ وَاِنَّهٗ نُوْرُ رَبِّنَا الْاَعْلٰى فَاتْرُكْ كُلَّ قِصَّةٍ تُخَالِفُ قِصَصَهٗ وَلَا تَعْصِ قَوْلَ رَبِّكَ فَتَشْقٰى.

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۵۹)

ترجمہ:۔قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہرایک شان سے بلند ہے۔اوروہ محکم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔اس نے تمام دلیلیں جمع کردیں اوردشمنوں کی جمعیت کو تتر بتر کردیا۔اوروہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔اوراس میں آئیندہ اورگزشتہ کی خبریں پائی جاتی ہیں۔اور باطل کواس کی طرف راہ نہیں۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔اوروہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ ہریک ایسے قصّہ کو چھوڑ و جوقرآن کا مخالف ہے۔اور پروردگار کے فرمودہ کی نافرمانی مت کروتا کہ شقاوت میں نہ جا پڑو۔

قرآنی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے صِدق سے محبت ضروری ہے

جب عام طور پر انسان راستی اورراستبازی سے محبّت کرتا ہےاورصدق کواپنا شعار بنا لیتا ہےتو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جوخدا تعالیٰ کودکھا دیتی ہے۔اور وہ صدق مجسّم قرآن کریم ہے۔اوروہ صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ایسا ہی خدا تعالیٰ کے ماموروم رسَل حق اورصدق ہوتے ہیں۔پس وہ اس صدق تک پہنچ جاتے ہیں تب ان کی آنکھ کھُلتی ہے اور خالص بصیرت ملتی ہے۔جس سے معارفِ قرآنی کھُلنے لگتے ہیں۔

مَیں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبّت نہیں رکھتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجھ بھی نہیں سکے۔ اس واسطے کہ اس کے قلب کو مناسبت ہی نہیں۔ یہ تو صدق کا چشمہ ہے۔ اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبّت ہو۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ معارفِ قرآنی صرف اِس بات کا نام نہیں کہ کبھی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا۔ اس کی تو وہی مثال ہے

گاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

نہیں قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے کے لئے قلب کو مناسبت اور تعلق حق اور صدق سے ہو جاتا ہے۔ پھر یہاں تک اس میں ترقی اور کمال ہوتا ہے کہ وہ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کا مصداق ہو جاتا ہے۔

(الحکم ۱۷/اپریل ۱۹۰۵ء)

۲۔ صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس کے نکات و حقائق پر اطلاع ملتی ہے۔ چونکہ کذب کذب کو کھینچتا ہے اسلئے کبھی بھی کاذب قرآنی معارف اور حقائق سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ فرمایا گیا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۹۷)

دلائلِ قرآنیہ کی تکذیب قرآن کریم کی تکذیب ہے

قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو بھی ردّ کیا جائے تو امان اُٹھ جائے گا اور اِس سے لازم آئے گا کہ قرآن کے تمام دلائل جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہیں سب کے سب باطل اور ہیچ ہیں۔

(اربعین حصّہ سوم صفحہ۵)

استخفافِ قرآن کُفر ہے

۱۔استخفافِ قرآن یا دلیل قرآن کلمۂ کُفر ہے۔

(اربعین حصّہ سوم صفحہ۳)

۲۔اِس دلیل پر ٹھٹھا مارنا جو خدا نے قرآن اور رسول کی حقیقت پر پیش کی ہے مستلزم تکذیب کتاب اللہ و رسول اللہ ہے۔اور وہ صریح کفر ہے۔

(اربعین حصّہ سوم صفحہ۱۹)

قرآن کریم کے ہر فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے

قرآن کے ہر یک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ حربہ سے منہدم کر کے جھوٹ کے رنگ میں دِکھلانا چاہتے ہیں۔

(اربعین حصّہ چہارم صفحہ ۱۵)

قرآن کریم کی پوشیدہ باریکیاں

اِنَّ خَفَایَا الْقُرْاٰنِ لَا یَظْھَرُ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ ظَھَرَ مِنْ یَدَیِ الْعَلِیْمِ الْعَلِیِّ.

(اعجاز المسیح صفحہ ۴۵)

ترجمہ:۔قرآن کریم کی پوشیدہ باریکیاں خدائے علیم و برتر کی طرف سے ظاہر ہونے والے شخص کے سوا کسی اَور پر ظاہر نہیں ہوتیں۔

قرآن کریم کی شان نہ جاننے والا سچّائی سے بہت دُور ہے

وَمَنْ لَمْ یَعْلَمِ الْقُرْاٰنَ وَمَا اُوْتِیَ الْبَیَانَ فَھُوَ شَیْطَانٌ اَوْ یُضَاھِی الشَّیْطَانَ وَمَا عَرِفَ الرَّحْمَانَ.

(اعجاز المسیح صفحہ ۴۶)

ترجمہ:۔جس شخص نے نہ قرآن کریم کو جانا اور نہ اِس کو بیان کی قوّت دی گئی وہ شیطان ہے یا شیطان کے مشابہ ہے۔اس نے خدائے رحمان کو نہ جانا۔

قرآن کریم میں ہر قسم کی شفاء موجود ہے

۱۔فِی الْقُرْاٰنِ کُلُّ شِفَآءٍ.

(اعجاز المسیح صفحہ۱۷۴)

ترجمہ:۔قرآن کریم میں ہر قسم کی شفاء موجود ہے۔

۲۔قرآن شریف میں یہ ایک برکت ہے کہ اِس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا اور زبان کُھل جاتی ہے۔

(الحکم ۱۰/مارچ ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم ذوالوجُوہ ہے

اِنَّ الْقُرْاٰنَ ذُوالْوُجُوْہِ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْعُلَمَاءِ الْاَجِلَّةِ.

(اعجاز المسیح صفحہ۱۸۳)

ترجمہ:۔یقیناً جیسا کہ بڑے بڑے علماء پر یہ امر مخفی نہیں قرآن کریم ''ذوالوجوہ'' ہے۔

قرآن کریم کے سامنے تمام دُنیوی فلسفے اور علوم ہیچ ہیں

سورۃ الفاتحہ میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن ۔ اگرچہ عام طور پر یہ صفات اِس عالم پر تجلّی کرتی ہیں لیکن اِن کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جن پر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آسکتی ۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کی صفت نے کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا۔ آپ نے عین ضعف میں پرورش پائی۔ کوئی مدرسہ یا مکتب نہ تھا جہاں آپ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشو ونما دے سکتے۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ نہ کسی تعلیم کا ہی موقعہ پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فُرصت ملی۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقّہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں ۔ جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھے گا اُس کو معلوم ہو جاوے گا کہ دُنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔

(الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۰ء)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کی رُوحانی کتاب ہے

قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے اور صدّیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسّم کتاب ہے۔ جب تک یہ دونوں نمایاں انوارِ ایمانی ظاہر نہیں ہوتے تب تک انسان خدا تک نہیں پہنچتا۔

(الحکم ۲۴؍جون ۱۹۰۰ء)

❁❁❁❁❁

قرآن کریم کے صحیح معنے مامور من اللہ ہی کرسکتا ہے

میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے بلکہ میری حیثیت سُنَنِ انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی آدمی مانو پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں ایک دم میں طے ہوسکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہوکر اور حَکَم بن کر آیا ہے جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے۔ اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح حدیث ہوگی۔

(الحکم ۱۰؍نومبر ۱۹۰۰ء)

قرآن کریم کا ناقدرشناس

یادرکھو کہ جس نے قرآن کریم کے الفاظ اور فقرات کو جو قانون ہیں ہاتھ میں نہیں لیا اُس نے قرآن کا قدر نہیں سمجھا۔

(الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۰ء)

میرے دعویٰ کا فہم قرآن شریف کی کلید ہے

میرے دعویٰ کا فہم کلید ہے نبوّت اور قرآن شریف کی۔ جو شخص میرے دعویٰ کو سمجھ لے گا نبوّت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اس کو اطلاع دی جاوے گی اور جو میرے دعویٰ کو نہیں سمجھتا اُس کو قرآن شریف پر اور رسالت پر پُورا یقین نہیں ہوسکتا۔

(الحکم ۲۴؍نومبر ۱۹۰۰ء)

قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے

قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے لیکن اِس کے استعمال کے لئے اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی تائیدات سے فیض یافتہ ہو۔

(الحکم ۲۴؍نومبر ۱۹۰۰ء)

حفاظتِ قرآن کریم

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْن قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

۲۔ قرآن شریف کی برابر حفاظت ہوتی چلی آئی ہے کہ ایک لفظ اور نقطہ تک اس کا اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا۔ اس قدر حفاظت ہوئی ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن شریف کے ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہیں جن میں باہم اتفاق ہے۔ ہمیشہ یاد کرتے ہیں اور سُناتے ہیں۔

(الحکم ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء)

قرآن کریم کے بغیر کامیابی محال ہے!

ا۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔

(الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۱ء)

۲۔ جب تک مسلمان قرآن شریف کے پُورے متّبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دُور جا رہے ہیں اُسی قدر وہ ترقی کے

مدارج اور راہوں سے دُور جارہے ہیں۔

(الحکم ۱۷؍ستمبر ۱۹۰۵ء)

قرآن کریم کا خلاصہ

سارے قرآن شریف کا خلاصہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ہے۔

(الحکم ۱۷؍فروری ۱۹۰۱ء)

قرآن کریم خاص وحی اور نُور ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کلام وحی ہوتا تھا مگر قرآن شریف ایک خاص وحی ہوتا اور ایک نُور ہوتا۔

(الحکم ۳۱؍مارچ ۱۹۰۱ء)

تلاوتِ قرآن کریم کے طریق

ا۔ قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک

نظام اور ترتیبِ قرآن کو مدّ نظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پُورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔

(الحکم ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۱ء)

۲۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بُخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نُورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیّت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔

(الحکم ۳۱؍ اگست ۱۹۰۱ء)

۳۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔

(الحکم ۲۴؍ جون ۱۹۰۲ء)

۴۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئیے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔

(الحکم ۱۷؍ جولائی ۱۹۰۲ء)

۵۔ خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔

(الحکم ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۳ء)

۶۔ انسان کو چاہئیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دُعا کا مقام آوے تو دُعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دُعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں

عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے۔ اور ایسی مخالفت احادیث میں موجود ہے۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرّف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دُعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے شاملِ حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پُھول چُنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اَور قسم کا پُھول چُنتا ہے۔ پس چاہئیے کہ ہر ایک مقام کے مناسبِ حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اَور کس کی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہو گی ورنہ نہیں۔

(الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۴ء)

۷۔ قرآن شریف تدبّر و فکر اور غور سے پڑھنا چاہئیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارِئٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالےٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے۔ اور تدبّر اور غور سے پڑھنا

چاہئیے اور پھر اس پر عمل کیا جاوے۔

(الحکم ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۷ء)

۸۔قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کر قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو۔ جبکہ دُنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچّہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ بہرحال معلّم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا معلّم ہمارا معلّم ہوسکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہوسکتا جس پر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے۔

(الحکم ۱۰؍اگست ۱۹۰۷ء)

قرآن کریم کے تین حصّے

قرآن شریف کے جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کیے ہیں اس مقام پر اعلیٰ درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ جس پر ان کو اس وجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور قرآن شریف کو محض اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کے دو حصّے ہیں بلکہ تین۔ ایک تو وہ حصّہ ہے جس کو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو اُمّی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور دوسرا وہ حصّہ ہے جو اوسط درجہ کے لوگوں پر کُھلتا ہے۔ اگرچہ وہ پُورے طور پر اُمّی نہیں ہوتے لیکن

بہت بڑی استعداد علوم کی بھی نہیں رکھتے۔ اور تیسرا حصّہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو اعلےٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں اور فلاسفر کہلاتے ہیں۔ یہ قرآن شریف کا ہی خاصّہ ہے کہ وہ تینوں قِسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایک ہی بات ہے جو اُمّی اور اوسط درجہ کے آدمی اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دے جاتی ہے۔ یہ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر طبقہ اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے۔

(الحکم ۳۱ر مئی ۱۹۰۱ء)

عقلمند کے لئے قرآن کافی ہے

کُل چیزیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اگر انسان عقلمند ہو تو اس کے لئے وہ کافی ہے۔

(الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۱ء)

سُورۃ اخلاص کی فضیلت

خدا تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں یہ چھوٹی سی سورت (سورۃ اخلاص) نازل کی یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اس میں اسی قدر ہوتا تو یہ تباہ نہ ہوتے۔ اور انجیل کے اتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم ان کو دی جاتی تو آج دُنیا میں ایک بڑا حصّہ ایک مُردہ پرست قوم نہ بن جاتا۔

(الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۲ء)

قرآنی وحی کی شان

اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّا نَاْتِیْ بِمِثْلِ الْقُرْاٰنِ اِنَّهٗ مُعْجِزَةٌ لَّا يَاْتِیْ بِمِثْلِهٖ اَحَدٌ مِّنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَاِنَّهٗ جَمَعَ مَعَارِف وَمَحَاسِنَ لَا يَجْمَعُهَا عِلْمُ الْاِنْسَانِ بَلْ اِنَّهٗ وَحْیٌ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ غَيْرُهٗ وَاِنْ كَانَ بَعْدَهٗ وَحْيًا اٰخَرَ مِنَ الرَّحْمَانِ فَاِنَّ لِلّٰهِ تَجَلِّيَاتٌ فِیْ اَيْحَائِهٖ وَاِنَّهٗ مَا تَجَلّٰى مِنْ قَبْلُ وَلَا يَتَجَلّٰى مِنْ بَعْدُ كَمِثْلِ تَجَلِّيَةٍ لِخَاتَمِ اَنْبِيَائِهٖ وَلَيْسَ شَأْنُ وَحْیِ الْاَوْلِيَاءِ كَمِثْلِ شَأْنِ وَحْیِ الْفُرْقَانِ وَاِنْ اُوْحِیَ اِلَيْهِمْ كَلِمَةٌ كَمِثْلِ كَلِمَاتِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ دَائِرَةَ مَعَارِفِ الْقُرْاٰنِ اَكْبَرُ الدَّوَائِرِوَاِنَّهَا اَحَاطَتِ الْعُلُوْمَ كُلَّهَا وَجَمَعَتْ فِیْ نَفْسِهَا اَنْوَاعَ السَّرَائِرِوَبَلَغَتْ دَقَائِقُهَا اِلَى الْمَقَامِ الْعَمِيْقِ الْغَائِرِ. وَسَبَقَ الْكُلَّ بَيَاناً وَبُرْهَاناً وَزَادَ عِرْفَاناً وَاِنَّهٗ كَلَامُ اللّٰهِ الْمُعْجِزُ مَا قَرَعَ مِثْلُهٗ اٰذَاناً وَلَا يَبْلُغُهٗ قَولُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ شَاْناً فَمَثَلُ الْقُرْاٰنِ وَغَيْرِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ رُؤْيَا رَاٰهَا مَلِكٌ عَادِلٌ رَفِيْعُ الْهِمَّةِ كَامِلُ الْفَهْمِ وَ الْقِيَاسِ وَرَاٰى هٰذِهِ الرُّؤْيَا بِعَيْنِهَا رَجُلٌ اٰخَرُ قَلِيْلُ الْفَهْمِ قَلِيْلُ الْهِمَّةِ وَمِنْ عَامَّةِ النَّاسِ. فَلَا شَكَّ اَنَّ رُؤْيَا الْمَلِكِ وَرُؤْيَا هٰذَا الرَّجُلِ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً غَيْرَ مُمَيَّزَةٍ فِیْ ظَاهِرِ الْحَالَاتِ وَلٰكِنْ لَيْسَتْ بِوَاحِدَةٍ عِنْدَ عَارِفِ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا وَذِی الْحَصَاتِ بَلْ لِرُؤْيَا الْمَلِكِ الْعَادِلِ تَعْبِيْرٌ اَعْلٰى وَ اَرْفَعُ وَ اَعَمُّ وَ اَنْفَعُ. وَهِیَ لِلنَّاسِ كُلِّهِمْ خَيْرٌ وَمَعَ ذٰلِكَ اَصَحُّ وَ اَلْمَعُ وَ اَمَّا رُؤْيَا رَجُلٍ هُوَ مِنْ اَدْنَى النَّاسِ. فَلَا يَتَخَلَّصُ فِیْ اَكْثَرِ صُوَرِهَا مِنَ الْاِلْتِبَاسِ بَلْ مِنَ الْاَدْنَاسِ ثُمَّ مَعَ ذٰلِكَ لَا يَتَجَاوَزُ اَثَرُهَا مِنَ الْاَبْنَاءِ وَالْاٰبَاءِ اَوْ

شِرْذِمَةٍ مِّنَ الْاَحِبَّاءِ. وَاِنَّ رَكْبَ هٰؤُلَاءِ الْاَغْيَارِ يُنِيْخُوْنَ بِاَدْنَى الْاَرْضِ مَطَايَا التِّسْيَارِ وَ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الْاَكْوَارِ اِلَى الْاَوْكَارِ وَاَمَّا خَيْلُ الْفُرْقَانِ فَيَجُوْبُوْنَ كُلَّ دَائِرَةِ الْعُمْرَانِ وَهُوَ كِتَابٌ تَجْرِىْ تَحْتَهٗ بِحَارُ الْعِرْفَانِ وَلَا يَطِيْرُ فَوْقَهٗ طَيْرُ التِّبْيَانِ. وَمَا تَكَلَّمَ اَحَدٌ اِلَّا اذَّانَ مِنْ خَزَائِنِهٖ وَاَخْرَجَ مِنْ بَعْضِ دَفَائِنِهٖ وَاَرٰى كُلَّ مُتَكَلِّمٍ صِفْرَ الْيَدَيْنِ مِنْ غَيْرِ التَّطَوُّقِ بِهٰذَا الدَّيْنِ وَكُلُّ غَرِيْمٍ يَجِدُّ فِى التَّقَاضِىْ وَيَلِحُّ فِى الْاِقْتِيَادِ اِلَى الْقَاضِى وَاَمَّا الْقُرْاٰنُ فَيَتَصَدَّقُ عَلٰى اَهْلِ الْاِمْلَاقِ. وَ يَنْزَعُ عَنِ الْاِرْهَاقِ بَلْ يُؤْتِىْ سَبَائِكَ الْخَلَاصِ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ وَلَا يَمُنُّ عَلَى الْغُرَمَاءِ بِالْاِنْظَارِ. بَلْ يُرَغِّبُهُمْ فِىْ اِحْتِجَانِ النُّضَارِ وَلَا يَأْخُذُ سَارِقاً اِنْ كَانَ فَارِقاً وَ اِنَّا نَحْنُ تَلَامِيْذُ الْفُرْقَانِ وَ اُتْرِعْنَا مِنْ بَحْرِهٖ بَعْدَ مَا صِرْنَا كَالْكِيْزَانِ.

(الھدیٰ صفحہ ۳۲ تا ۳۵)

ترجمہ:۔خدا کی لعنت اُن پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کریم کی مثل لا سکتے ہیں۔ قرآن کریم معجزہ ہے جس کی مثل کوئی اِنس وجِنّ نہیں لاسکتا۔اوراس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اَور کوئی وحی بھی نہیں اگر چہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اَور کوئی وحی بھی ہو۔اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا تعالےٰ کی تجلّیات ہیں۔اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلّی جیسی کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی۔اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں اگر چہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے۔اس لئے کے قرآن کریم کے معارف کا دائرہ سب دائروں سے بڑا

ہے اور اس میں سارے علوم اور ہر طرح کی عجیب اور پوشیدہ باتیں جمع ہیں۔اور اس کی دقیق باتیں بڑے اعلیٰ درجہ کے گہرے مقام تک پہنچی ہوئی ہیں۔اور وہ بیان اور بُرہان میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس میں سب سے زیادہ عرفان ہے اور وہ خدا کا معجز کلام ہے جسکی مثل کانوں نے نہیں سُنا اور اس کی شان کو جِنّ وانس کا کلام نہیں پہنچ سکتا۔سو قرآن اور دوسرے کلام کی مثال اُس رؤیا کی ہے جو ایک عادل اور پُورے دانا بادشاہ نے دیکھی۔اور وہی رؤیا ایک دوسرے عامی کم فہم اور پست ہمّت شخص نے دیکھی۔سو اس میں شک نہیں کہ بادشاہ کا خواب اور اُس عامی کا خواب گو بظاہر حالات ایک ہی ہیں لیکن دانشمند اور تعبیر کا عِلم رکھنے والے کے نزدیک ایک نہیں۔بلکہ عادل بادشاہ کی تعبیر بہت بلند اور عام اور نفع رساں اور سب لوگوں کے حق میں خیر و برکت اور بہت ہی درست اور صاف ہے مگر عامی کی رؤیا اکثر صورتوں میں آمیزش اور میل کچیل سے پاک نہیں ہوتی۔اس کے علاوہ اس کا اثر بیٹوں یا باپوں یا تھوڑے سے دوستوں کے آگے نہیں جاتا۔اور اگر اغیار سوار بھی ہوں تو بھی بہت ہی نزدیک جگہ میں ڈیرے ڈال دیتے ہیں اور پالانوں سے اُتر کر آشیانوں میں گھُس جاتے ہیں۔مگر قرآن کریم کے سواروں کا یہ حال ہے کہ وہ آبادی کے ہر دائرہ کو قطع کرتے ہیں۔ قرآن کریم ایک کتاب ہے جس کے نیچے عرفان کے دریا بہتے ہیں۔اور کسی گویائی کا پرندہ اس سے بلند نہیں اُڑ سکتا۔اور ہر پُونجی والا اس کے خزانوں اور دفینوں سے کچھ لیتا ہے اور میرے نزدیک ہر متکلّم اس قرضہ میں مبتلا ہونے کے بغیر محض تہی دست ہے۔اور قرضدار سے سخت تقاضا کیا جاتا اور سخت کوشش کی جاتی ہے کہ قاضی تک پہنچا کر اس سے روپیہ وصول کیا جائے۔ مگر قرآن کریم تنگ دستوں کو صدقات دیتا اور ساری تنگیاں دُور کرتا بلکہ اخلاص والوں کو سونے کی ڈلیاں دیتا ہے اور اپنے قرضداروں کو مہلت دینے کا احسان نہیں جتاتا بلکہ ان کو

سونا اکٹھا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔اور کسی چور کو اگر چہ وہ ڈرنے والا شخص ہی ہو نہیں پکڑتا۔اور ہم تو اوّل کُوزے بنے پھر قرآن کریم کے دریا سے لبالب ہوئے۔

آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن کریم ہے

۱۔ بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)............ رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے۔کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔

(الحکم ۸/دسمبر ۱۸۹۸ء)

۲۔آج آسمان کے نیچے بجُز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔

(دافع البلا صفحہ ۲۰)

۳۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب مجید کو خاتم الکتب ٹھہرایا تھا اور اس کا زمانہ قیامت تک دراز تھا۔وہ خوب جانتا تھا کہ کس طرح پر یہ تعلیمیں ذہن نشین کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اس کے مطابق تفاصیل کی ہیں۔پس اس کا سِلسلہ جاری رکھا کہ جو مجدّد و مصلح احیاءِ دین کے لئے آتے ہیں وہ خود مفصّل آتے ہیں۔

(الحکم ۲۴/جولائی ۱۹۰۲ء)

۴۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربّانی

کتابوں کا خاتم ہے۔تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اَور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔جھوٹی گواہی نہ دو۔زنا نہ کرو۔خون نہ کرو۔اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیانِ شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔

(اربعین حصّہ چہارم صفحہ ۶۔۷)

۵۔قرآن شریف پر شریعت ختم ہوگئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچّے دین کی جان ہے۔جس دین میں وحی الٰہی کا سِلسلہ جاری نہیں وہ دین مُردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۲ حاشیہ)

۶۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک اِن معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنخضرت صلعم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعتِ نبوی سے نعمتِ وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔وہ وحی جو اتبّاع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔مگر نبوّت شریعت والی یا نبوّت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی صفحہ ۱۲)

۷۔آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوّت کا خاتمہ ہو چکا ہے اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔اس میں ایک شعشہ یا نکتہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض اور

قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں۔

(پیغام امام صفحہ ۲۶۔ تقریر لدھیانہ ۱۹۰۵ء)

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اَور کلمہ یا کوئی اَور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا جہنم میں جائے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اِس اُمّت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھُلا ہے۔ اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے۔

(پیغام امام صفحہ ۳۰۔۳۱)

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوُا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اِس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوُا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپ پر ختم ہو چکے تھے اور آپ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوُا کمال کو پہنچا ہوُا ہے۔ اور جیسے نبوّت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجازِ کلام کے کلمات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیّین ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔

(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۰۔نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے۔اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچّا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب کوئی کتاب یا شریعت نہ آئیگی۔یعنی قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

(الحکم ۱۰؍جنوری ۱۹۰۴ء)

۱۱۔وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدم سے مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے۔اور اس طرح پر طبعًا آپؐ خاتم النبیّین ٹھہرے۔اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

(الحکم ۳۱؍جولائی و ۱۰؍اگست ۱۹۰۴ء)

۱۲۔ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیّین ہے اور اس طرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیّین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوّت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت ختم ہونے سے یہ مُراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالاتِ نبوّت ختم ہو گئے۔یعنی وہ تمام کمالاتِ متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم میں جمع کر دیئے گئے

اور اس طرح پر آپؐ طبعًا خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے تھے وہ قرآن شریف پر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

(الحکم ۱۷؍ مارچ ۱۹۰۵ء)

۱۳۔ سب سے اوّل اس (خدا تعالیٰ) نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمّل دین دے کر بھیجا اور آپؐ کو خاتم النبیّین ٹھہرایا اور قرآن شریف جیسی کامل اور خاتم الکتب عطا فرمائی جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لے کر آئیگا۔

(الحکم ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۵ء)

۱۴۔ ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم وہ معصوم نبی ہیں کہ جس پر تمام کمالات نبوّت کے ختم ہو گئے ہیں اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے۔ اور اُن پر وہ کامل اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اَور شریعت نہیں آئے گی۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اس کے ساتھ مطابقت نہ رکھے گی مِن جانب اللہ نہیں ٹھہر سکتی۔ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرّہ بھی چوں و چرا کریں۔

(الحکم ۱۷؍ نومبر ۱۹۰۷ء)

۱۵۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچّی پیروی کرے اور قرآن شریف کو ہی خاتم الکتب یقین کرے۔ اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے۔ اور اس میں ایک ذرّہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتّباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھودے اور اپنے وجود کا ہر ذرّہ اس راہ میں لگائے۔ عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکّا مسلمان ہوتا ہے۔

(الحکم ۶ رمئی ۱۹۰۸ء)

قرآن کریم کا پہلی کتب اور انبیاءؑ پر احسان

۱۔ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو اُن کی تعلیموں کو جو قصّہ کے رنگ میں تھیں عملی رنگ دے دیا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّـهٗ قَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَاهُوَ بِالْهَزْلِ ہے۔ وہ میزان، مہیمن، نُور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اُسے قصّہ سمجھتے ہیں اُنہوں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں تیز ہوئے ہیں۔ صرف اسی لئے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اسرارِ نُور حکمت اور معرفت ہے۔ دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصّہ سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور

روشن کتاب ہے اس لئے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پرواہ کریں۔

(الحکم ۲۴/ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲۔اگر قرآن شریف نہ ہوتا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے ہوتے تو مسیح کی خدائی اور نبوّت تو ایک طرف شاید کوئی دانشمند اُن کو کوئی عالی خیال اور وسیع الاخلاق انسان ماننے میں بھی تامّل کرتا۔ یہ قرآن شریف کا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عام ہے تمام نبیوں پر اور خصوصاً مسیح پر کہ اس نے اُن کی نبوّت کا ثبوت خود دیا۔

(الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء)

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے

ا۔ جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حُکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظِلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

۲۔تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بُجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن

تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی ۔مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے ۔اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے ۔پس اِس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔اگر قرآن نہ آتا تو تمام دُنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔انجیل کے لانے والا وہ رُوح القدس تھا جو کبوتر کی شکل میں ظاہر ہوا جو ایک کمزور اور ضعیف جانور ہے جس کو بلّی بھی پکڑ سکتی ہے۔اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور رُوحانیت باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا۔مگر قرآن کا رُوح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض وسماء کو بھر دیا تھا۔پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلّی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔بُجز قرآن کسی کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دُعا سکھلائی اور یہ اُمید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی رہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسُول اور صدّیق اور شہید اور صالح تھے۔پس اپنی ہمّتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھی۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۴۔۲۵)

۳۔مَیں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لاویں۔اور وہ یہی ہے کہ مسیح کی وفات پر ایمان لاویں۔

(الحکم ۱۷؍ستمبر ۱۹۰۴ء)

۴۔یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچّا ذریعہ ہے۔یہ اُن لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں۔

(الحکم ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۴ء)

۵۔قرآن شریف علومِ حقّہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے ادھر انسان کو متوجّہ کرتا ہے کہ اس سے خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔اور خدا تعالیٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس سے محبّت پیدا ہوتی جاتی ہے۔اور انسان کو قضاء وقدر کے نیچے رہنے کی اسی لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی برضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر سچّی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشاء ہے حاصل کرے۔

(الحکم ۱۰؍جون ۱۹۰۱ء)

۶۔قرآن شریف ایک اکمل اور اتم کتاب ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم کی تعلیم شرک سے کیوں محفوظ رہی

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو رُوح القدس بھی آپؐ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا۔ اور چونکہ رُوح القدس کی قوی تجلّی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا اُفق بھر دیا تھا۔ اس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی۔

(کشتی نوح صفحہ ۷۵)

قرآن کریم پر یقین رکھنے والے پر صدہا معارف کھولے جاتے ہیں

قرآن شریف کی ظاہری ترتیب پر جو شخص دلی یقین رکھتا ہے اس پر صدہا معارف کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور صدہا باریک در باریک نکات تک پہنچنے کے لئے یہ ترتیب اس کی راہنما ہو جاتی ہے۔ اور قرآن دانی کی ایک کنجی اس کے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔ گویا ترتیب ظاہری کے نشانوں سے خدا خود اسے بتلاتا جاتا ہے کہ دیکھ میرے اندر یہ خزانے ہیں لیکن جو شخص قرآن کی ظاہری ترتیب سے منکر ہے وہ بلاشُبہ قرآن کے باطنی معارف سے بھی بے نصیب ہے۔

(تریاق القلوب۔ فُٹ نوٹ صفحہ ۱۴۴)

قرآن کریم میں ظاہری ترتیب کا التزام ہے

قرآن کریم ظاہری ترتیب کا اشد التزام رکھتا ہے اور ایک بڑا حصّہ قرآنی فصاحت کا اسی سے متعلق ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب کا ملحوظ رکھنا بھی وجوہِ بلاغت میں سے ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت یہی ہے جو حکیمانہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔جس شخص کے کلام میں ترتیب نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے ایسے شخص کو ہم ہرگز بلیغ و فصیح نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اگر کوئی شخص حد سے زیادہ ترتیب کا ہاتھ اُٹھا دے تو وہ ضرور دیوانہ اور پاگل ہوتا ہے۔کیونکہ جس کی تقریر منتظم نہیں اس کے حواس بھی منتظم نہیں۔ پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا وہ پاک کلام جو بلاغت فصاحت کا دعویٰ کر کے تمام اقسام سچّائی کے لئے بُلاتا ہے ایسا اعجازی کلام اس ضروری حصّہ فصاحت سے گرا ہوا ہو کہ اس میں ترتیب نہ پائی جائے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۴۔۱۴۵ حاشیہ)

قرآن کریم یقینی اور قطعی کلام الٰہی ہے

قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔وہ خدا کا کلام ہے۔وہ شک اور ظنّ کی آلائشوں سے پاک ہے۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ٦)

قرآن کریم کی عظمت!

ا۔قرآن شریف کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ انسان کی کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا پہلے سے ہی اس نے قانون نہ بنادیا ہے۔

(الحکم ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء)

۲۔قرآن کریم کی عظمت کے بڑے بڑے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں عظیم الشان علوم ہیں جو توریت وانجیل میں تلاش کرنے ہی عبث ہیں۔اور ایک چھوٹے اور بڑے درجہ کا آدمی اپنے اپنے فہم کے موافق اس سے حصّہ لے سکتا ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم اقوامِ دُنیا کو متّحد کرنے آیا ہے

خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک اُمّت کو جُدا جُدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں۔تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک بنا دے گا اور تمام ملکوں کو ایک ملک کر دیگا اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنا دیگا۔

(نسیمِ دعوت صفحہ ۶۱)

قرآن کریم پاک اور روحانی حکمت سے بھرپُور ہے

مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور رُوحانی حکمت سے بھراہؤا پایا۔ نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ رُوحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھ کر اس کی مزمّت اور ہِند یا کرتا ہے۔ اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اس کو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔

(سناتن دھرم صفحہ ۶۔۷)

قرآنی پیشگوئیوں کی شان

جہاں تک دیکھا جاوے قرآن شریف کی پیشگوئیاں بڑے اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہیں۔ اور کوئی کتاب اس رنگ میں ان پیشگوئیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ پیشگوئیاں یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پوری ہوگئی تھیں بلکہ ان کا سِلسلہ برابر جاری ہے۔ چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں تھیں جو اَب پُوری ہورہی ہیں اور بہت ابھی باقی ہیں جو کہ آئندہ پُوری ہوں گی۔

(الحکم ۳۰؍اپریل ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم مستقل قانون ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لے کر آئے تھے وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے۔ اس لئے اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کامل اور مکمّل ہے۔ قرآن شریف قانونِ مستقل ہے اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا تب بھی منسوخ ہو جاتیں کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے۔

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

❁❁❁❁❁

قرآنی تعلیم نقطۂ وسط پر قائم ہے

قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب میں دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے۔ افراط یا تفریط اس میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے۔ اور اسی لئے اِس اُمّت کا نام بھی اُمَّةً وَّسَطاً رکھا گیا ہے۔

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

❁❁❁❁❁

کلام کا معجزہ

جیسے ہر زمانہ میں کرامات ہوتی رہی ہیں اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے اعجازی کلام کے ثبوت کے لئے کلام کا معجزہ بھی رکھا ہے۔ جیسے حضرت سیّد عبد القادر

صاحب جیلانیؒ کی دو چند سطریں معجزہ تھیں۔اس زمانہ میں بھی قرآن شریف کے کلام کے اعجاز کے لئے مسیح موعود کو کلام کا معجزہ دیا گیا ہے۔

(الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۳ء)

تبشیری نشانوں کا ذِکر

حقیقت میں عظیم الشان اور قویّ الاثر اور مبارک اور موصل اِلی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفتِ کاملہ اور محبّتِ ذاتیہ کے اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں جو اولیاء اللہ کے لئے منتہی المقامات ہے۔اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ان نشانوں کو محدود نہیں رکھا بلکہ ایک دائمی وعدہ دے دیا ہے کہ قرآن شریف کے سچّے متّبع ہمیشہ اُن نشانوں کو پاتے رہیں گے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشانات پاتے رہیں گے جن کے ذریعہ سے وہ دُنیا اور آخرت میں معرفت اور محبّت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی۔اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا ہی فوزِ عظیم ہے (یعنی یہی ایک امر ہے جو محبّت اور معرفت کے منتہی مقام تک پہنچا دیتا ہے۔)

(الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء)

قرآن کریم نصائح سے لبریز ہے

قرآن شریف کے ۳۰ سیپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پُورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتا تا ہوں کہ وہ کلید اور قوّت دُعا ہے۔ دُعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالےٰ ساری مشکلات کو آسان کرے گا۔

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء)

اوامر ونواہی

قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اوامر ونواہی اور احکامِ الٰہی کی تفصیل موجود ہے۔ اور کئی سوشاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء)

قرآن کریم کا زمانہ کامل تعلیم کا مقتضی تھا

قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔ پس یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اُسی کا حق

تھا۔اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ۳)

قرآن کریم معجزانہ پیشگوئیوں کو بھی معجزانہ عبارات میں بیان کرتا ہے

معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے قرآن شریف کا کلام نہایت روشن مثال ہے کہ بظاہر وہ بھی ایک کلام ہے جیسا کہ انسان کا کلام ہوتا ہے۔لیکن وہ اپنی فصیح تقریر کے لحاظ سے اور نہایت لذیذ اور مصفّٰی اور رنگین عبارت کے لحاظ سے جو ہر جگہ حق اور حکمت کی پابندی کا التزام رکھتی ہے اور تیز روشن دلائل کے لحاظ سے جو تمام دُنیا کے مخالفانہ دلائل پر غالب آ گئیں۔ اور نیز زبردست پیشگوئیوں کے لحاظ سے ایک ایسا لاجواب معجزہ ہے جو باوجود گزرنے تیرہ سَو برس کے اب تک کوئی مخالف اس کا مقابلہ نہیں کرسکا اور نہ کسی کو طاقت ہے جو کرے۔ قرآن شریف کو تمام دُنیا کی کتابوں سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ معجزانہ پیشگوئیوں کو بھی معجزانہ عبارات میں جو اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت سے پُر اور حق اور حکمت سے بھری ہوئی ہیں بیان فرماتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ۴۶)

انسانی کلام کا قرآن کریم سے توارد

قرآن شریف اِن معنوں سے معجزہ ہے کہ کسی انسان کی عبارت کو قرآن شریف کی ایک لمبی عبارت کے ساتھ جو دس آیت سے کم نہ ہو توارد نہیں ہوسکتا۔ اور اس قدر عبارت قرآن شریف کی اس درجہ کی فصاحت بلاغت اور دیگر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتی ہے جو انسانی طاقتیں اس کی مثل پیش نہیں کرسکتیں۔ اس لئے عبارت قرآنی اِس شرط کے ساتھ کہ دس آیت کی مقدار سے کم نہ ہو معجزہ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مگر ایک فقرہ جو زیادہ سے زیادہ ایک آیت یا دو آیت کے برابر ہو اس قدر فقرہ میں انسان کے کلام کا خدا کے کلام سے بظاہر توارد ہوسکتا ہے۔ مگر پھر اندرونی طور پر خدا کی کلام میں بعض پوشیدہ معارف اور ایک قسم کا نُور رہوتا ہے اور نیز معجزہ میں سے ایک حصّہ اس میں مخفی ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیّہ حصّہ پنجم صفحہ ۸۵۔۸۶)

قرآن کریم کی ایک کرامت

قرآن شریف کی یہ کرامت ہے کہ ہمارے مخالف یہودیوں کی طرح قرآن شریف کی تحریف پر آمادہ ہوئے مگر قادر نہیں ہوسکے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۷۹)

اِسُلام کا مفہوم قرآنی آیات کے لئے بطور مرکز کے ہے

تمام آیاتِ قرآنی کے لئے اسلام کا مفہوم بطور مرکز کے ہے اور تمام آیاتِ قرآنی اس کے گرد گھوم رہی ہیں۔

(خاتمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ج)

کوئی مذہبی تعلیم قرآن کریم کے ہم پہلو نہیں

ا۔مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے کسی مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصّہ اور خواہ اخلاقی حصّہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاستِ مدنی کا حصّہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصّہ ہو قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔

(یادداشتیں براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۱ حاشیہ)

۲۔میرا بڑا حصّہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گُزرا ہے۔مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصّہ اور خواہ اخلاقی حصّہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاستِ مدنی کا حصّہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصّہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔اور یہ قول اس لئے نہیں کہ مَیں ایک مسلمان شخص ہوں بلکہ سچّائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ مَیں گواہی دوں۔اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں

بلکہ ایسے وقت میں جبکہ دُنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کُشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔

(پیغام صلح صفحہ ۶۲۔۶۳)

۳۔ قرآن شریف حقائق اور معارف سے بھرا ہوا ہے۔ توریت انجیل بالکل ان سے خالی ہیں۔ ان کی کُل تعلیم قصص کے رنگ میں ہے اور قرآن شریف علوم کا خزانہ ہے۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء)

۴۔ وہ لوگ جن کو شریعت قصّہ کے رنگ میں ملی تھی وہ دماغی علوم کی کتاب و شریعت کے ماننے والوں کے کب برابر ہو سکتے تھے۔ پہلے صرف قصص پر راضی ہو گئے اور اُن کے دماغ اِس قابل نہ تھے کہ حقائق و معارف کو سمجھ سکتے۔ مگر اِس اُمّت کے دماغ اعلیٰ درجہ کے تھے۔ اس لئے شریعت اور کتاب علوم کا خزانہ ہے۔ جو علوم قرآن مجید لے کر آیا ہے وہ دُنیا کی کسی کتاب میں پائے نہیں جاتے۔ اور جیسے شریعت کے نزول کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف سے لبریز تھی ویسے ہی ضروری تھا کہ ترقی علوم و فنون سب اسی زمانہ میں ہوتی بلکہ کمالِ انسانیت بھی اسی میں پورا ہوا۔

(الحکم ۲۴؍جون ۱۹۰۳ء)

۵۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۶ء)

قرآن شریف انسان کو اعلیٰ کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متّصِف کرنا چاہتا ہے

قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب مَیں صاحبِ کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلےٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متّصِف کرنا چاہتا ہے تا کہ اس سے ایسے اعمال وافعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں۔ اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جاوے۔

(الحکم ۱۷/ جنوری ۱۹۰۵ء)

سچّی تہذیب دُنیا کو قرآن نے ہی سکھائی ہے

قرآن شریف نے ہی سچّی تہذیب دُنیا کو سکھائی ہے۔ یہ تہذیب وہ ہے جس سے انسانیت آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان ما بہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر سچّے اور جھوٹے مذاہب کے درمیان ما بہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہیں ملی تو اُسے تہذیب سے کوئی حصّہ نہیں ملا۔

(الحکم ۱۷/ اگست ۱۹۰۵ء)

انسانی ترقی

اِس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جن میں سے ایک زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے۔لیکن وہ زبان جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے۔جب انسان تعصّب سے پاک ہوکر تدبّر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراضِ صوری اور معنوی سے باز رہے گا بلکہ دُعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہوگی۔

(الحکم ۱۷ستمبر ۱۹۰۵ء)

قرآنی تعلیم کا خلاصہ

قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا کہ خدا تعالیٰ کی محبّت اس قدر استیلاء کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے۔یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں۔اور یہی وہ نسخہ ہے جو اِس عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اُس عالم کی برکات اور فیوض کو اِس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔

(الحکم ۱۰اکتوبر ۱۹۰۵ء)

صرف قرآن کریم نے اپنے معجزہ ہونے کا ذکر کیا ہے

ا۔ یاد رہے کہ دُنیا میں صرف قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف سے معجزہ ہونے کا دعویٰ پیش ہوا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اس کی خبریں اور اس کے قصّے سب غیب گوئی ہیں۔ اور آئیندہ کی خبریں بھی قیامت تک اس میں درج ہیں۔ اور وہ اپنی فصاحت و بلاغت کے رُو سے بھی معجزہ ہے ....پس بلاشُبہ قرآن شریف کا سارا مضمون وحی الٰہی سے ہے۔ اور وہ وحی ایسی عظیم الشان معجزہ تھا کہ اس کی نظیر کوئی شخص پیش نہ کر سکا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۸)

۲۔ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ انسان ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں۔ اور تمام مخالفین نے چُپ رہ کر اس دعویٰ کا سچّا ہونا ثابت کر دیا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۸ حاشیہ)

قرآن کریم نے صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا ہے

قرآن شریف نے تمام پر وبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں۔ ایک انسان کا

خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا۔ اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نِکمّا ہونا اس کا بپایۂ ثبوت پہنچا دیا۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۹)

قرآن کریم بے فائدہ عفو کو جائز قرار نہیں دیتا

قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازۂ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۱ حاشیہ)

سچّا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے

ا۔ دُنیا میں ایک قرآن ہی ہے جس نے خدا کی ذات اور صفات کو خدا کے اس قانونِ قدرت کے مطابق ظاہر فرمایا ہے جو خدا کے فعل سے دُنیا میں پایا جاتا ہے۔ اور جو انسانی فطرت اور انسانی ضمیر میں منقوش ہے۔ عیسائی صاحبوں کا خدا صرف انجیل کے ورقوں میں محبوس ہے اور جس تک انجیل نہیں پہنچی۔ وہ اس خدا سے باخبر ہے۔ لیکن جس خدا کو قرآن پیش کرتا ہے اس سے کوئی ذوی العقول میں سے بے خبر نہیں۔ اس لئے سچّا خدا وہی خدا ہے جس کو قرآن نے پیش کیا ہے۔ جس کی شہادت انسانی فطرت اور قانون

دے رہا ہے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸ حاشیہ)

۲۔خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ قرآن شریف نے ایسا خدا پیش نہیں کیا جو ایسی ناقص صفات والا ہو کہ نہ وہ رُوحوں کا مالک ہے۔نہ ذرّات کا مالک ہے۔نہ اُن کو نجات دے سکتا ہے۔نہ کسی کی توبہ قبول کر سکتا ہے۔بلکہ ہم قرآن شریف کی رُو سے اس خدا کے بندے ہیں جو ہمارا خالق ہے۔ہمارا مالک ہے۔ہمارا رازق ہے۔رحمان ہے۔رحیم ہے۔مالکِ یوم الدین ہے۔مومنوں کے واسطے یہ شکر کا مقام ہے کہ اس نے ہم کو ایسی کتاب عطا کی جو اس کے صحیح صفات کو ظاہر کرتی ہے۔یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

(الحکم ۱۸/جنوری ۱۹۰۸ء)

قرآن کریم خدا نما ہے

ا۔صرف قرآن شریف ہے جو صرف خدا شناسی کی تاکید نہیں کرتا بلکہ آپ دکھلا دیتا ہے۔اور کوئی کتاب آسمان کے نیچے ایسی نہیں ہے کہ اُس پوشیدہ وجود کا پتہ دے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۰)

۲۔انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوّت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کرا دے۔اور خدا تعالےٰ سے سچّا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالےٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو۔اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی

دل میں داخل نہ ہو۔ اور دیکھو کہ مَیں اس شہادتِ رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی رُوح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

(حقیقۃ الوحی ٹائیٹل پیج صفحہ۲)

۳۔ قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور خدا کا وجود دکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے۔

(پیغام صلح صفحہ ۲۵)

کیا قرآن کریم نے کسی پہلی کتاب سے کوئی قِصّہ نقل کیا ہے؟

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبِ وحی ہونا دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہے اور آپؐ کی نبوّتِ حقّہ کے انوار و برکات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں تو کیوں شیطانی وساوس دل میں داخل کئے جاویں کہ نعوذ باللہ قرآن شریف کا کوئی قصّہ کسی پہلی کتاب یا کتب سے نقل کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ شک ہے یا آپ اُس کو علم غیب پر قادر نہیں جانتے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ ۳۰)

قرآن کریم عین اعتدال کا مذہب ہے

جو شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے سب کچھ چھوڑتا ہے۔قرآن شریف میں سب باتیں موجود ہیں۔اوّل آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے۔ وہ معارف سے بھرا ہوا ہے اور عین اعتدال کا مذہب ہے۔فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے۔

(لا الٰہ اِلاّ اللّٰہ صفحہ ۱۲۔تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

قرآن کریم کی سچّائی کی علامت

قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اس کی طرف آتے ہیں اُن کو اس مرتبۂ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے۔ بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتّب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرّف ہوتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۵)

قرآن کریم کی ہر بات حق وحکمت پر مبنی ہے

قرآنی تعلیم وہ تعلیم ہے جس کی ایک بات بھی حق اور حکمت سے باہر نہیں اور جو سراسر پاکیزگی ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۶)

قرآن کریم نے تکمیلِ دین کا حق ادا کر دیا

یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ جیسا وہ خود فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج مَیں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پُوری کر دی ہے۔ اور میں اسلام کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہؤا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا۔ اب صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھُلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں۔ بلکہ سچّے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھُلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۷)

قرآن کریم نے طِبّ رُوحانی کے قواعد کلیہ کو طِبّ جسمانی کے قواعد کلیہ سے تطبیق دی ہے

قرآن شریف ایک ایسی پُرحکمت کتاب ہے جس نے طبِّ روحانی کے قواعد کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِّ روحانی ہے طبِّ جسمانی کے قواعدِ کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔ اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھُلنے کا دروازہ ہے اور سچّی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کرسکتا ہے جو طبِّ جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۹۴-۹۵)

قرآن کریم نے انسان کو حق پر قائم رکھنے کے لئے ہر طریق استعمال کیا ہے

خدا تعالیٰ کی کامل کتاب کی یہی نشانی ہے جو انسانوں کو حق پر قائم کرنے کے لئے کسی مؤثر طریق کو اُٹھا نہ رکھے۔ اور ہر ایک طریق کو بیان کردے۔ سو قرآن شریف نے ان تمام طریقوں کو استعمال کیا اور کھول کھول کر سُنا دیا کہ اچھے کام یہ ہیں اور بُرے کام یہ ہیں اور پھر اچھے کاموں کے نتیجے اور بُرے کاموں کے نتیجے کھول کر بتلا دیئے۔ اور پھر ان

امور کے بارے میں اُن لوگوں کے حالات سُنا دیئے جو پہلے زمانوں میں گزر چکے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ نیک اعمال اور نیک اخلاق کی طرف مائل ہونے اور بد طریق کو ترک کرنے کے لئے قصّوں کو بڑا دخل ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۴۸)

☆☆☆☆☆

قرآن کریم میں بیان کردہ قصّوں کی غرض

قرآن شریف میں جس قدر قصّے بیان کئے گئے ہیں ان کی تحریر سے صرف یہی غرض نہیں کہ گزشتہ لوگوں کے نیک کام اور بدکام پیش کر کے اُن کا انجام سُنا دیا جاوے تا وہ رغبت یا عبرت کا ذریعہ ہوں۔ بلکہ یہ بھی غرض ہے کہ ان تمام قصّوں کو پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے اور جتلایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ظالم اور شریر لوگوں کو انجام کار ایسی ہی سزائیں ملیں گی جیسی پہلے شریر لوگوں کو مِلی تھیں۔اور صادق اور راستبازوں کی ایسی فتح ہوگی جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوئی تھی۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱۴۸)

☆☆☆☆☆

الٰہی شریعت کا تخم قرآن کریم کے زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گیا

چونکہ قرآن شریف امر معروف اور نہی منکر میں کامل ہے اور خدا نے اس میں یہی ارادہ کیا ہے کہ جو کچھ انسانی فطرت میں انتہاء تک بگاڑ ہوسکتا ہے اور جس قدر گمراہی اور بد

عملی کے میدانوں میں وہ آگے سے آگے بڑھ سکتے ہیں اُن تمام خرابیوں کی قرآن شریف کے ذریعہ سے اصلاح کی جائے۔ اس لئے ایسے وقت میں اس نے قرآن شریف کو نازل کیا کہ جب کہ نوعِ انسان میں یہ تمام خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور رفتہ رفتہ انسانی حالت نے ہر ایک عقیدہ اور بدعملی سے آلودگی اختیار کرلی تھی۔ اور یہی حکمتِ الٰہیہ کا تقاضہ تھا کہ ایسے وقت میں اُس کا کامل کلام نازل ہوا کیونکہ خرابیوں کے پیدا ہونے سے پہلے ایسے لوگوں کو ان جرائم اور بدعقائد کی اطلاع دینا کہ وہ ان سے بکلّی بے خبر ہیں۔ یہ گویا ان کو ان گناہوں کی طرف خود میلان دیتا ہے۔ سو خدا کی وحی حضرت آدمؑ سے تخم ریزی کی طرح شروع ہوئی۔ اور وہ تخم خدا کی شریعت کا قرآن شریف کے زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑے درخت کی طرح ہوگیا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۱)

شراب کو قطعاً حَرام کرنے کا فخر صرف قرآن کریم کو ہے

قرآن شریف نے شراب کو جو اُمّ الخبائث ہے قطعاً حرام کردیا اور یہ فخر خاص صرف قرآن شریف کو ہی حاصل ہے کہ ایسی خبیث چیز جس کی خبائث پر آج کل تمام یورپ کے لوگ فریاد کر اُٹھے ہیں۔ وہ قرآن شریف نے ہی قطعاً حرام کر دیا۔ ایسا ہی قمار بازی کو قطعاً حرام کردیا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶)

قرآن کریم کا نزُول عین ضرورت کے وقت ہوُا

قرآن شریف وہ کتاب ہے جو عین ضرورت کے وقت آئی اور ہر ایک تاریکی کو دُور کیا اور ہر ایک فساد کی اصلاح کی۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۸)

امتیازی نشان

وہ امتیازی نشان کہ جو الہامی کتاب کی شناخت کے لئے عقلِ سلیم نے قرار دیا ہے وہ صرف خدا تعالیٰ کی مقدّس کتاب قرآن شریف میں پایا جاتا ہے۔ اور اس زمانہ میں وہ تمام خوبیاں جو خدا کی کتاب میں امتیازی نشان کے طور پر ہونی چاہئیں دوسری کتابوں میں قطعاً مفقود ہیں۔ ممکن ہے کہ اُن میں وہ خوبیاں پہلے زمانہ میں ہوں مگر اب نہیں ہیں۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲)

قرآن کریم پڑھنے والے کو صفاتِ باری تعالیٰ کی نسبت حقّ الیقین تک پہنچاتا ہے

ایک عجیب طریق قرآن شریف کا یہ ہے جو کسی اَور کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم اور رحمت اور بخشش وغیرہ صفات کے بیان کرنے میں عاجز انسان کی طرح ان صفات کو محض معمولی طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ خود زندہ اور تازہ ثبوت اِس

بات کا دیتا ہے کہ خدا عالم ہے۔ خدا قادر ہے۔ خدا رحیم ہے۔ خدا نجات دہندہ ہے۔ یعنی معجزہ اور پیشگوئی کے طور پر تازہ نمونہ ان صفات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے تا انسان کو یقین آجائے کہ جو کچھ دنیا میں اس کی صفات مشہود ہیں وہ درحقیقت اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور تا پڑھنے والے اس کے خدا تعالیٰ کی صفات کی نسبت حق الیقین تک پہنچ جائیں۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۳)

انسانی حاجات کے مطابق تعلیم

قرآن شریف کی تعلیم انسانی حاجات کے مطابق ہے۔ اور ان کے ترک کرنے سے کبھی نہ کبھی کوئی خرابی ضرور پیش آئیگی۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۴)

قرآن کریم کی ایک خاص خاصیّت

۱۔ جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبّت اور صدق کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلّی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیّت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ زبردست طاقت اور خاصیّت کسی اَور کتاب میں نہیں۔ جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہو۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۵۹)

۲۔خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔جیسے خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے ویسے ہی اس کا کلام بھی ہر ایک قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے۔

(الحکم ۶؍جنوری ۱۹۰۸ء)

☆☆☆☆☆

قرآن کریم نے ہر قوم کے نبی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے

قرآن کریم وہ قابلِ تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں کی صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآن کریم کو حاصل ہے۔جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

(پیغام صلح صفحہ ۳۰۔۳۱)

☆☆☆☆☆

قرآن کریم ہی اُمّ الکتاب ہے

۱۔الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی اُمّ الکتاب ہے۔

(منن الرحمٰن صفحہ ۳)

۲۔عربی کو اُمّ الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا

تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور ختم الکتب کہنا چاہیئے ۔

۳۔ظَهَرَ عَلَيَّ اَنَّ الْقُرْاٰنَ هُوَ اُمُّ الْكُتُبِ الْاُوْلٰى.

(مننِ الرحمٰن صفحہ ۴۰)

ترجمہ:۔مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ قرآن ہی پہلی کتابوں کی ماں ہے۔

۴۔سب زبانوں کی ماں جو خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے پہلے انسان کو ملی عربی ہے۔اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کی کامل کتاب جو قرآن شریف ہے عربی ہی میں نازل ہوئی۔

(تبلیغِ رسالت حصّہ چہارم صفحہ ۱۷)

۵۔اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُمُّ الصُّحُفِ الْاُوْلٰى وَلِذَالِكَ نَزَلَ فِي اللُّغَةِ الْكَامِلَةِ الْمُحِيْطَةِ وَ اقْتَضَّتْ حِكَمُ اِرَادَاتِ الْاِ لٰهِيَّةِ اَنْ يَّنْزِلَ كِتَابُهُ الْكَامِلُ الْخَاتَمُ فِي اللَّهْجَةِ الَّتِيْ هِيَ اَصْلُ الْاَلْسِنَةِ وَاُمُّ كُلِّ لُغَةٍ مِنْ لُغَاتِ الْبَرِيَّةِ وَهِيَ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ.

(مننِ الرحمٰن صفحہ ۶۴)

ترجمہ:۔قرآن کریم تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے ایسی کامل زبان میں اُترا ہے جو محیطِ کُل ہے۔اور الٰہی ارادوں کی حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو تمام زبانوں کی جڑ ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے۔اور وہ عربی ہے۔

قرآن کریم انسانی فہم کے کُل دوائر پر محیط اور نورِتام ہے

ا۔تَرٰی اَنَّ الْقُرْاٰنَ یَجْرِیْ بِرِعَایَۃِ اَنْوَاعِ الْاِسْتِعْدَادِ وَ یَکْشِفُ عَلَی الطَّالِبِ اَسْرَارَ الْمَعَادِ وَیُرَبِّی الْحُکَمَاءَ کَمَا یُرَبِّی السُّفَھَاءَ وَیُعَلِّمُ الْعُقَلَاءَ کَمَا یُعَلِّمُ الْجُھَلَاءَ وَفِیْہِ بَلَاغٌ لِّکُلِّ مَرْتَبَۃِ الْفَھْمِ وَتَسْلِیَۃٌ لِکُلِّ اَرْبَابِ الدَّھَاءِ وَالْوَھْمِ وَسَاوٰی جَمِیْعَ اَنْوَاعِ الْاِدْرَاکِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ الْاَفْلَاکِ وَاِنَّہٗ اَحَاطَ دَوَائِرَ فَھْمِ الْاِنْسَانِ مَعَ اِلْتِزَامِ الْحَقِّ وَ اِقَامَۃِ الْبُرْھَانِ وَاِنَّہٗ نُوْرٌتَامٌ مُّبِیْنٌ.

(منن الرحمٰن صفحہ ۴۷۔۴۸)

ترجمہ:ا۔تو دیکھتا ہے کہ قرآن استعدادوں کے لحاظ پر چلتا ہے۔اور طالب پر معاد کے اسرار کھولتا ہے اور حکیموں کی پرورش ایسی ہی کرتا ہے جیسی بے وقوفوں کی پرورش کرتا ہے اور عقلمندوں کو اسی طرح تعلیم دیتا ہے جیسی جاہلوں کو اور اس میں ہر یک سمجھ کے مرتبہ کے لئے طریقِ تبلیغ موجود ہے۔اور ہر یک دانش اور وہم کے لئے تسلّی کا راہ ہے۔اور ادراک کی تمام قسموں کے وہ برابر ہے گو کتنے قسم زمین سے آسمان تک ہوں۔اور وہ انسانی فہم کے تمام دائروں پر محیط ہے۔اور وہ حق اور بُرہان کا التزام اپنے ساتھ رکھتا ہے۔اور وہ پُورا پُورا نُور اور کھلی کھلی روشنی ہے۔

۲۔ اَمَّا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ كَا لشَّارِقِ الْمُنِيْرِ وَالْعَرَبِيَّةُ كَالْبَدْرِ الْمُسْتَنِيْرِ.

(مِنن الرحمٰن صفحہ ۴۷)

ترجمہ:۔قرآن کریم تو مہرِ تاباں کی طرح ہے اور عربی ماہتاب کی طرح ہے۔

۳۔اَلْفُرْقَانُ هُوَ النُّوْرُ التَّامُ الْفُرْقَانُ.

(مِنن الرحمٰن صفحہ ۵۱)

ترجمہ:۔قرآن کریم ہی وہ نُو رِتام ہے جو حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔

امرِ مقصُود کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

اِنَّ الْقُرْاٰنَ وَالْعَرَبِيَّةَ كَضُرَّتَىِ الرَّحیٰ وَالْاَمْرُ مِنْ غَيْرِهِمَا لَا يَتَاَ تىّٰ.

(مِنن الرحمٰن صفحہ ۷۷)

ترجمہ:۔قرآن کریم اور عربی چکی کے دو پاٹوں کی طرح ہیں اور ان دونو کے ملنے کے سوا امرِ مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بعض روایات

روایات حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

۱۔ ’’قرآن شریف کے معجزہ ہونے کے متعلق دو مذہب ہیں۔ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے مخالفین سے صرف ہمّت کر دیا۔یعنی ان لوگوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اُس وقت مقابلہ میں کچھ کر کے دکھلاتے۔اور دوسرا مذہب جو کہ صحیح اور سچّا اور پکّا مذہب ہے اور ہمارا بھی وہی مذہب ہے وہ یہ ہے کہ مخالف خود اِس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے۔اصل میں اُن کے علم اور عقل چھینے گئے۔قرآن شریف کا معجزہ ہماری تفسیر القرآن کے معاملہ سے خوب سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ہزاروں مخالف موجود ہیں جو عالم فاضل کہلاتے ہیں۔کئی غیرت دلانے والے الفاظ بھی اشتہار میں لکھے گئے مگر کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس نشان کا مقابلہ کرتا۔‘‘

(الحکم ۳؍مارچ ۱۹۰۱ء)

۲۔قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے

ہیں۔اور دروازوں پر بھی عموماً شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے۔اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آ سکتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۱۸۱)

روایات حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؒ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ا۔ ''قرآن شریف میں ناسخ ومنسوخ ہرگز جائز نہیں۔''

(تذکرۃ المہدی حصّہ دوم صفحہ ۲۵)

۲۔قومی یا وقتی ناسخ ومنسوخ تو جائز ہے۔جیسے ایک بچّہ ہے،اس کے کپڑے جوانی میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔ایک پاجامہ جس کا رومال نہیں ہوتا اور آگے پیچھے سے کھُلا پیشاب پاخانہ کے واسطے ہوتا ہے بڑے ہوکر اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے۔اور جوان آدمی ایسا پاجامہ نہیں پسند کرتا اور پہنتا۔اسی طرح گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔اسی وجہ سے سمجھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنی تعلیمیں

حِکمت۔تفصیل لکلِّ شی ءہدایت فرماتا ہے۔خداتعالیٰ فرماتا ہے لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافاً کَثِیْراً. دوسرے لوگوں کی تصنیفوں میں ایک مخفی تعارض ضرور پاؤ گے مگر قرآن شریف نے ہر ایک مسئلہ کو شروع سے آخیر تک ایک ہی طرح نبھایا ہے۔مثلاً توحید کا مسئلہ۔عدم رجوع موتی۔وفات عیسیٰ علیہ السلام۔بڑا فساد نصاریٰ کا ہوگا جو تثلیث کی منادی کرتے ہیں اور وہی دجّال ہونگے۔خلفاء اُمّتِ محمدیہؐ کا سِلسلہ موسوی سلسلے کے مشابہ ہوگا اور جس طرح کے موسوی سلسِلہ کے خاتم الخلفاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام والصلوٰۃ تھے ایسا ہی سلسلہ محمدؐیہ کا خاتم الخلفاء بھی ایک مسیح ہوگا۔قرآن شریف کا ایک اَور معجزہ اخبار امورغیبیہ ہے۔ہر ایک آیت ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتی ہے۔قصّے بھی پیشگوئیوں کے

رنگ میں بیان کئے گئے ہیں۔اس زمانے کے لوگ قرآن شریف کی پیشگوئیوں کو خوب سمجھتے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفسّر کامل موجود تھے۔ وہ اپنے خطبوں اور وعظوں میں (جو اب محفوظ نہیں) دشمن و دوست کو قرآن شریف کی پیشگوئیاں کھول کر سُناتے تھے۔ خدا تعالیٰ اپنی وحی کے سمجھانے کے لئے مناسب طبیعتیں پیدا کرتا تھا اور مخالف خوب سمجھتے تھے کہ قرآن شریف ہمارے ادبار اور اسلام کے اقبال کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان طبیعتوں میں قرآن شریف کی پیشگوئیاں سمجھنے کی مناسبت رکھی تھی۔ چنانچہ ایک شخص کی نسبت فرماتا ہے فَکَّرَ وَ قَدَّرَ. عبودیت کی طاقت سے اخبار امور غیبیہ برتر ہیں اور کوئی کتاب اس امر میں قرآن شریف کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہیئت دان بھی جو نظارہ دیکھتا ہے خواہ وہ اس کے مخالف مرضی ہو یا موافق مرضی اس کے مطابق بیان کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ قرآن شریف کی طرح اپنے اقبال اور دشمن کے ادبار کے متعلق دعویٰ کے ساتھ پیشگوئیاں کرنا کسی انسان کی طاقت میں نہیں۔ دوسرے معجزوں کی نسبت پیشگوئی کا معجزہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا نبوّت سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

عصا کا سانپ ہو جانا نبوّت کی تصدیق سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ قرآن شریف کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ خدائی طاقت اپنے نبی کو دیتے ہیں اور ان پیشگوئیوں کے مطابق اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اِس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ یہ امور خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت سے ظہور میں آئے اور اس طرح تصدیق نبوّت کے لئے نہایت ہی احسن ذریعہ پیشگوئی ہے جس میں اپنی فتح اور دشمن کی شکست کا بیان ہو۔

(ذکر حبیب صفحہ ۹۰۔۹۲، نقل مکتوب حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ)

٦۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار قسم کے نشانات دیئے ہیں۔ اوّل عربی دانی کا نشان جس

کے واسطے کئی کتابیں لکھ کر تحدّی کی گئی ہے اور انعامات رکھے گئے ہیں کہ ایسی فصیح و بلیغ کتاب کوئی شخص مقابلہ میں لکھے۔ دوم قبولیت دُعا کا نشان۔ سوم پیشگوئیوں کا نشان۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ. چہارم قرآن شریف کے دقائق اور معارف کا نشان۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ.

(ذکر حبیب صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)

۷۔ ''مسلمانوں کو کتاب دی گئی ہے۔ ان کی ترقی اسی میں ہے کہ قرآن شریف کو اپنا امام بنائیں اور اسی پر عمل کریں''

(ذکر حبیب صفحہ ۱۹۱)

۸۔ ''ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں مبعوث کیا ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء کے مذکور ہوئے ہیں ان کو خود دکھا کر قرآن شریف کی حقانیت کا ثبوت دیں۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر دنیا کی کوئی قوم اپنی کوششوں سے ہمیں آگ میں ڈالے یا کسی اَور خطرناک عذاب اور مصیبت میں مبتلاء کرنا چاہے تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ضرور ہمیں محفوظ رکھے گا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم خود آگ میں کُودتے پھریں۔ یہ طریق انبیاء کا نہیں۔''

''قرآن شریف میں جس قدر معجزات مذکور ہیں ہم ان کے دکھانے کو زندہ موجود ہیں۔ خواہ قبولیّتِ دُعا کے متعلق ہوں خواہ اَور رنگ کے معجزہ کے منکر کا یہی جواب ہے کہ اُس کو معجزہ دکھایا جائے۔ اِس سے بڑھ کر اَور کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔''

(ذکر حبیب صفحہ ۱۹۴)

۹۔ ’’ مُردوں کو ثواب پہنچانے کے واسطے صدقہ و خیرات دینا چاہیئے اور اُن کے حق میں دُعائے مغفرت کرنی چاہیئے ۔قرآن شریف پڑھ کر مُردوں کو بخشنا ثابت نہیں ۔‘‘

(ایضاً صفحہ ۱۹۹)

۱۰۔شریعت کے عملی حصّہ میں سب سے اوّل قرآن مجید ہے۔ پھر احادیث صحیحہ جن کی سُنّت تائید کرتی ہے۔ اور اگر کوئی مسئلہ ان دونو میں نہ ملے تو پھر میرا مذہب تو یہی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ اس کی کثرت اِس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی مرضی یہی ہے۔ مگر ہم کثرت کو قرآن مجید و احادیث کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتے ہیں۔ اسکے بعض مسائل ایسے ہیں کہ قیاس صحیح کے بھی خلاف ہیں۔ ایسی حالت میں احمدی علماء کا اجتہاد اولیٰ بالعمل ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ ۲۰۹)

۱۱۔ ’’پہلی اُمّتوں میں اتنی استعدادیں نہ تھیں کہ انہیں سورۃ فاتحہ جیسی دُعا سکھائی جاتی۔ قرآن شریف کے نزول کے وقت انسان کی تمام استعدادیں مکمّل ہو چکی تھیں۔‘‘

(ایضاً صفحہ ۲۱۸)

۱۲۔ ’’جب مَیں قرآن شریف کی تفسیر لکھتا ہوں تو مضمون ٹھنڈی ہَوا کی طرح میرے آگے آگے چلتا ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۲۳۵)

۱۳۔ ’’قرآن شریف نے لوگوں کو انسان اور مذہب کو ایک علم اور فلسفہ بنا دیا ہے۔‘‘

(ایضًا صفحہ ۲۳۵)

۱۴۔ ''کُل چیزیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اگر انسان عقلمند ہو تو اس کے لئے وہ کافی ہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ ۲۷۶)

۱۵۔ ''یوروپین لوگ جب معاہدہ کرتے ہیں تو اس کی ترکیب عبارت ایسی رکھ دیتے ہیں کہ دراز عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔''

(ایضاً صفحہ ۲۷۶)

۱۶۔ ''اگر کوئی محبّت اور آہستگی سے ہماری باتیں سُنے تو ہم بڑی محبّت کرنے والے ہیں اور قرآن اور حدیث کے مطابق ہم فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اس طرح فیصلہ کرنا چاہے کہ جو امر قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہو اُسے قبول کر لیگا اور جو ان کے برخلاف ہو اُسے ردّ کر دیگا تو یہ امر عین سرور عین مدّعا ہے اور عین آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

(ایضاً صفحہ ۲۷۷)

۱۷۔ ''اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ قرآن شریف کو حل کیا جاوے اس واسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ ہوتے ہیں ان کی ایک عملی تفسیر ہو جاتی ہے۔''

(ایضاً صفحہ ۲۹۶)

۱۸۔ ''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو جو معجزہ عطا فرمایا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم اور اصول تمدّن کا ہے اور اس کی فصاحت اور بلاغت کا ہے جس کا مقابلہ کوئی انسان

نہیں کرسکتا۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ ۳۰۶)

۱۹۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جاسکتا اور کسی دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا۔ لیکن باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔

(ایضاً صفحہ ۳۰۷)

حضرت مفتی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ:۔

۲۰۔ ’’ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ مَیں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تا کہ اس کو شفا ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا بے شک قرآن شریف میں شفاء ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کا کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم امتحان میں نہ ڈالو۔ خداتعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دُعا کرو تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ ۱۴۶)

۲۱۔ ’’ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن شریف کی لمبی سُورتیں یاد نہیں ہوتیں اور نماز میں پڑھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کو کھول کر سامنے کسی رحل یا میز پر رکھ لیں یا ہاتھ میں لے لیں اور پڑھنے کے بعد الگ رکھ کر رکوع سجود کرلیں اور دوسری رکعت میں پھر ہاتھ میں اُٹھالیں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے آپ

چند سورتیں یاد کرلیں اور وہی پڑھ لیا کریں۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ ۱۷۴)

۲۲۔ ’’قرآن شریف سے فال لینے سے حضرت صاحبؑ عموماً منع فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ جو امر پیش آوے اس کے متعلق استخارہ کرلیا جاوے۔‘‘

۲۳۔ کسی شخص کے سوال پر کہ قرآن شریف پڑھتے ہوئے درمیان میں وضو ساقط ہو جائے تو کیا پھر وضو کیا جائے؟ فرمایا قرآن شریف کی تلاوت سے قبل جب پہلی دفعہ وضو کر لیا ہو اور اثنائے تلاوت میں وضو قائم نہ رہے تو پھر تیمّم کیا جاسکتا ہے۔

روایات حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب سنوریؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ا۔ ’’یاسین کا پڑھنا بیمار کی تکلیف کو کم کرتا ہے۔ چنانچہ نزع کی حالت میں بھی اسی لئے یاسین پڑھی جاتی ہے کہ مرنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ اور یاسین کے ختم ہونے سے پہلے تکلیف دُور ہو جاتی ہے۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۷۳)

۲۔ میں نے ایک دفعہ حضرت صاحبؑ سے عرض کیا کہ حضور جب مَیں قادیان آتا ہوں تو اَور تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی۔ مگر یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں وقتاً فوقتاً یک لخت مجھ پر بعض آیاتِ قرآنی کے معنے کھولے جاتے ہیں اور مَیں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرادی جاتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ

ہمیں قرآن شریف کے معارف دیکر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے۔ پس ہماری صحبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئیے ۔‘‘

(سیرۃ المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۱۰۱)

۳۔ ۱۳۰۳ھ ماہ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت دس بجے حضرت صاحبؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا خوف ہو اور دل پر اس کے رعب پڑنے کا اندیشہ ہو تو آدمی صبح کی نماز کے بعد تین دفعہ یٰسین پڑھے اور اپنی پیشانی پر خشک انگلی سے یا عزیز لکھ کر اس کے سامنے

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بعض روایات

روایات حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

۱۔ ’’قرآن شریف کے معجزہ ہونے کے متعلق دو مذہب ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے مخالفین سے صرف ہمّت کر دیا۔ یعنی ان لوگوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اُس وقت مقابلہ میں کچھ کر کے دکھلاتے۔ اور دوسرا مذہب جو کہ صحیح اور سچّا اور پکّا مذہب ہے اور ہمارا بھی وہی مذہب ہے وہ یہ ہے کہ مخالف خود اِس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے۔ اصل میں اُن کے علم اور عقل چھینے گئے۔ قرآن شریف کا معجزہ ہماری تفسیر القرآن کے معاملہ سے خوب سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ہزاروں مخالف موجود ہیں جو عالم فاضل کہلاتے ہیں۔ کئی غیرت دلانے

والے الفاظ بھی اشتہار میں لکھے گئے مگر کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس نشان کا مقابلہ کرتا۔‘‘

(الحکم ۳؍مارچ ۱۹۰۱ء)

۲۔قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے

ہیں۔اور دروازوں پر بھی عموماً شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے۔اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آ سکتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصّہ اوّل صفحہ ۱۸۱)

روایات حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؒ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

۱۔ ’’قرآن شریف میں ناسخ ومنسوخ ہرگز جائز نہیں۔‘‘

(تذکرۃ المہدی حصّہ دوم صفحہ ۲۵)

۲۔قومی یا وقتی ناسخ ومنسوخ تو جائز ہے۔جیسے ایک بچّہ ہے،اس کے کپڑے جوانی میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔ایک پاجامہ جس کا رومال نہیں ہوتا اور آگے پیچھے سے کھُلا پیشاب پاخانہ کے واسطے ہوتا ہے بڑے ہو کر اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے۔اور جوان آدمی ایسا پاجامہ نہیں پسند کرتا اور پہنتا۔اسی طرح گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں منسوخ ہو جاتے ہیں۔اسی وجہ سے سمجھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنی تعلیمیں تھیں وہ وقتی اور زمانی تھیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم کُل عالم اور قیامت تک کے لئے ہے۔اِس صورت میں ناسخ ومنسوخ کو کیا تعلق ہے۔‘‘

(تذکرۃ المہدی حصّہ دوم صفحہ ۲۶)

روایت شیخ عبدالکریم صاحب کراچی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

’’قرآن کریم میں مخفی در مخفی خزانے بھرے ہوئے ہیں اور آئیندہ پتہ نہیں کیا کیا معارف کے خزانے اِس مبارک کتاب سے نکالے جائیں گے۔‘‘

(الفضل ۱۷/اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۶)

روایت حکیم اللہ دتّہ صاحبؓ

سکنہ موضع شاہ پور امر گڑھ ضلع گورداسپور

حضورؑ نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:۔

’’سب کتابوں کا مغز قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کا مغز لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ ہے۔‘‘

(رجسٹر روایات نمبر ۳ صفحہ ۱۱۹)